تبلیغ امراللہ

روحی انسٹی ٹیوٹ

کتاب ٦

تبلیغ امراللہ

روحی انسٹی ٹیوٹ

اس سلسلہ کی کتابیں

نیچے روحی انسٹی ٹیوٹ کے ڈیزائن کردہ سلسلہ کی موجودہ کتابوں کے ناموں کی فہرست دی جا رہی ہے۔ اپنے جوامع کی خدمت کے لئے نوجوانوں اور بالغوں کی صلاحیت میں اضافہ کرنے کی منظم کوشش کی خاطر کورسوں کے ایک بنیادی سلسلہ کے طور پر استعمال کئے جانے کے غرض سے یہ کتابیں پیش کی گئی ہیں۔ روحی انسٹی ٹیوٹ بہائی بچوں کی کلاسوں کے ٹیچرز کی تربیت کے لئے کورسوں کے ایک اور سیٹ کو بھی ترقی دے رہا ہے جو اس سلسلہ کی تیسری کتاب سے پھوٹتا ہے، اور جیسا کہ فہرست سے بھی ظاہر ہے۔ یہ نوٹ کیا جانا چاہیئے کہ جوں جوں میدان میں تجربہ بڑھے گا توں توں اس فہرست میں بھی تبدیلی آتی جائے گی، اور جیسے جیسے زیرِ ترقی نصابی عناصر اس مرحلہ پر پہنچ جائیں گے جہاں ان کا بڑے پیمانے پر دستیاب کیا جانا ممکن ہو جائے ویسے ویسے اس فہرست میں نئی کتابوں کا اضافہ ہوتا جائے گا۔

کتاب 1	روح کی زندگی پر غور وفکر
کتاب 2	خدمت کے لئے قیام
کتاب 3	بچوں کی کلاسیں گریڈ 1 پڑھانا
	بچوں کی کلاسیں گریڈ 2 پڑھانا (ذیلی کورس)
	بچوں کی کلاسیں گریڈ 3 پڑھانا (ذیلی کورس)
	بچوں کی کلاسیں گریڈ 4 پڑھانا (ذیلی کورس)
کتاب 4	جڑواں مظاہر ظہور
کتاب 5	نوجوانوں کی قوتوں کو راستہ دینا
	ابتدائی تحریک: کتاب 5 کا پہلا ذیلی کورس
	پھیلتا ہوا دائرہ: کتاب 5 کا دوسرا ذیلی کورس
کتاب 6	امراللہ کی تبلیغ
کتاب 7	خدمت کی راہ میں ساتھ ساتھ
کتاب 8	حضرت بہاءاللہ کا عہد و میثاق
کتاب 9	ایک تاریخی پسِ منظر کا حصول
کتاب 10	متحرک سماجوں کی تعمیر
کتاب 11	مادی ذرائع
کتاب 13	سماجی اقدام میں شامل ہونا
کتاب 14	عوامی مکالمات میں حصہ لینا

Copyright © 2013, 2024 by the Ruhi Foundation, Colombia
All rights reserved.
Edition 2.1.1.PE.PV (provisional translation)
in Urdu published in 2024
Printed in Pakistan

Originally published in Spanish as *Enseñar la Causa*
Copyright © 1990, 1998, 2023 by the Ruhi Foundation, Colombia
ISBN 978-628-95545-2-6

Permission for a limited printing of this book in Urdu has been granted by the Ruhi Institute.

Ruhi Institute
Cali, Colombia
Email: instituto@ruhi.org
Website: www.ruhi.org

Baha'i Publishing Trust, Pakistan
Baha'i Centre,
77-E Settelite Town, Rawalpindi, Pakistan
Tel: 051-4444691/4444699
email: bptpakistan@hotmail.com
http://www.bptpakistan.com

اس کتاب میں

ٹیوکے لیے چند خیالات ---------------------------- v

تبلیغ کی روحانی نوعیت -------------------------- 1

تبلیغ کے لئے لازمی خوبیاں اور رویے ---------------- 38

تبلیغ عمل ------------------------------- 82

ٹیوٹر کے لیے چند خیالات

ان تمام لوگوں کے لیے جو روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کے ٹیوٹر کے طور پر خدمات انجام دیتے ہیں یہ سمجھنا اہم ہے کہ بنیادی سلسلے کی چھٹی کتاب تبلیغ امراللہ، تعلیمی عمل جس میں شرکاء مصروفِ کار رہیں ایک مرکزی مقام رکھتی ہے۔ ایک طرف تو خدمت کے میدان میں جمع ہونے والے اپنے تجربے کے ساتھ وہ پہلے متعارف کیے گئے کتاب نمبر ۲ میں دیئے گئے موضوع پر زیادہ وسیع پیمانے پر غور کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔ دوسری طرف اس سیاق وسباق میں پیش کردہ جن موضوعات کا وہ یہاں جائزہ لیں گے وہ ان کی مدد کرے گا کہ وہ آگے کیا کریں کیونکہ امراللہ کی خدمت کی راہ میں وقف کی گئی زندگی لازمی طور پر اس شدید خواہش سے متاثر ہوگی کہ دوسروں کے ساتھ حضرت بہآءاللہ کی تعلیمات کو شیئر کرنے کا استحقاق حاصل کریں۔

کورسوں کے ذریعے کھولے گئے خدمت کے راستے پر قدم رکھتے ہوئے شرکاء نے اپنے دوستوں کے ہمراہ اپنے گاؤں اور محلوں میں ایک دوسرے سے منسلک خدمات کو انجام دینے کا بہت زیادہ تجربہ حاصل کیا ہے یعنی دعائیہ جلسات کا انعقاد، منظم گھریلو ملاقاتوں کا اجراء، بچوں کی روحانی تعلیم وتربیت کے لیے کلاسیں اور نوجوانوں کے گروپوں کو روحانی طور پر بااختیار بنانے کے لیے پروگرام میں مصروف کرنا۔ ان تمام عملوں کے ساتھ جڑی ہوئی وہ گفتگوئیں ہیں جنھوں نے بڑھتی ہوئی تعداد کو امراللہ کے اصولوں سے واقف ہونے اور اس کی تعلیمات کے بارے میں ان کے علم کو عمیق کرنے میں مدد فراہم کی ہے۔ اس سے پہلے کے کورسوں میں سے ہر ایک خاص طور پر کتاب نمبر ۲ نے اُن صلاحیتوں کی پیشرفت میں حصہ ڈالا ہے جو اس طرح کی گفتگو میں حصہ لینے کے لیے شرکاء کو درکار ہیں۔ بلاشبہ اس وقت تک ان میں سے بہت سے لوگوں کے لیے حضرت بہآءاللہ کو آج کے لیے مظہرِ ظہورِ الٰہی تسلیم کرنے اور آپ کے امر پر ایمان لانے میں دیگر نفوس کی مدد کرنے کا فیض بھی حاصل ہو چکا ہے۔ اب وہ تبلیغ کے عمل کے بارے میں مزید گہرائی سے سوچنے کے لیے تیار ہیں جو اس کتاب کے تیسرے یونٹ کا مقصد ہے۔ دوسرا یونٹ انہیں اُن روحانی صفات اور رویوں پر غور کرنے کا موقع فراہم کرے گا جو مبلغ کو حاصل کرنے چاہئیں جبکہ پہلا اس مقدس عمل کی روحانی اہمیت کے بارے میں ان کی سمجھ میں اضافہ کرے گا۔

حضرت بہآءاللہ کی طرف سے آپ کے امر کی تبلیغ کا جو فریضہ ہم پر عائد کیا گیا ہے اس کی نوعیت پر تحقیق کرتے ہوئے پہلا یونٹ کئی بنیادی تصورات کو اپناتا ہے۔ یونٹ کے ابتداء میں متعارف کرائے گئے تصورات میں سے ایک تصور "شعلہ ور ہونا" ہے۔ شرکاء کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ تسلیم کریں کہ تبلیغ کرنے کا ہمارا فریضہ ہماری باطنی حالت سے اتنا ہی تعلق رکھتا ہے جتنا کہ ان اعمال سے جو ہم سرانجام دیتے ہیں۔ یہ کہ "ہونا" اور "کرنا" بہائی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کے دو تکمیلی پہلو ہیں جو کورسوں کے پورے سلسلے کا بنیادی موضوع ہے۔ یہاں پر اسے واضح کیا گیا ہے اور درحقیقت کتاب کے مجموعی ڈھانچہ کو شکل دیتا ہے۔ یونٹ کے ابتدائی حصے اسی خیال کے بارے میں روحانی بصیرت حاصل کرنے میں شرکاء کی مدد کریں گے کیونکہ اس کا تعلق تبلیغ امراللہ سے ہے۔ آثارِ مبارک میں پائے جانے والے متعدد استعارے ان کو "ہونے" اور "کرنے" کے درمیان ہم آہنگی کو دیکھنے میں مدد کرنے کے لئے استعمال کیے گئے ہیں- خاص طور پر ایک شعلے کا تصور جو چاہے کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو حرارت اور روشنی دیتا ہے۔ تجویز کیا جاتا ہے کہ تبلیغ کا عمل ایک ایسی حالت ہونے کا فطری اظہار ہے جسے شعلہ ور ہونے کے لیے بہترین طور پر بیان کیا جا سکتا ہے جس میں خدا کی محبت ہمارے دلوں میں اتنی زیادہ چمکتی ہے کہ ہم اُس کے کلام کو بغیر رکے پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

شرکاء ان حصوں میں اقتباسات کے مطالعہ سے جو سمجھ حاصل کرتے ہیں اسے اس بات کو سراہنے کے قابل بنانا چاہیے کہ خدمت کے میدان میں عملی طور پر "ہونے" اور "کرنے" کی تکمیل کیسے ظاہر ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں شرکاء کے لیے یہ بات واضح ہونے کی ضرورت ہوگی کہ کچھ عام تصورات کے

مضمرات جو دونوں کو الگ کرتے ہیں خاص طور پر مذہبی نوعیت کے اگر انہیں ایسی فروعاتی سوچ کو اس سوچ سے جو امر اللہ کی ترویج کے لیے وقف زندگی کو متاثر کرنے سے روکنا چاہتے ہیں۔ حصّے ۹ اور ۱۰ کی مشقیں اس سلسلے میں مدد کریں گی اور ٹیوٹروں کو یہ یقینی بنانا چاہیے کہ انہیں مناسب توجہ ملے۔ یقیناً، شرکاء آسانی سے دیکھنے کے قابل ہوں گے کہ وہ دوہرا اخلاقی مقصد جسے وہ جاری رکھے ہوئے ہیں، ان کی زندگی کے ہر پہلو کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتا ہے یعنی علم کے لیے اُن کی تلاش، قوانینِ الٰہی میں اُن کی اطاعت اور خدمتِ الٰہی اور اُس کا قُرب حاصل کرنے اور روحانی صفات حاصل کرنے اور اپنے کردار کو نکھارنے کی اُن کی کوششیں۔

اِس یونٹ کے اگلے کئی حصّوں کی توجہ کا مرکز تبلیغ کے مقدس فریضہ کی نوعیت پر ہے۔ ایک ایسی دنیا جہاں سے تقدس کا تصور ہی ختم ہو رہا ہے، شرکاء کو کورس کے مطالعے سے "مقدس" کے بارے میں گہری آگاہی کے ساتھ ابھرنا چاہیے۔ مقدس، جس کا تعلق خدا سے ہے اور اس خیال کی گہری گرفت کے ساتھ کہ وہ امر اللہ کی تبلیغ میں انسانی دل اور وحیِ الٰہی، دو مقدس چیزوں کے ساتھ باہمی عمل کر رہے ہیں۔ تعلیمات کی منتخب عبارتوں پر غور و فکر اس چیز پر روشنی ڈالے گا کہ شعوری روحانی عمل کیا ہے یعنی انسانی دل کے شہر کو بیان کی کلید سے اس کے ظہور کے لیے کھولنا۔ تیسرے یونٹ میں "بیان" کے سوال کو تفصیل کے ساتھ دریافت کیا جائے گا جہاں شرکاء اس پیغام کے مندرجات پر غور کریں گے جو تبلیغ کے دوران کسی دوسرے نفس کو دیتے ہیں۔ یہاں کے حصّوں میں انہیں یہ سوچنے کے لیے کہا گیا ہے کہ کس طرح اس مقدس عمل کے بارے میں بڑھتا ہوا شعور محض میدان میں کوششوں کی تاثیر میں اضافہ نہیں کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ روحانی قوتوں کو جاری کرتا ہے جو دنیاوی امور سے بالاتر اس طرح کی کوششوں کو بڑھانے کے لیے درکار ہیں جس کے نتیجے میں ایسے عمل شروع ہو جاتے ہیں جو انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح سے بنیادی تبدیلی لا سکتے ہیں۔ حصّہ ۱۷ میں شرکاء اس بڑھتے ہوئے شعور کے مضمرات کا جائزہ لینے میں کچھ وقت گزاریں گے۔ ٹیوٹر اُن نکات کو یقینی بنانا چاہے گا جن سے اُس کو واسطہ پڑتا ہے اِن میں سے دو نمایاں ہیں: پہلا یہ کہ انہیں احتیاط کرنی ہوگی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کچھ ایسی ذہنیت کو اپنائیں جو معاشرے میں وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی ہے جس سے وہ اپنی تبلیغی کوششوں میں ایسے رویے اور طریقے شامل نہ کرلیں جو اُن کی مقدس نوعیت پر سمجھوتا کرتے ہوں۔ تبلیغ کے عمل کو اس طرح نہیں پیش کیا جانا چاہیے کہ جیسے کوئی ترقی پسند سماجی مقصد کے لیے ممبروں کو بھرتی کر رہا ہو، مصنوعات کو فروخت کرنے کے انداز میں نہ پیش کیا جائے خواہ استعمال کرنے والے کے لیے کتنا ہی فائدہ مند کیوں نہ ہو۔ دوسرا انہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ چونکہ خدمت کے راستے پر ان کے تمام کاموں میں دلوں کو خدا کے کلام سے رابطہ میں لانا ہے اِس لیے یہ بھی اپنی نوعیت میں مقدس ہیں اور اس شعور کے ساتھ رابطہ کیا جانا چاہیے۔

اس کے بعد یونٹ ایک ایسے موضوع کی طرف رجوع کرتا ہے جس سے شرکاء اچھی طرح واقف ہیں: کلامِ الٰہی کی کایا پلٹ تاثیر۔ تبلیغ کے عمل میں انسانی دل اور حضرت بہاء اللہ کا ظہور جو کہ انسانیت کے لیے آپ کی عظیم عنایت ہے ان دونوں کے درمیان ایک تعلق قائم ہوتا ہے یعنی ایک ایسا تعلق جس کے ذریعے کایا پلٹ کا ایک پائیدار عمل شروع ہو سکتا ہے۔ صرف کلامِ الٰہی ہی ایسی کایا پلٹ کی صلاحیت سے مالا مال ہے۔ شرکاء نے گزشتہ کورسوں میں اس موضوع پر جس حد تک غور و فکر کیا ہے یہاں پر وہ کلامِ الٰہی کی اہمیت اور اس کے امر کی تبلیغ کرتے وقت اس کی طاقت کو استعمال کرنے کی اہمیت کے بارے میں حضرت بہاء اللہ کے اپنے بیان مبارک میں غوطہ ور ہوں گے۔ روحی انسٹی ٹیوٹ آثارِ مبارکہ سے اقتباسات کو حفظ کرنے پر جو زور دیتا ہے اس سے شرکاء کے ذہنوں پر اور زیادہ اثر پڑے گا۔ تعلیمات کی درست وضاحت کرنا، انہیں ان کی خالص شکل میں دوسروں تک پہنچانا اُن صلاحیتوں میں سے ایک ہے جو ہم خدمت کے راستے پر چلتے ہوئے فروغ دینا چاہتے ہیں اور اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم ہر وقت اپنے خیالات اور الفاظ کو تعلیمات کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ہم آہنگ کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

اس کے بعد یہ یونٹ اس وضاحت کے ساتھ اختتام پذیر ہوتا ہے کہ جب ہم امر اللہ کے بارے میں دوسروں سے گفتگو کرتے ہیں تو ہمیں نہ صرف اس علم

سے استفادہ کرنا ہوتا ہے جو ہم حاصل کر چکے ہیں تاکہ واضح اور مربوط وضاحتیں فراہم کی جاسکیں بلکہ محبت کی طاقت پر بھی۔ تبلیغ کے تناظر میں گفتگو کو خوشی کی خصوصیت کے ساتھ ساتھ دلوں کے درمیان محبت کے رشتے پیدا اور مضبوط کرنے چاہئیں جن کے ذریعے شاندار احساسات اور بلند خیالات جاری ہو سکتے ہیں۔

دوسرا یونٹ، "تبلیغ کے لیے ضروری صفات اور رویے"، شرکاء کو یاد دلاتے ہوئے شروع ہوتا ہے کہ انہوں نے پہلے یونٹ میں "ہونے" اور "کرنے" کی تکمیل کے متعلق کیا مطالعہ کیا تھا۔ یہ شروع ہی سے اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کسی فرد کی اندرونی حالت کی لطافت فطری طور پر دوسروں کی خدمت میں ظاہر ہوتی ہے جبکہ دوسروں کی خدمت کرنے سے ہی اس کی باطنی حالت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ شرکاء کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ دل کی پاکیزگی، بے غرضی، ایمان، مہربانی، ہمت، حکمت، انقطاع اور عاجزی جیسی روحانی صفات پر غور کریں کیونکہ ان کا تعلق ملکوتی نفحات کے نفوذ کرنے کی ہماری کوششوں سے ہے۔ متعلقہ رویوں کے ساتھ مل کر روحانی صفات کی نشوونما کے موضوع کو روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں میں بار بار مخاطب کیا جاتا ہے لیکن ہمیشہ ایک خاص صلاحیت کی تعمیر کے تناظر میں، مثال کے طور پر، ایسی صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے جو کسی سماج کے دعائیہ کردار میں حصّہ ڈالنے کے لیے، حضرت بہاءاللہ کے ظہور سے حکمت کے موتی دوسروں کے ساتھ بانٹنے کے لیے، بچوں کی روحانی تعلیم و تربیت کے لیے۔ اس طرح روحِ انسانی کی ان ضروری خصوصیات کے بارے میں شرکاء کی تفہیم بڑھتی ہے اور وقت کے ساتھ زیادہ گہرائی اختیار کرتی ہے کیونکہ وہ ہر ایک کی حرکیات کو ایک نئی روشنی میں جانچتے ہیں اور خدمت کے نئے میدان میں اس کے عمل کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

یونٹ کے ذریعے کسی گروپ کی رہنمائی کرتے ہوئے ایک ٹیوٹر روحانی صفات کی کھوج لگاتے ہوئے مرکزی تصور کو ذہن میں رکھنا چاہے گا جو بنیادی سلسلے کے تمام کورسوں میں موجود ہے اس میں آگے بڑھتے ہوئے، یعنی یہ کہ ایسی صفات اپنے صحیح اظہار کے لیے ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ تبلیغ کے عمل کے لیے خاص اہمیت کا حامل یہ سمجھنا ہے کہ ہمت کس طرح حکمت کا تقاضا کرتی ہے؛ ہمت کی عدم موجودگی میں کس طرح حکمت کا اظہار نہیں ہو پاتا؛ کس طرح پاکیزگی کے لیے دنیاوی خواہشات سے انقطاع کے ساتھ ساتھ بے غرضی کی بھی ضرورت ہوتی ہے؛ اگر لوگوں کی صلاحیت پر یقین کے ذریعے مہربانی میں ترمیم نہیں لاتی جاتی تو پدریت کے زیر اثر آسکتی ہے یا کیسے خلوص کے بغیر یہ حقیقت میں منافقت سے زیادہ کچھ نہیں۔

اب تک ٹیوٹرز اس خیال سے واقف ہو گئے ہیں جو کتاب نمبر ۳ میں پیش کیا گیا ہے کہ روحانی خصوصیات وہ مستقل ڈھانچے ہیں جو اس چیز کو تشکیل دیتے ہیں کہ ہم انسان کی حیثیت سے کون ہیں۔ ان صفات کا حصول ہمیں دوسروں کے ساتھ اپنے تعامل میں مناسب رویوں کو ظاہر کرنے کے قابل بناتا ہے اور اُن نامناسب رویوں سے بچنے میں مدد دیتا ہے جو ہم نے شاید اپنی پرورش اور ثقافت سے حاصل کیے ہوں گے۔ لوگوں کے لیے ہماری کشادہ دلی اور سچائی کو سمجھنے میں اُن کی جدوجہد کے لیے ہمیں جو ہمدردی ہے وہ اُن رویوں کی مثالیں ہیں جو تبلیغ کو متاثر کرتی ہیں۔ تمام ٹیوٹروں کو اس بات کے سراہنے کی ضرورت ہے کہ رویوں کی بحث روحانی صفات کی تلاش میں تعمیر کی جاتی ہے جو یونٹ کے بڑے حصّے کی توجہ کا مرکز ہیں۔ مثال کے طور پر حصّہ ۷ میں رحم دلی اور صبر کی خوبیوں کے بارے میں سوچتے ہوئے شرکاء ایسے حالات کا تجزیہ کرتے ہیں جن میں پدریت اور لاپرواہی کے رویے اپنے نام پر اصرار کر سکتے ہیں۔ اسی طرح حصّہ ۸ میں انقطاع کے معیار پر غور کرنے کے بعد اُن سے کہا جائے گا کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ اس کا ہماری تبلیغ کے جذبے، ایک اعلیٰ خواہش جس کی ہم سب آرزو کرتے ہیں سے کیا تعلق ہے۔ شرکاء کو اس قابل ہونا چاہیے کہ حوصلہ افزائی اور جوش وخروش کو ایسے رویوں کے طور پر شناخت کریں جنہیں انہیں ظاہر کرنے کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور اس بات کو تسلیم کرنا چاہیے کہ بے حسی اور بے غرضی جیسے رویوں کی مزاحمت کریں۔ حصّہ ۹ میں مشق کا مقصد یہی ہے جو محتاط غور وفکر کا موضوع ہونا چاہیے۔

وہ جو ٹیوٹروں کے طور پر خدمت انجام دیتے ہیں یقیناً اس بات سے بھی آگاہ ہیں کہ کسی بھی روحانی صفت کی ترقی میں متعدد متعلقہ تصورات کی تفہیم

شامل ہے۔ پاکیزگی کا اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ حاصل کرنے کے لیے، مثال کے طور پر اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ انسانی دل کو کیا منعکس کرنے کے لیے خلق کیا گیا ہے، دھول اور غبار کیا بناتا ہے جو اس کی چمک کو پوشیدہ کر سکتا ہے، اور اسے ان آلودگیوں سے پاک رکھنے کے لیے کیا ضروری ہے۔ لیکن اس طرح کے تصورات کی گہری تفہیم حاصل کرنے کے علاوہ انسان کو روحانی طور پر آگے بڑھنے کے لیے مرضی اور مخلص خواہش کا مالک ہونا چاہیے۔ مرضی اور خواہش محض فکری بحث سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ ہر فرد کو اپنی اندرونی حالت پر گہرے اور عمیق غور و فکر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا ٹیوٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے غور و فکر کے لیے سازگار ماحول پیدا کرے یعنی ایسا ماحول جو احساسِ جرم کو نہ اُبھارے، جو اعترافِ گناہ کی دعوت نہ دے، جو الزامات کی حوصلہ افزائی نہ کرے، جس میں دوستوں کا ایک گروپ تجریدی اور عملی دونوں معاملات پر غیر جانبدارانہ طور پر تبادلہ خیال کر سکے اور ہر ایک کو ذاتی طور پر اس بات پر غور و فکر کرنے کے لیے موقع دے کہ اُس سے کس چیز کا تقاضا کیا جا رہا ہے۔

ایک روحانی صفت جس پر خاص توجہ دی جاتی ہے وہ انکساری ہے۔ ایک طرف تو حقیقی انکساری شعلہ ور ہونے کی اس کیفیت سے قریبی طور پر جڑی ہوئی ہے جس کے حصول کے لیے ہم سب کوشش کر رہے ہیں۔ اس کی بلندیوں تک پہنچنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم تیزی سے خود فراموش ہو جائیں۔ یہ وہ صفت ہے جو ہمارے قول و فعل کو روحانی طاقت سے نوازتی ہے اور ہمیں غرور اور شیخی بازی کے حملے سے بچاتی ہے۔ دوسری طرف یہ سیکھنے کا ایک ایسا رویہ پیدا کرتی ہے جو مؤثر تبلیغ کے لیے ضروری ہے۔ حقیقی انکساری کی بنیاد پر وضع کردہ سیکھنے کا انداز اِن طور طریقوں میں سختی سے بچاتا ہے جو ہم امراللہ کی تبلیغ کرتے وقت انفرادی کوششوں اور اجتماعی کاموں میں اپنی شراکت دونوں میں استعمال کرتے ہیں؛ اس سے ہمیں ان حالات کا مناسب جواب دینے میں زیادہ سے زیادہ مہارت حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے جن میں ہم اپنے آپ کو پاتے ہیں یعنی خواہ دلیرانہ آگے بڑھنا ہو یا محتاط طریقہ سے، خواہ تیزی سے کام کرنا ہے یا انتظار کرنا ہے، خواہ حضرت بہاء اللہ کی شخصیت کے بارے میں براہِ راست اور واضح طور پر بات کرنا ہے یا آپ کی تعلیمات اور اُن اصولوں کے بارے میں جو آپ نے بیان فرمائے ہیں پر ایک عمومی گفتگو کرنی ہے۔ اِن خیالات پر بات چیت حصّہ ۱۰ میں شروع ہوتی ہے اور حصّہ ۱۴ کی مشقوں پر ختم ہو جاتی ہے۔ ہمیشہ کی طرح حضرت عبدالبہاء کی مثال کے ساتھ یونٹ کا اختتام ہوتا ہے جو شرکاء کو اُن صفات اور رویوں پر اُن کے غور و فکر میں رہنمائی کرے گی کہ کیسے انہیں مستعد نفوس کے ساتھ رابطہ کرنا اور امراللہ کے بارے میں گفتگو کے طریقے اپنانے چاہئیں۔

تیسرا یونٹ جو تبلیغ کے عمل کے بارے میں ہے اس موضوع کو دو سیاق و سباق میں بیان کرتا ہے یعنی کہ انفرادی طور پر ہماری اپنی ذاتی کوششوں میں اور بنیادی سطح پر اجتماعی کوششوں میں۔ ایک اہم حصّہ کو سابقہ موضوع کے لیے وقف کیا گیا ہے لیکن ٹیوٹروں کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ شرکاء کے ساتھ جو گفتگو کریں گے اس کا زیادہ تر اطلاق دونوں پر یکساں ہوتا ہے۔ بے شک اگرچہ یونٹ ہر ایک پر باری باری غور کرتا ہے لیکن حقیقت میں وہ ایک دوسرے سے الگ تھلگ نہیں ہیں بلکہ کئی حوالوں میں ایک دوسرے کے ساتھ میل کھاتے ہیں۔

یونٹ یہ تجویز کرتا ہے کہ شرکاء کو اِن صلاحیتوں میں کسی بھی تناظر میں مؤثر ہونے کی ضرورت ہوگی جو حضرت بہاءاللہ کے پیغام کو قبول کرنے اور اس کو پروان چڑھانے کے لیے ہیں۔ اس میں روحانی صفات جو دوسرے یونٹ کی توجہ کا مرکز تھیں کلیدی ہوں گی جیسا کہ ولی عزیز امراللہ نے حصّہ ۳ کے اقتباس میں فرمایا ہے، جو آج کے معاشرے میں افراتفری کے باعث پیدا ہونے والے مواقع سے فائدہ اُٹھانے کی صلاحیت ہے۔ اپنی بات چیت کے دوران شرکاء کو اِن کیفیات پر کافی غور و فکر کرنا چاہیے جو زوال پذیر عالمی نظام کے دباؤ اور تناؤ کے تحت انسانی دل میں ابھرتی ہیں۔

یقیناً، اس طرح کے مواقع کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں اگر بہائی تعلیمات کو حالات کے مطابق ٹھوس انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت پر مناسب توجہ نہ دی جائے تو وہ بے مقصد ہو جائیں گے۔ اس کے بعد یونٹ کا بنیادی حصّہ اس صلاحیت کی کھوج لگانے کے بارے میں ہے اور شرکاء کو ایک مثال کی مدد سے اس کی نوعیت کے بارے میں سوچنے میں سہولت دی جاتی ہے جو کہ ایک ایسی گفتگو ہے جس میں ایک نوجوان، اینا، اپنی دوست ایمیلیا کو امراللہ سے

متعارف کراتی ہے۔ ٹیوٹر اس بات کو یقینی بنانا چاہیں گے کہ شرکاء اس بنیادی بحث سے اپنے ذہنوں میں کم از کم دو نظریات پر روشنی ڈالیں۔

سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ شرکاء حصّہ ۴ سے ۶ میں اُٹھائے گئے فرق کو جو تصورات اور اطلاعات کے درمیان ہے نہ صرف اِسے سراہتے ہیں بلکہ یہ بھی کہ یہ امتیاز کیوں اتنا اہم ہے۔ آخر کار یہ تصورات اور ٹھوس سچائیوں کی تفہیم ہے جو نفوس کو حضرت بہاءاللہ کے قریب پہنچانے کے قابل بناتی ہے نہ کے معلومات کا محض امتزاج۔ تبلیغ کا عمل اس حد تک شعور کو بڑھانے اور اُس کو فروغ دینے کے متعلق ہے کہ لوگوں کو ذہنی اور روحانی طور پر بااختیار بنانے میں مدد کرنے کے ایک ذریعہ کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہاں، انسٹی ٹیوٹ پروسس میں داخل ہونے کے بعد سے شرکاء کلامِ الٰہی کے ساتھ تعامل کرنے اور تفہیم حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کر رہے ہیں کیونکہ اب وہ اس بات پر غور کرتے ہیں کہ دوسروں کی حقیقی علم کے ساحلوں کی جانب رہنمائی کیسے کی جائے۔

دوسرا، شرکاء کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اپنا اور اس کی دوست کے درمیان گفتگو جس کا خاکہ حصّہ ۷ سے ۲۱ میں بیان کیا گیا ہے، اس کا مقصد انہیں اس بات کا اندازہ لگانا ہے کہ امراللہ کی ٹھوس پیش کش میں کیا شامل ہے؛ اسے اندھا دھند استعمال کرنے کے فارمولے کے طور پر نہیں لیا جانا چاہیے۔ درحقیقت، پیش کش کے ہر حصّے کے بعد آنے والی مشقیں اس کی مجموعی منطق کو اجاگر کرنے کے لیے ڈیزائن کی گئی ہیں اور مختلف پس منظر اور دلچسپیوں کے جواب میں اسے کس طرح اپنایا جا سکتا ہے اس کے بارے میں کچھ ابتدائی خیالات اُبھارتی ہیں۔ اگر شرکاء کو ایسا کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے تو انہیں چاہیے کہ سب سے پہلے تو دی گئی پیش کش کو ہو بہو اچھی طرح سے سیکھیں اور اس قابل ہوں کہ خیالات کے تسلسل کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

انفرادی تبلیغی کوششوں کی بحث حصّہ ۲۶ میں اختتام پذیر ہوتی ہے، جس میں شرکاء کو ان کی زندگی کے حالات کو دیکھنے اور ذاتی تبلیغی منصوبے کے عناصر کی نشاندہی کرنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ حصّہ ۲۷ میں ان کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ وہ اس بنیاد پر کئی ہفتوں یا چند مہینوں کے لیے ایک مخصوص مدت کا ابتدائی لائحہ عمل تیار کریں۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ مشق ان کی زندگی بھر کے لیے ایک ذاتی پہل کے طور پر باقاعدگی سے تبلیغ میں مشغول ہونے کی اہمیت کے بارے میں ان کے شعور کو بڑھائے گی۔

پھر حصّہ ۲۸ اجتماعی عمل کے سوال کی طرف رجوع کرتا ہے جو یونٹ کے بقیہ حصّے کی توجہ کا مرکز ہے۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ اس وقت تک شرکاء پہلے ہی مختلف اقسام کی زوردار کمپینز میں حصّہ لے چکے ہوں گے۔ مزید برآں، ان میں سے ہر ایک کا تعلق امراللہ کے فعال حامیوں کے وسعت پزیر مرکزہ سے ہوگا جو اپنے کلسٹر میں جس میں وہ رہتے ہیں سماج سازی کے عمل کو آگے بڑھانے کے لیے مسلسل کام کر رہے ہیں۔ یہ آخری حصّے انہیں اس طرح کی اجتماعی کاروائی کے شرکاء کے طور پر غور کرنے میں مدد دیں گے۔ اگرچہ مشقیں وسیع نہیں ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ حصّوں میں سے جلد بازی سے گزرا جائے اور ٹیوٹر کے لیے یہ یقینی بنانا ضروری ہے کہ شرکاء کے لیے کافی وقت مختص کیا جائے تاکہ وہ جو کچھ پڑھ رہے ہیں اپنے تجربے کے ساتھ اس سے متعلق ہو سکیں۔ ایسا کرتے ہوئے انہیں دیکھنا چاہیے کہ اجتماعی عمل میں ہر فرد ایک ایسے ماحول میں کس طرح اپنا حصّہ ڈالتا ہے جس میں اتحاد کی مختلف جہتوں میں بڑھتے ہوئے درجے ہیں۔ انہیں اس بات کا تصور کرنا چاہیے کہ کس طرح بنیادی سطح سے متحدہ عمل انفرادی محنت کے ساتھ مل کر اس عالمی مہم کو آگے بڑھانے کا کام کرتی ہے جس میں بہائی سماج مصروف ہے۔

اس مقصد کے لیے یہ حصّے بہت سے سوالات اُٹھاتے ہیں جن پر شرکاء غور کریں گے یعنی اجتماعی عمل کی نوعیت کیا ہے؟ اجتماعی عمل میں متحد ہونے کا کیا مطلب ہے؟ دنیا بھر میں امراللہ کی بڑھوتری کے بارے میں نقطہ نظر کی خصوصیات کیا ہیں اور زوردار کمپین کا کیا کردار ہے؟ جن لوگوں کے درمیان وہ کام کر رہے ہیں ان کی کچھ خصوصیات کیا ہیں؟ چاہے وہ گاؤں کے باشندے ہوں یا مستعد آبادی جو محلے میں رہتی ہو یا کلسٹر بھر میں پھیلی ہوئی ہو ؟ حضرت بہاءاللہ کے عالمی نظام کے تصور کی طرف آبادی کی حرکت کو آگے بڑھانے کے لیے ان کے اجتماعی عمل سے کتنی مضبوط قوتیں پیدا ہو رہی ہیں؟ بچوں، جونیئر یوتھ اور جوانوں اور بالغوں کے لیے انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے فروغ دیئے جانے والے تعلیمی پروسس کے ذریعے پیدا ہونے والی صلاحیت کا امراللہ کی بڑھوتری سے

کتنا گہرا تعلق ہے؟ کیا مؤثر اجتماعی عمل کے لیے مطلوبہ حالات پیدا کیے جا رہے ہیں؟ کیا رفاقت کے بندھن مسلسل مضبوط ہو رہے ہیں؟ کیا اجتماعی عمل میں شرکاء کے درمیان مقصد کا اتحاد حاصل کیا جا رہا ہے؟ کیا یہ خوشگوار اور زوردار سرگرمی میں ظاہر کیا جا رہا ہے؟ بڑھوتری کے بارے میں سیکھنے کے لیے ان کے نقطہ نظر کو کس حد تک عمل، عمل پر غور و فکر اور مشورت کے ذریعے بیان کیا جا رہا ہے؟ اس آخری سوال کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ اس حد تک ہے کہ دوستوں کے بڑھتے ہوئے مرکزہ کے درمیان اس طرح کا نقطہ نظر کام کرنے کا طریقہ کار بن جاتا ہے کہ وہ اتحاد فکر کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجات کو تعمیر کرنے کے قابل ہو جائیں گے جو بہت ضروری ہے، اگر انہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ ترقی کے ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلے تک آگے بڑھنے کے لیے کس چیز کی ضرورت ہے

تبلیغ کی روحانی نوعیت

مقصد:

تبلیغ کے ادراک کا حصول، ایک خاص روحانی اہمیت کے حامل اور ایک عمل کے طور پر سمجھنا اور اس بات کو سراہنا کہ مؤثر تبلیغ ایک ایسا عمل ہے جو مسلسل "ہونے" اور "کرنے" کا متقاضی ہے یعنی اپنی اندرونی کیفیت اور اس کے ساتھ ساتھ مسلسل فعالیت پر توجہ مرکوز کرنا۔

حصہ 1

اب تک آپ کچھ عرصے سے خدمت کے ایک ایسے راستے پر آگے بڑھ رہے ہیں جس پر چلنے سے فرد کی روحانی اور ذہنی نشوونما معاشرے کی کایا پلٹ میں اس کی شراکت کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔اس راستے کے ہر نکتہ پر مطالعہ اور عمل کے امتزاج نے آپ کے سماج کے دعائیہ کردار کو تقویت دینے، اپنے محلے یا گاؤں میں دوستوں اور گھرانوں کے ساتھ پُرمسرت روح پرور گفتگو شروع کرنے اور برقرار رکھنے، منظم گھریلو ملاقاتوں کے پروگرام میں حصّہ لینے، بچوں کے کلاس ٹیچر یا جونیئر یوتھ گروپ کے اینی میٹر یا دونوں کے طور پر کام کرنے کے مختلف طریقوں سے خدمت کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کیا۔ان تمام اقدامات میں آپ نے حضرت بہاءاللہ کے ظہور کے سمندر سے مختلف پسِ منظر اور مختلف عمروں کے لوگوں کے ساتھ حکمت کے موتی بانٹنے کی خوشی محسوس کی ہے۔

بلاشبہ، جب آپ نے اپنے سماج کی روحانی بنیادوں کو مضبوط کرنے کا کام کیا تو آپ نے حضرت بہاءاللہ کی شخصیت اور آپ کے ظہور کے بارے میں اُن لوگوں کے ساتھ جو دلچسپی رکھتے ہیں براہِ راست اور مفصل بات کرنے کے مواقع حاصل کیے ہیں، مثال کے طور پر انسٹی ٹیوٹ کے تعلیمی پروگراموں میں شامل بچوں کے والدین کے ساتھ ملاقات کرتے وقت، شاید کسی زوردار کمپین کے حصّے کے طور پر یا جب ان نوجوانوں سے گفتگو کرتے ہوئے جو خدمت کی خواہش کے ساتھ انسٹی ٹیوٹ کے عمل میں داخل ہوئے تھے۔حتیٰ کہ رشتہ داروں، دوستوں، ہم جماعتوں، ساتھی کارکنوں اور جاننے والوں کے ساتھ آپ کی روزمرّہ کی بات چیت میں بھی آپ کو اسی طرح کے مواقع ملے ہوں گے۔مزید برآں، ان اور اس طرح کے دیگر مواقع پر آپ مستعد نفوس کو حضرت بہآءاللہ کے پیغام کی حقانیت کو اپنانے اور آپ کے پیروکاروں کی سماج میں شامل ہونے کی دعوت دینے سے نہیں جھجکتے ہیں۔اس کتاب کے تین یونٹ آپ کو تبلیغ کا عمل،نفوس کو حضرت بہآءاللہ کے ظہور کے سمندر کے کنارے تک رہنمائی کرنے کے عمل پر غوروفکر کرنے میں مدد دیں گے۔ یقیناً، بہت سارے راستے ہیں جن کے ذریعے لوگ اِن کناروں تک پہنچتے ہیں۔تو پھر ہمیں اس بات کو تسلیم کرلینا چاہیے کہ تبلیغ کے روحانی تحرکات کے بارے میں ہم جو بھی مطالعہ کریں گے اس کا اطلاق ہماری تمام تر کوششوں پر ہوتا ہے، ہر ترتیب اور حالات میں، بہائی نظریات پر تبادلہ خیال کرنے، اپنے عقائد اور اعتقادات کو بانٹنے کے لیے، دوسروں کے ساتھ روحانی معاملات کی کھوج لگانے کے لیے، یہاں تک کہ کمسنوں کی پرورش کے لیے بھی یعنی ان کوششوں میں بھی نفوس کو خدا کے کلام کے ساتھ رابطے میں لایا جاتا ہے۔

حصہ 2

> ''اے اہل بہاء تم امراللہ کی تبلیغ کرو،'' یہ حضرت بہاءاللہ کی نصیحت ہے،'' کیونکہ اللہ نے ہر ایک پر اپنے پیغام کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے کی ہدایت دی اور اسے تمام اعمال میں سب سے زیادہ مستحسن قرار دیا ہے۔'' حضرت بہاءاللہ پر ایمان لانے والوں کے لیے تبلیغ کے فریضہ کا کیا مطلب ہے؟

انسانی کلام میں لفظ''فریضہ'' کوئی طرح سے استعمال کیا جاتا ہے۔بعض اوقات اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے لئے چند ضوابط بنا کر ہم پر لاگو کردیئے گئے ہیں جن کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔بعض ایسے فرائض بھی ہوتے ہیں جن کے بارے میں ہم سمجھتے ہیں کہ خواہ یہ ہمیں پسند ہوں یا نہ ہوں ہمیں ان کو انجام دینا ہی ہوگا۔ہم جانتے ہیں کہ اگر ہم یہ کام کرنے سے خود کو بچا سکیں تو ہمیں زیادہ خوشی ہوگی لیکن پھر بھی ایک فرض سمجھ کر ہمیں یہ کرنا ہوتا ہے۔بعض دوسرے فرائض ہیں جن کا تعلق خود ہماری فلاح و بہبود یا ان لوگوں کی بہتری سے ہوتا ہے جن سے ہم پیار کرتے ہیں۔ایسے فرائض ہم نسبتاً زیادہ خوشی سے ادا

کرتے ہیں۔اپنے گروپ کے ساتھ مشورہ کر کے چند ایسے خوشگوار فرائض کی ایک فہرست مرتب کریں۔

عام طور پر جو فرائض ہمیں اہم محسوس ہوتے ہیں انہیں ہم بڑی احتیاط سے انجام دیتے ہیں۔مثال کے طور پر ایک کسان اپنے کھیت کی خوب دیکھ بھال کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کھیت کھلیانوں میں کیا جانے والا ہر کام انتہائی ضروری ہے کہ انہی کاموں کا پھل اسے کافی فصل کی شکل میں ملنے والا ہے جس پر اس کے خاندان کی روزی کا دارومدار ہے۔اب ہم کن چند ثمرات کی توقع کر سکتے ہیں جو ہماری امراللہ کی تبلیغ کی کاوشوں سے حاصل ہوں گے؟

خدا کے مظہرِ ظہور ہم پر جو فرائض عائد کرتے ہیں وہ ہمارے اعلیٰ ترین مفادات کے لئے سودمند ہوتے ہیں۔تاہم انکا معیار محض اس بات میں نہیں ہوتا کہ وہ کتنی چیزیں پیدا کر رہے ہیں۔خدا کے احکام اور قوانین محض چند ایسے قواعد وضوابط نہیں ہیں جو ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا یا کیا نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ دراصل یہ انسانی وجود کی حقیقت کے بارے میں بیانات ہیں۔ایک سادہ سی مثال اس نکتہ کو واضح کر دے گی۔

ہم جانتے ہیں کہ ایک صحت مند زندگی بسر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ہمیشہ باقاعدگی سے ایک مناسب مقدار میں کھانا کھاتے رہیں۔تاہم ہمیشہ باقاعدگی سے کھانا کوئی ایسا اجباری قانون نہیں ہے جو کسی نے ہم پر اپنی مرضی سے لاگو کر دیا ہے۔یہ ہماری جسمانی وجود کی ایک حقیقت ہے۔ہمارے جسم اس طرح سے بنے ہوئے ہیں کہ انہیں ہر چند گھنٹوں کے بعد غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔اور ہمیں اس ضرورت کا جواب دینا چاہیے۔اس کو نظر انداز کرنا بالآخر موت کی طرف لے جائے گا۔

7-تبلیغ کی روحانی نوعیت

اسی طرح سے جب مظہرظہورِالٰہی ہمیں کوئی نصیحت یا حکم دیتے ہیں مثلاً ایک یہ کہ ہمیں ہر روز دعا کرنے کے لیے کہا جاتا ہے، تو وہ ہم پر کوئی رویہ کا آمرانہ اصول نافذ نہیں کر رہے ہوتے بلکہ ہمیں اپنے حقیقی وجود کے بارے میں کچھ بتایا جا رہا ہے یعنی اس حوالہ سے کہ انسانی روح کی تخلیق اس صورت میں ہوئی تھی کہ اس کی نشوونما کے لیے ضروری ہے کہ ہم باقاعدگی کے ساتھ اپنے دل و دماغ کو خدا کی طرف متوجہ کریں اور اپنے وجود کے منبع کے ساتھ ''گفتگو'' کریں۔ اسی طرح امراللہ کی تبلیغ کرنے کا فرض ہمارے لئے اور نوع بشر کے لئے جن ظاہری فوائد کا باعث بنتا ہے ان کے علاوہ یہ انسانی روح کی فطرت کے بارے میں اور اس کی ضرورتوں کے بارے میں مخصوص حقائق کو آشکار کرتا ہے۔ آنے والے کئی حصوں میں ہم ان حقائق میں سے چند کا مطالعہ کریں گے۔ تاہم ایسا کرنے سے پہلے اگر درج ذیل میں سے ہر ایک کی فطرت کے بارے میں ایک جملہ لکھنے کی مشق کریں تو بہتر ہوگا۔ آپ کی مدد کے لیے ایک مثال دی جا رہی ہے

۱۔ موم بتی <u>موم بتی کی فطرت میں روشنی دینا ہے۔</u>

۲۔ پروانہ ______________________________

۳۔ ایک شعلہ ______________________________

۴۔ ایک چشمہ ______________________________

۵۔ بارانی بادل ______________________________

۶۔ عطر ______________________________

کیا آپ اس بات سے متفق ہوں گے کہ انسانی وجود کی فطرت میں مسلسل فیاضی ہے یعنی اپنی چیزیں، وقت، قوت اور علم کو دینا۔

حصہ 3

آیئے امراللہ کی تبلیغ کرنے کا ہم پر جو فریضہ ہے اس کے کچھ مضمرات پر اپنے غور وخوض کا آغاز اس حصہ اور آنے والے دو حصّوں میں حضرت عبدالبہاء کے بیانات مبارکہ کے چند اقتباسات کے مطالعہ سے کرتے ہیں۔ ایک موقع پر آپ تحریر فرماتے ہیں:

> ''اے عشقِ الٰہی کے بھڑکتے ہوئے شعلے! تیرا نورانی دل محبت اللہ کی حرارت سے اس طرح شعلہ ور ہے کہ دس ہزار کوس سے بھی دور اس کی گرمائش اور روشنی محسوس کی جا سکتی ہے۔ فانی ہاتھوں سے جلائی گئی آگ کچھ فاصلے تک ہی روشنی اور گرمائش دیتی ہے لیکن نارِ الٰہی جسے خدا کے ہاتھ نے روشن کیا ہے اگرچہ مشرق میں بھڑک رہی ہے لیکن اس کے شعلے مغرب کو روشن کریں گے اور اس کی تاثیر اور گرمی شمال و جنوب تک پہنچے گی۔ نہیں بلکہ اس کی حرارت اِس ادنیٰ دنیا سے بلند ہو کر ملکوتِ اعلیٰ کو پہنچے گی اور اس کے شعلے ملکوتِ ابہیٰ کو روشنی سے معمور کر دیں گے۔''(1)

اس بیان مبارک کے مطابق ہمارے دل محبت اللہ کی حرارت سے اس طرح __________ ہوں کہ __________ سے بھی دور اس کی __________ اور __________ کی جا سکتی ہے۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں کہ __________ سے جلائی گئی __________ کچھ

8 - تبلیغ کی روحانی نوعیت

________ تک ہی ________ اور ________ دیتی ہے لیکن ________ جسے ________ نے روشن کیا ہے اگر چہ ________
میں بھڑک رہی ہے لیکن اس کے ________ کو روشن کریں گے اور اس کی ________ اور ________ و ________ تک پہنچے گی۔ اس
کی ________ اِس ادنیٰ دنیا سے بلند ہوکر ________ کو پہنچے گی اور اس کے ________ ملکوتِ ________ کو روشنی سے ________
کردیں گے ۔

حصہ4

حضرت عبدالبہاء نے ایک احباب کو جو ایک عرصہ سے آپ کے حضور شرفیاب ہونا چاہتا تھا اور جسے بالآخر کار مختصر وقت کے لئے یہ سعادت نصیب ہوگئی تھی، ان الفاظ میں مخاطب فرمایا:

''۔۔۔۔ مجھے امید ہے کہ یہ ملاقات ایسی تھی جیسے چراغ کی بتی نے آگ کو چھوا ہو اور چھوتے ہی جل اُٹھی ہو۔ میں متوقع طور پر اس ملاقات کے نتائج کا منتظر ہوں، کہ میں تمہیں شمع کی طرح شعلہ ور اور ایک پروانے کی طرح عشق الٰہی کی آگ میں جلتا ہوا پاؤں۔ خدا کرے کہ محبت اور بے خودی کی شدت سے تم بادل کی مانند آنسو بہاؤ، سرسبز مرغزار کی مانند قہقہہ لگاؤ اور جنت ابہیٰ کے جھونکوں سے حرکت میں آنے والے بے مثال پودے کی مانند خوشی سے جھومو۔'' (2)

درج بالا عبارت کے مطابق حضرت عبدالبہاء ہم سے چاہتے ہیں کہ ہم ________ کی طرح شعلہ ور ہوں، خود کو ________ کی طرح ________ الٰہی کی ________ میں جلائیں۔ ________ اور ________ کی ________ سے ہمیں چاہیے کہ ________ کی طرح آنسو بہائیں، ________ کی طرح قہقہہ لگائیں اور جنت ابہیٰ کے ________ سے حرکت میں آنے والے ________ کی مانند خوشی سے جھومیں۔

حصہ5

اور امراللہ کے ایک پیروکار کے ایک سوال کے جواب میں اپنی لوح میں حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

''خدا کی کنیزوں کو چاہیئے کہ وہ اس مقام تک پہنچیں کہ اِن اندرونی معنوں کو بذات خود اور بغیر کسی کی مدد کے سمجھ سکیں اور ہر لفظ کی مفصل تشریح کرسکیں یعنی ایک ایسا مقام کہ ان کے قلوب کی حقیقت سے حکمت کا چشمہ جاری ہوگا اور ایک فوارے کی طرح پھوٹ کر نکلے گا جو اپنے اصلی منبع سے باہر آتا ہے۔''[(3)]

حضرت عبدالبہاء کی خواہش ہے کہ ہم اس مقام تک پہنچیں کہ ہم تعلیمات مبارکہ کے اندرونی معنوں کو بذات خود اور بغیر کسی کی مدد کے ________ سکیں، اور ہر لفظ کی مفصل ________ کرسکیں؛ یہ ایک ایسا مقام ہے جہاں ہمارے قلوب کی ________ سے ________ جاری ہوں اور اس ________ کی طرح ________ کر نکلیں گے جو اپنے ________۔

حصہ 6

تین اقتباسات جن کا ہم نے ابھی مطالعہ کیا ہے ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امر مبارک کی تبلیغ کرنے کے فریضہ کا تعلق ایسی حالت کے ساتھ ہے جو ہمیں حاصل کرنی چاہیے جیسا کہ یہ ان اعمال کے ساتھ ہے جو ہمیں انجام دینے چاہیئں۔ ان اقتباسات میں جو استعارات شامل ہیں ان سے ہم بڑی حد تک ہونے کی حالت کے بارے میں سیکھ سکتے ہیں۔ یہ ان چیزوں کی بات کرتے ہیں جن کے وجود کا تقاضا ہی یہ ہے کہ وہ خود کو نثار کرتے رہیں۔ کیا کوئی شعلہ ایسا بھی ہوسکتا ہے جو یہ فیصلہ کرے کہ وہ روشنی نہیں دے گا اور پھر بھی وہ شعلہ کہلائے؟ کیا کوئی چشمہ نہ بہنے کا انتخاب کرسکتا ہے اور پھر بھی چشمہ ہوسکتا ہے؟ بالکل اسی طرح ہمیں عطا اور بخشش کے لئے خلق کیا گیا ہے۔ جو کچھ ہمارے پاس ہے اسے دوسروں کو عطا کرنا اور بخشنا ہمارے روحانی وجود کی لازمی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس موجود چیزوں میں سے قیمتی ترین چیز امراللہ کا تحفہ ہے یعنی اس دور کے لئے مظہر ظہور الٰہی کے طور پر حضرت بہاءاللہ کی شناخت۔ یہ ایک فطری بات ہے کہ ہم آپ کے ظہور سے جو علم حاصل کرتے ہیں اور آپ کا ظہور ہماری روحوں کو جس پیار اور خوشی سے بھر دیتا ہے اسے دوسروں کے ساتھ بانٹیں گے۔

بلاشبہ جب ہم تبلیغ کے لئے جدوجہد کریں گے تو ہمیں اپنے راستے میں بہت ساری رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ دوسروں سے بات شروع کرنے، بات بتانے میں ہمیں جھجک محسوس ہوتی ہو یا ہمیں ڈر لگتا ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ ہم نظریات کو وضاحت سے بیان نہ کرسکتے ہوں۔ لیکن ہم تدریجاً ان سب باتوں پر قابو پا سکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ ہم اس بات کو سمجھیں کہ امراللہ کی تبلیغ کرکے ہم اس چیز کو جو ہمارے لئے بہت قیمتی اور سب سے زیادہ عزیز ہے دوسروں کے سامنے کھلے دل کے ساتھ پیش کرنا سیکھ رہے ہیں۔ حضرت ولی عزیز کی جانب سے لکھے گئے ایک خط کے درج ذیل کلمات ہمارے لئے ایک مستقل یاددہانی کا کام دیں گے کہ حضرت بہاءاللہ کے ظہور میں موجود الٰہی حکمت کو دوسروں کے سامنے پیش کرنا ہمارا فرض ہے:

> ''دنیا عظیم اضطراب میں مبتلا ہے اور اس کے مسائل روز بروز شدید ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم بیکار نہ بیٹھیں ورنہ ہم اپنے مقدس وظائف کی انجام دہی میں ناکام ٹھہریں گے۔ حضرت بہاءاللہ نے اپنی تعلیمات ہمیں اس لئے نہیں دی ہیں کہ ہم انہیں اپنی ذاتی سُرور اور شخصی خوشی کے لئے قیمتی جان کر پنہاں رکھیں۔ آپ نے ہمیں یہ تعلیمات اس لئے دی ہیں کہ ہم ایک سینہ سے دوسرے سینہ تک انہیں پہنچائیں تاکہ پوری دنیا ان سے متعارف ہوجائے اور ان کے فیضان اور روح پرور اثرات سے مستفید ہو۔''(4)

حصہ 7

ہونے کی حالت کو نمایاں کرنے کا ایک طریقہ جس کی طرف ہم کوشش کر رہے ہیں یہ کہنا ہے کہ یہ شعلہ ور ہونے کی حالت ہے۔ جب ہم اپنے خیالات اور صلاحیتوں کو امراللہ کی تبلیغ کرنے پر مرکوز کرتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ ہمارے دلوں میں حضرت بہاءاللہ سے عشق کی آگ کو روز بروز روشن سے روشن تر ہوتے رہنا ہی ہوگا۔ آپ حضرت عبدالبہاء کی تحریروں سے درج ذیل بیان مبارک کو زبانی یاد کرنے کی خواہش کرسکتے ہیں اور اس طرح یہ ہمیشہ آپ کو یاد دلاتا رہے گا کہ آپ کے دل میں محبت اللہ کی آگ کو ایندھن دیتے رہنے کی ضرورت ہے۔

> ''اے وہ جو محبت اللہ کی آگ سے مشتعل چراغ ہو! میں نے تیرا تازہ ترین خط پڑھا جو تیرے گہرے عشق کا آئینہ دار تھا اور اپنے پروردگار قادر کی آگ سے تیرے شعلہ ور ہونے کا شاہد ہے۔ روح حقیقت اس طرح تیرے ارکان بدن، شریانوں، رگوں، ریشوں، ہڈیوں، خون اور گوشت پوست میں سرایت کرچکی ہے کہ اس نے تیرے ہاتھوں سے قوت کی باگ چھین لی ہے اور وہ تجھے جیسا چاہتی

ہے حرکت دیتی ہے اور جو چاہتی ہے تجھ سے کہلواتی ہے اور جس طرف چاہتی ہے تجھے متوجہ کرتی ہے۔ یہ وہ کیفیت ہے جو ہر اس شخص کی ہوجاتی ہے جس کے دل میں عشق الٰہی بس جائے۔ تو حیرت ناک نتائج مشاہدہ کرے گا اور اپنے پروردگار قوی کی نشانیوں کو کشف کرے گا۔"(5)

حصہ:8

درج بالا اقتباس ایک کیفیت بیان کرتا ہے جس تک پہنچنے کے بعد ہم امراللہ کی خدمت کرنے اور تبلیغ کرنے کے علاوہ کچھ کر ہی نہیں سکتے۔ ہمارے وجود میں حقیقت کی روح اس طرح سما جاتی ہے کہ یہ ہمارے ہاتھ سے قوت کی باگ اپنے ہاتھوں میں لے لیتی ہے اور اپنی مرضی کے مطابق ہمیں حرکت میں لاتی ہے۔ مندرجہ ذیل میں ہر ایک پر غور کر کے یہ سوچنے کی کوشش کریں کہ فطری تحریک کی مزاحمت کرنے کے کیا نتائج نکل سکتے ہیں۔

الف۔ ایک چشمہ جو پانی حاصل تو کر لیتا ہے لیکن بہنے سے انکار کر دے؟

ب۔ ایک شخص جو مسلسل خدا کی عنایات حاصل کرتا رہتا ہے لیکن انہیں دوسروں کے ساتھ بانٹنے سے انکار کر دیتا ہے؟

ج۔ ایک آدمی جو علم حاصل کرتا ہے لیکن دوسروں کو علم دینے سے انکار کرتا ہے؟

د۔ کوئی ایسا شخص جو امراللہ کا تحفہ حاصل کرتا ہے لیکن خدمت نہیں کرتا اور امراللہ کی تبلیغ نہیں کرتا۔

____

____

حصہ 9

آپ جب شعلہ ور ہونے کی نوعیت پر غور وفکر کرتے ہیں، تو آپ کو اپنے ذہن میں یہ بات یاد رکھنی ہی ہوگی کہ ''ہونا'' اور ''کرنا'' بہائی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کے دو تکمیلی پہلو ہیں۔ یہ آپس میں اس طرح سے بُنے ہوئے ہیں کہ انہیں ایک دوسرے سے جدا کرنے کی ہر کوشش بیکار ہے۔ ہم اپنی پوری زندگی اس بات کے انتظار میں نہیں گزار سکتے کہ پہلے ہم پوری طرح سے شعلہ ور ہونے کی حالت کو حاصل کرلیں تو پھر ہم عمل کریں گے۔ شعلہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو روشنی اور حرارت تو دیتا ہی ہے۔ بہت ساری چیزیں ہیں جن کے لیے ہمیں بیک وقت اپنے آپ کو وقف کرنا ہوگا۔ ہم ہر روز جو کلام الٰہی پڑھتے ہیں ان کے گہرے مطالب کو جاننے کے لئے ہمیں دعا و مناجات اور غور وفکر کرنا ہی ہوگا۔ ہمیں اپنے دلوں کو صاف کرنا اور خدائی صفات کو منعکس کرنا ہی ہوگا۔ ہمیں اپنی باطنی آنکھیں کھول کر اس کے جمال کو دیکھنا اور اس کا گرویدہ ہونا ہی ہوگا۔ اور ہمیں خدا کی خدمت کی راہ میں سرگرم اور حضرت بہاءاللہ کی وحی سے حاصل ہونے والے علم کو دوسروں کے ساتھ بانٹنا ہی ہوگا۔ ''ہونا'' اور ''کرنا'' کے درمیان جو باہمی تعلق ہے اس سے آگاہ رہتے ہوئے فیصلہ کریں کہ درج ذیل جملوں میں وہ کونسے جملے ہیں جنہیں آپ بغیر کسی جھجک کے کہہ سکتے ہیں۔ ان کی نشاندہی کریں:

_____ لوگوں کے گھروں میں جانے اور بامعنی گفتگو میں اُن کے ساتھ مشغول ہونے کے لیے بہت ہمت کی ضرورت ہے۔ پہلے مجھے اپنے شرمیلا پن پر قابو پانا ہوگا تب میں اِس خدمت کو کرنے کے لیے تیار ہوں گا۔

_____ اگرچہ میں اُن لوگوں کے ساتھ گفتگو شروع کرنے سے گھبراتا ہوں جن کو میں اچھی طرح نہیں جانتا ہوں لیکن میں نے خدا پر بھروسہ کیا ہے، اس بات کا احساس ہے کہ صرف قدم اُٹھانے سے ہی میں اپنی بزدلی پر قابو پا سکتا ہوں۔

_____ میرے پاس اتنا علم نہیں ہے کہ میں دوسروں کے ساتھ امراللہ کے بارے میں بات کرسکوں۔ اس سے پہلے کہ میں مستعد نفوس کو تلاش کروں اور اُن کے ساتھ تعلیمات کو بانٹنے کی کوشش کروں مجھے زیادہ صاحبِ علم ہونا چاہیے۔

_____ حضرت بہاءاللہ کی وحی سے ہم جو حکمت حاصل کرسکتے ہیں وہ لامحدود ہے لیکن اس سے حاصل ہونے والی چھوٹی سے چھوٹی بصیرت بھی اتنی قیمتی ہے کہ ہمیں اِن کو آزادانہ طور پر دوسروں کے ساتھ بانٹنا چاہیے۔

_____ میں جانتا ہوں کہ میں کسی بھی طرح کامل نہیں ہوں اور تعلیمات میں بیان کردہ بہت سی روحانی صفات پر غور وفکر کرنے سے پہلے مجھے ایک طویل سفر کرنا ہے۔ پھر بھی حضرت بہاءاللہ وعدہ دیتے ہیں کہ وہ اُن تمام لوگوں کی مدد فرمائیں گے جو آپ کی خدمت میں قیام کریں گے لہذا مجھے ایسا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

______ اگرچہ مجھ میں کمی ہے لیکن میں قیام کروں گا اور امراللہ کی خدمت کروں گا۔ دوسروں کے سامنے حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات پیش کرنے سے آپ کیلئے میری محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور ضروری صلاحیتوں اور خصوصیات کو فروغ دینے میں مجھے مدد ملتی ہے۔

______ میں بچوں کی کلاس پڑھانا پسند کروں گا لیکن سب سے پہلے مجھے ایک اچھے استاد کی تمام ضروری خصوصیات کو فروغ دینا چاہیے۔ اگر میں صحیح مثال قائم نہیں کروں گا تو طالب علم کیسے سیکھیں گے۔

______ کلاس پڑھانے کے عمل میں، بچوں کے لیے میری محبت بڑھتی ہے اور مجھے سخاوت، صبر، محبت بھری مہربانی کی مشق کرنے کے بہت سے مواقع ملتے ہیں۔

______ میں نوجوانوں کے جس گروپ کی اینی میٹر کے طور پر رہنمائی کر رہا ہوں انہیں مجھ سے بات کرنے کے قابل ہونا چاہیئے۔ اگر وہ سوچتے ہیں کہ میں بہت ہی ولی نما ہوں تو وہ آزادانہ طور پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے میں سہولت محسوس نہیں کریں گے۔ سب سے اہم چیز یہ ہے کہ میں ان کے لیے بلا ناغہ ہر ہفتے حاضر ہوں۔

______ نوجوانوں کے ایک گروپ کے اینی میٹر کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے ہوئے مجھے اپنے کردار کی اصلاح کی طرف مائل رہنا چاہیے، بالکل اسی طرح جیسے میں اُن کی روحانی اور فکری نشوونما میں اُن کی مدد کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

______ عام طور پر خدمت کے کسی شعبے میں اگر میں درست باتیں بتاتا ہوں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میری روح منور ہے یا نہیں۔

______ مجھے کرنا یہ ہے کہ میں حضرت بہاءاللہ سے پیار پر توجہ مرکوز کروں پھر مجھے ایک لفظ بھی کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میرا دل اتنا منور ہو جائے گا کہ لوگ حیران رہ جائیں گے کہ میں ایسا کیوں ہوں۔ جب انہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں ایسا اس لیے ہوں کہ میں ایک بہائی ہوں، وہ تحقیق کریں گے اور اپنے طور پر امراللہ کو قبول کر لیں گے۔

______ تبلیغ کرنا دراصل ''ہونا'' کی ایک کیفیت ہے۔ یہ فطری طور پر حاصل ہوگی۔ کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہے

______ تبلیغ ''ہونا'' کی ایک فطری حالت ہے۔ اس کے لئے کوئی منظم منصوبہ سازی کی ضرورت نہیں کہ مستعد نفوس کو تلاش کیا جائے اور انہیں حضرت بہاءاللہ کی شخصیت اور آپ کی تعلیمات کے بارے میں گفتگو میں مشغول کیا جائے۔ بس اسے ہونے دیں!

حصہ 10

ہم اس بات پر متفق ہو چکے ہیں کہ جس لمحہ ہم حضرت بہاءاللہ پر ایمان لاتے ہیں بالکل اسی لمحہ سے آپ کی تعلیمات کو پیش کرنا شروع کر سکتے ہیں اور کرنا چاہیے۔ اس کے لئے ہم نے شعلے کی تمثیل استعمال کی ہے۔ شعلہ خواہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو حرارت اور روشنی ضرور دیتا ہے۔ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ خدمت کے میدان میں اپنی کوششوں میں کوتاہی کئے بغیر یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے دلوں میں موجود محبت اللہ کے شعلے کو ایندھن فراہم کر کے اور اس کی شدت میں اضافہ کر کے اپنی روحانی زندگی کو مسلسل مضبوط بھی کرتے رہیں۔ اس لئے آئیں کچھ رُک کر ہم یہ سوچتے ہیں کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جو شعلہ ور ہونے کو بڑھاتی ہیں۔

نیچے بیانات کے دو سیٹ دیئے جا رہے ہیں۔ دائیں طرف کے سیٹ میں ایسے بیانات ہیں جن میں اگرچہ کچھ حقیقیت موجود ہے لیکن یہ اس مسئلہ پر

ذہن میں اُلجھاؤ پیدا کرتے ہیں۔ان بیانات کا بائیں طرف کے سیٹ میں دیئے گئے ایسے بیانات کے ساتھ ملائیں جو زیادہ مناسب ہیں۔

___ علم ایک پردہ ہے۔ بہت زیادہ علم غرور پیدا کرتا ہے۔اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ آثار مقدسہ کے مطالعہ پر بہت زیادہ زور نہ دیا جائے۔ خدا اور نوع بشر سے پیار کرنے پر توجہ مرکوز کرنا ہی کافی ہے۔

_____ شعلہ ور ہونا اتنا اہم ہے کہ آدمی کو کچھ عرصے کے لئے ہر کام چھوڑ کر صرف اپنی باطنی حالت کو بہتر بنانے کے لیے کام کرنا چاہیئے۔

______ جب کوئی عشق الٰہی کی آگ سے منور ہوتو وہ بِلا کوشش دائمی مسرت کی کیفیت میں رہتا ہے۔

_____ ہم خدا کے احکام پر عمل کرنے میں اس لئے ناکام رہ جاتے ہیں کہ ہم حضرت بہاء اللہ سے کافی پیار نہیں کرتے۔

_____ شعلہ ور ہونا محض خدا کی عنایت ہے۔ پس ضروری نہیں ہے کہ ہم اس کے اضافے کی شدت کے لئے کوئی کوشش کریں۔

الف۔ تبلیغ اور خدمت امر اللہ کسی کی روحانی نشوونما اور شعلہ ور ہونے میں اضافہ کے لیے ضروری ہیں۔

ب۔ بالآخر، شعلہ ور ہونے کا دار و مدار خدا کے فضل پر ہے۔تاہم اس سے یہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے لئے کسی کوشش کی ضرورت نہیں۔روزانہ نماز پڑھنا، خدا کے آستانے پر دعا و مناجات کرنا، آثار مقدسہ کا مطالعہ کرنا اور تندہی سے اس کی خدمت کرنا۔ یہ سب اعمال روح کی حساسیت کو بڑھا دیتے ہیں تا کہ وہ خدا کی رحمت اور عنایات حاصل کر سکے۔

ج۔ علم کسی کے دل میں حضرت بہاء اللہ سے عشق کے شعلوں کو ایندھن مہیا کرتا ہے۔ جتنا زیادہ کوئی آپ کی وحی کے مطالعہ کے ذریعے اور آپ کے امر کی خدمت کر کے آپ کو جاننے لگتا ہے تو وہ اتنا ہی زیادہ آپ سے پیار کرنے لگتا ہے۔جب آدمی ''انا'' سے آزاد ہو، جو غرور کی طرف لے جاتی ہے تو علم کو حجاب میں بدل دیتی ہے۔علم کا حصول کسی کے شعلہ ور ہونے میں اضافہ کرنے میں بہت مددگار ہوتا ہے۔

د۔ بالکل اسی طرح جیسے دعا و مناجات اور امر اللہ کی خدمت ہمارے دل میں عشق الٰہی کے شعلے میں شدّت پیدا کرتے ہیں انا اور نفسانی خواہشات کی ہوائیں اسے بجھا دیتی ہیں۔پس آدمی کو ہمیشہ چوکس رہنا چاہیئے اور اپنے دل میں عشق الٰہی کی آگ کی حفاظت کرنی چاہیئے۔

ہ۔ جب انسان خدا کی راہ میں انہماک سے سخت محنت کرتا ہے تو عشقِ الٰہی کی آگ سے نفس کے پردے جل جاتے ہیں اور پھر اُسے خدا سے قریب تر ہونے کی خوشی محسوس ہوتی ہے۔

______ جب ایک بار کسی دل میں محبت اللہ کی آگ بھڑک اٹھتی ہے تو یہ کبھی نہیں بجھ سکتی۔ یہ خود بخود ہی سلگتی رہے گی اور دل کو نفس و ہوئی سے پاک کرتی رہے گی۔

د۔ ہم حضرت بہاء اللہ سے پیار کرتے ہیں تب بھی یہ ممکن ہے کہ ہم سے کئی غلطیاں سرزد ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کمزور ہیں اور ہمیں خدا کی رحمت اور اس کی معافی کی ہر دم ضرورت ہے۔ اس کے قوانین کی اطاعت کرنے کی کوشش کرتے رہنے سے ہمارے شعلہ ور ہونے میں اضافہ ہوگا۔

اب اپنے الفاظ میں ایک مختصر پیراگراف لکھیں کہ شعلہ ور ہونے میں کس طرح اضافہ ہوتا ہے؟

حصہ 11

شعلہ ور ہونے کی کیفیت کے بارے میں سوچنے کے بعد ایک ایسی حالت جس میں ہم محبت اللہ سے شعلہ ور ہو کر حضرت بہاء اللہ کے ظہور کی روشنی کو پھیلانے کی مسلسل کوشش کرتے ہیں۔ آیئے ہم مندرجہ ذیل اقتباسات کو پڑھیں اور ان پر غور و فکر کریں۔

''کہدو: میری مدد کرنے سے مراد میرے امر کی تبلیغ کرنا ہے۔ یہ وہ موضوع ہے جس سے تمام الواح معمور ہیں۔ یہ خدا کا لاتبدیل حکم ہے جو ماضی میں ابدی رہا ہے اور مستقبل میں بھی ابدی رہے گا۔''(6)

''اے اہل عالم! جب میرا شمسِ جمال غروب ہو جائے اور میرا آسمان ہیکل تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہو جائے تو مضطرب نہ ہونا اور تمام لوگوں کے درمیان میرے امر کی نصرت اور میرا کلمہ بلند کرنے کے لئے قیام کرنا۔ ہم تمام احوال میں تمہارے ساتھ ہیں اور قوت

حق کے ساتھ تمہاری مدد کریں گے۔" (7)

"قلم الٰہی نے ہر ایک کے لیے یہ حکم دیا ہے اور فرض کیا ہے کہ وہ اِس امر مبارک کی تبلیغ کریں ۔۔۔خدا بلا شبہ اس پر القا کرے گا جو اس کے سوا سب سے منقطع ہو جاتا ہے اور اس کے دل سے حکمت و بیان کے پاکیزہ پانی کا فوارہ پھوٹے گا۔" (8)

"اللہ نے ہر ایک پر اپنے امر کی تبلیغ کرنا فرض کر دیا ہے۔ جو کوئی بھی اس فرض کی ادائیگی کے لئے قیام کرتا ہے تو امر کا ابلاغ کرنے سے پہلے اس پر لازم ہے کہ وہ خود کو نیک اور قابل تعریف کردار کے زیور سے آراستہ کرے تا کہ اس کے الفاظ ان لوگوں کے دلوں کو مجذ ب کریں جو اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔" (۹)

"اے احبائے الٰہی! اپنے بستر راحت پر نہ لیٹے رہو بلکہ جب تم اپنے خالق کو پہچان لو اور اُن چیزوں کے بارے میں سنو جو اُس پر وارد ہوئی ہیں تو اس کی مدد کے لیے جلدی کرو۔ اپنی زبان کھولو اور بغیر رُکے اس کے امر کا اعلان کرتے رہو۔ یہ تمہارے ماضی اور مستقبل کے تمام خزانوں سے بہتر ہے۔ اگر تم ان لوگوں میں سے ہو جو اس صداقت کو سمجھتے ہیں۔" (10)

آپ چاہیں گے کہ ان قتباسات میں سے جتنا زیادہ زبانی یاد کر سکیں کریں۔

حصہ 12

جب ہم تبلیغ کے بارے میں اپنے فرض کے مختلف پہلوؤں پر غور کر رہے ہوں تو ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہمارے لئے اس کی رحمت کی نشانی ہیں۔ ایک لمحہ کے لیے بھی ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ہم خدا کی نصیحت یا احکامات پر عمل کر کے اس پر کوئی احسان کر رہے ہیں۔ اس کے لئے یہ ممکن تھا کہ وہ اپنے ایک ہی کلمہ کے ذریعہ اپنے امر کے لئے مکمل فتح حاصل کر لیتا۔ اس کے امر مبارک کی حمایت کرنے کے لیے ہمیں یہ موقع فراہم کرنا اُس کا ایسا انمول فضل ہے جو اُس نے ہم میں سے ہر ایک کو عطا کیا ہے۔ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں:

"اگر ہم چاہیں تو اپنے پاس سے صرف ایک کلمہ کی قوت کے ذریعہ اپنے امر مبارک کو فاتح کر دیں۔ وہ درحقیقت قادر و قہار ہے۔ اگر خدا کی مرضی ہوتی تو قوتِ ملکوتی کے جنگل سے ناقابل تسخیر قوت والا وہ شیر ظاہر ہوتا جس کی دھاڑ بجلی کی کڑک کی طرح پورے پہاڑوں میں ارتعاش پیدا کر دیتی ہے۔ تاہم چونکہ ہماری پُر شفقت مشیت سب چیزوں سے بڑھ کر ہے، ہم نے مقرر کیا ہے کہ مکمل فتح تقریر و بیان کے ذریعہ حاصل کی جائے تا کہ صفحہ ہستی پر ہر جگہ ہمارے بندے اس عمل کے ذریعہ ملکوتی بھلائی حاصل کر سکیں۔ یہ تو محض خدا کے فضل کی نشانی ہے جو اُن کو عطا کی گئی ہے۔" (11)

بولی یا لکھی جانے والی زبان میں کسی تصور کو پیش کرنے کے لئے اکثر تمثیلات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی کوئی ایسا لفظ یا فقرہ جو ذہن میں کسی ناقابلِ ادراک تصور کو ابھار دے۔ درج بالا اقتباس میں حضرت بہاء اللہ شیر کی مثال دیتے ہیں۔ یہ شیر ملکوتی قوت کے جنگل سے باہر آتا ہے اور اس کی دھاڑ بجلی کی کڑک کی طرح ہے جو پورے جنگل میں گونجتی ہے۔ یہ تمثیل ہمارے سامنے خدا کی قدرت کا تصور پیش کرتی ہے جو ہمارا خالق ہے۔ اپنے ایک عمل سے وہ اپنی قدرت کو ظاہر کر سکتا تھا اور دنیا کے سب لوگ اس کے حضور سجدہ میں چلے جاتے۔ یہ محض اس کا پیار اور شفقت ہے کہ اس نے ہمیں یعنی اپنے خادموں کو، یہ موقع

دیا ہے کہ ہم اس کے امر مبارک کے ابلاغ کا ذریعہ بن سکیں۔ اقتباس میں سے الفاظ اور فقروں کو استعمال کر کے درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

۱۔ اگر خدا چاہتا تو وہ ____________________

____________________ کر سکتا تھا۔

۲۔ اگر خدا یہ چاہتا تو وہ ملکوتی قوت ____________________ ظاہر کرتا۔

۳۔ اس شیر کی دھاڑ ____________________ طرح ہو۔

۴۔ چونکہ اس کی پر شفقت مرضی سب چیزوں سے بڑھ کر ہے۔ خدا نے مقرر کیا ہے کہ ____________________

____

۵۔ اس نے ایسا اس لئے کیا کہ ____________________

____

6۔ یہ تو محض ____________________

حصہ 13

یہ کوئی شاذ و نادر بات نہیں ہے کہ لوگ مخصوص عقائد کو مانتے ہیں لیکن جب وہ بات کرتے ہیں تو بنیادی طور پر اپنے ہی عقیدے کے خلاف بول رہے ہوتے ہیں۔ عام طور پر مستقل مزاج ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ہم سب کی کچھ عادتیں ہوتی ہیں جو ہم نے زندگی بھر کے دوران سیکھی ہوتی ہیں۔ ان ہی ذہنی عادتوں کے تحت ہم سوچے بغیر کچھ باتیں کہہ رہے ہوتے ہیں۔ کچھ سوچ بچار سے ہمیں واضح ہو جائے گا کہ جو بیانات ہم دیتے ہیں ان میں سے اکثر پر واقعی ہم یقین نہیں رکھتے۔ جیسے جیسے ہماری سمجھ تعلیمات اور تجربہ دونوں کی روشنی میں بڑھتی ہے ہمیں وقتاً فوقتاً کچھ رُک کر اپنے مخصوص بیانات پر غور کرنا اور ان کی درستگی کا جائزہ لیتے رہنا سودمند ہے۔ فیصلہ کریں کہ درج ذیل میں سے کون سے بیانات تبلیغ کے فریضہ پر آپ کے تصور کی تفہیم کے مطابق ہیں:

_____ میں اپنے سماج کے اندر تبلیغی امور پر مشورت میں سرگرمی سے حصہ لیتا ہوں اور اس بارے میں اپنی تجاویز پیش کرتا ہوں کہ تبلیغ کیسے کی جائے۔ اس طرح سے میں تبلیغ کرنے سے متعلق اپنا فریضہ بجالاتا ہوں۔

_____ جب بھی ہمارے سماج میں کوئی مرکوز تبلیغی کوشش کی جاتی ہے تو میں اس کی کامیابی کیلئے خصوصی دعائیں کرتا ہوں۔ اس طرح میں تبلیغ سے متعلق اپنا فریضہ ادا کرتا ہوں۔

_____ جب بھی کوئی موقع ملتا ہے تو میں حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات سے حاصل کردہ کچھ بصیرت پیش کرتا ہوں۔ یہ میرے لیے تبلیغ کا فریضہ پورا کرنے کے لیے کافی ہے۔

_____ اس سال میں نے ایک فرد کو تبلیغ کی ہے اس طرح اس سال کے لئے میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔

_____ ہر ایک شخص جس کو میں جانتا ہوں وہ واقف ہے کہ میں بہائی ہوں اور میں نے اُن لوگوں کو بتایا جو حضرت بہاء اللہ اور آپ کے ظہور کے بارے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ میں نے اپنے لیے تبلیغِ امر اللہ کے کھلے کے تمام راستوں کو سر کر لیا ہے۔

_____ جس شخص سے بھی میری ملاقات ہوتی ہے میں اسے بتاتا ہوں کہ میں بہائی ہوں۔ اس طرح تبلیغ کرنے سے متعلق میرا فریضہ ادا ہو جاتا ہے۔

_____ تبلیغ کرنے کے فریضہ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ میں ایک مثالی زندگی بسر کروں۔ الفاظ کی کوئی ضرورت نہیں۔

_____ میں حضرت بہاء اللہ کے تمام احکامات اور نصائح کی اطاعت کرنے کی کوشش کرتا ہوں جن میں آپ کے امر مبارک کی تبلیغ کرنے کا حکم بھی ہے۔ کیونکہ صرف اسی طرح میں ایک مثالی زندگی بسر کرنے کے قابل ہوسکوں گا۔

_____ میں جانتا ہوں کہ حضرت بہاء اللہ نے اپنے مؤمنین میں سے ہر ایک پر اپنے امر مبارک کی تبلیغ کا فریضہ عائد کیا ہے۔ لیکن درحقیقت ''ہر ایک'' سے آپ کی مراد ہر فرد نہیں ہے۔ آپ کا حوالہ اُن لوگوں کی طرف تھا جو امر اللہ کے بارے میں بہت علم رکھتے ہیں اور بڑے تجربہ کار ہیں۔

_____ جب بھی میں حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کے حسن پر غور کرتا ہوں تو خوشی سے اتنا بھر جاتا ہوں کہ یہ ممکن نہیں کہ میں آپ کا پیغام دوسروں کے ساتھ نہ بانٹوں۔

_____ امر اللہ کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے سے میں تائیدات الٰہیہ پاؤں گا۔

_____ میں حضرت بہاء اللہ سے اپنے پیار اور اس محبت کی وجہ سے جو اُس نے مجھ میں پوری انسانیت کے لیے بھر دی ہے امر اللہ کی تبلیغ کرنے کا فرض ادا کرتا ہوں۔

_____ ہمارے محلہ میں سماج سازی کی بہت ساری سرگرمیاں چل رہی ہیں اور یہ صرف وقت کی بات ہے کہ زیادہ سے زیادہ افراد اور گھرانے امر اللہ میں داخل ہوں۔ ہمیں حضرت بہاء اللہ اور آپ کے ظہور کے بارے میں بات کرنے کے مواقع تلاش کرنے اور اس امر میں نفوس کی تصدیق کرنے میں مدد کرنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت عبدالبہاء کی نازل کردہ لوح سے درج ذیل اقتباس زبانی یاد کریں:

> **''اے طالبِ ملکوتِ الٰہی! اگر تو چاہتا ہے کہ تیری تقریر اور بیان بے حس دلوں میں نفوذ کرے، تو تُو اس دُنیا کی تمام وابستگیوں سے منقطع ہو جا اور ملکوتِ الٰہی کی جانب توجہ کر۔ دل میں محبت اللہ کی آگ اتنی شدت سے جلا کہ تو آگ کا ایک شعلہ اور ہدایت کی ایک درخشان شمع بن جائے۔ تب تیری تقریر روح القدس کی تائیدات کے ذریعے دلوں میں نفوذ کرے گی۔''** (12)

حصہ 14

اب جبکہ ہم نے تبلیغ کی اہمیت کو بطور ایک فریضہ کے بارے میں سوچا ہے تو آیئے ہم اس عمل کے تقدس پر غور کریں جس کی طرف حصہ نمبر ۶ میں حضرت ولی عزیز نے ہماری توجہ مبذول کرائی ہے۔ تبلیغ کس لحاظ سے ایک مقدس ہے؟ یقیناً محض یہ حقیقت کہ تبلیغ خدا کی طرف سے ایک نصیحت ہے اس فریضہ کو مقدس بنا دیتی ہے۔ لیکن کیا تبلیغ سے متعلق تقدس کے دیگر پہلو بھی ہیں جن کی ہمیں جستجو کرنی چاہیے؟ اپنی الواح میں سے ایک میں حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں:

''اس نے لوگوں کے دلوں کے شہروں کو اپنے لئے مخصوص کیا ہے؛ اور اُن کی کلید آج کے دن خدائے برحق کے احباء ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کو قابل بنائے گا کہ اسم اعظم کی قوت سے اُن شہروں کے دروازے کھول سکے۔'' (13)

ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں:

''جو چیزیں اس نے اپنے لئے مختص کی ہیں وہ انسانوں کے دلوں کے شہر ہیں تا کہ وہ انہیں تمام دنیاوی آلائشوں سے پاک کردے اور انہیں مقدس مقام کے قریب کردے جن کو مشرکین کے ہاتھ کبھی نہ چھو سکیں گے۔ اے لوگو، دلوں کے شہر کو اپنے بیان کی چابی سے کھولو۔ ہم نے اس طرح اپنے پہلے سے طے کردہ معیار کے مطابق تمہارے لیے امر نازل کیا۔ (14)

درج ذیل سوالات کا جواب دینا اس بات میں آپ کی مدد کرے گا کہ آپ یہ دیکھ سکیں کہ کیسے اِن اقتباسات کا تعلق تبلیغ کے عمل اور تقدس سے ہے۔

۱۔ خدا نے اپنے لئے کیا مختص کیا ہے؟ ______________________________

۲۔ انسان کا دل کس کی ملکیت ہے؟ ______________________________

۳۔ "جو خدا سے متعلق ہے،" کو بیان کرنے کے لیے ہم کون سا لفظ استعمال کرتے ہیں؟ ______________

۴۔ انسان کے دلوں کے شہروں کی کلید کون ہیں؟ ______________________

۵۔ خدا ان شہروں کو کس چیز سے پاک کرنا چاہتا ہے؟ ______________________

۶۔ وہ کس کے قریب اِن دلوں کو لانا چاہتا ہے؟ ______________________

۷۔ ہمیں کن کنجیوں سے انسانی دلوں کے شہر کے قفل کو کھولنا ہے؟ ______________________

۸۔ ان اقتباسات میں ہم پر کیا فریضہ عائد کیا گیا ہے؟ ______________________

____

حصہ 15

تقدس کا ایک اور پہلو بھی ہے جس پر تبلیغ سے اس کا تعلق معلوم کرنے کی کوششوں میں غور و فکر کرنا ضروری ہے۔ اپنی الواح میں سے ایک میں حضرت بہاء اللہ اپنے ظہور کا ان الفاظ سے حوالہ دیتے ہیں:

''کہہ دے: اے قوم یہ مہر بند اور عارفانہ طومار ہے اور خدا کے اٹل حکم کا مخزن ہے اس کے کلمات قدس کی انگلیوں نے لکھے ہیں، جو ان ناقابلِ تسخیر اسرار کے پردے میں لپٹے ہوئے ہیں، جن تک رسائی نہیں ہو سکتی اور جنہیں اب خدائے مقتدر قدیم نے اپنے فضل کی نشانی کے طور پر نازل کیا ہے۔ اس میں ہم نے زمین کے سب باسیوں کا اور ملاء آسمانی کے مقدر کا فیصلہ کر دیا ہے اور اس میں اول سے آخر تک ہر چیز کا علم لکھا ہے۔'' (15)

اس اقتباس میں حضرت بہاء اللہ اپنے ظہور کو ایک مہر بند اور عارفانہ طومار سے تشبیہ دیتے ہیں۔ طومار کاغذ کا ایک رول ہے جس میں ایک اہم پیغام لکھا جاتا ہے۔ یہ مہر بند اور عارفانہ طومار خدا کے اٹل حکم کا مخزن ہے یعنی اس میں خدا کے احکام بیان کئے گئے ہیں جو نا قابل تبدیل ہیں۔ درج ذیل مشق اس اقتباس کے مطلب کی بصیرتیں حاصل کرنے میں آپ کی مدد کرے گی۔ خالی جگہوں کو اقتباس میں موجود الفاظ کے ذریعہ پُر کریں اور پھر جملوں کو ساتھ ملا کر پڑھیں۔

۱۔ حضرت بہاء اللہ کی وحی خدا کے ________ کی نشانی کے طور پر ہم پر ظاہر کی گئی ہے۔

۲۔ جو کچھ نازل کیا گیا ہے وہ ________ اور ________ طومار ہے جو ________ کے ________ میں لپٹے ہوئے ہیں۔

۳۔ یہ خدا کے ________ مخزن ہے۔

۴۔ اس میں خدا نے زمین کے سب ________ کا اور ملاء آسمانی کے مقدر کا فیصلہ کر دیا ہے۔

۵۔ حضرت بہاء اللہ کی وحی میں ________ سے ________ تک سب چیزوں کا ________ لکھ دیا گیا ہے۔

حصہ 16

ہم نے گزشتہ دو حصوں میں جن تصورات کا مطالعہ کیا ہے اس پر غور کریں۔ تبلیغ کرنا ہر بہائی کا مقدس فرض ہے کیونکہ خدا نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے علاوہ تبلیغ کرنے کے عمل کے دوران ہم دو بہت ہی مقدس چیزوں کے ساتھ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک تو انسانی دل ہے جو بنیادی طور پر خدا کی ملکیت ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہم تبلیغ کرنے کو ایک روحانی کام کہہ سکتے ہیں جس کے نتیجہ میں انسانی دلوں کے شہر خدا کی جانب کھلتے ہیں۔ دوسری مقدس چیز جس سے تبلیغ کا تعلق ہے وہ حضرت بہاء اللہ کا ظہور ہے۔ ہم تبلیغ اس لیے کرتے ہیں تا کہ دلوں کو اس کے ظہور سے جوڑ دیا جائے جو نوع بشر کے لیے خدا کی عظیم ترین عنایت ہے۔

اپنی زندگی کے ایسے اوقات کو یاد کرنے کی کوشش کریں جب آپ نے اس مقدس کی موجودگی کو محسوس کیا تھا۔ کیا آپ کو کبھی یہ موقع ملا ہے کہ حضرت بہاء اللہ اور حضرت باب کے روضۂ اقدس پر حاضری دیں؟ آپ اس بات کی گہری یادیں برقرار رکھتے ہیں کہ آپ کو ان کے آستانہ ہائے مقدس کی طرف متوجہ ہونا اور جھکنا کیسا محسوس ہوا۔ لیکن اگر آپ کو ابھی تک یہ عنایت حاصل نہ ہوئی ہو تو بھی آپ کی زندگی میں کتنے ہی ایسے مواقع ضرور آئے ہوں گے جب آپ نے دعا و مناجات میں اپنے دل و دماغ کو یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف لگایا ہوگا اور یہ محسوس کیا ہوگا کہ گویا آپ اس کے حضور میں کھڑے ہیں۔ ان احساسات میں سے بعض کیا ہیں جو ایسے لمحات میں آپ کے دل میں ابھرتے ہیں؟ درج ذیل فہرست میں ان کی نشاندہی کریں:

______ بہت زیادہ پیار	______ انکساری	______ مسرت
______ عظمت و حیرت	______ بے چینی	______ ناچیز ہونے کا احساس
______ سرد مہری	______ بے خودی	______ مؤدبانہ
______ اطاعت گزاری	______ شکر گزاری	______ سکون

ابھی جو مشق ہم نے کی ہے وہ ہمیں یاد آوری کراتی ہے کہ مقدس چیزوں کے قریب جاتے ہوئے انسان میں ایک مؤدبانہ رویہ کا احساس پیدا ہوتا ہے۔اس سے اُس کے دل میں اعلیٰ جذبات بیدار ہوتے ہیں جب وہ کسی مقدس چیز کے روبرو کھڑا ہوتا ہے۔اس سلسلے میں ایک اہم سوال کا کیا جانا لازمی ہے: آپ کی اپنی یہ آگاہی کہ تبلیغ کرنا ایک مقدس عمل ہے امراللہ کے ایک مبلغ کی حیثیت سے آپ کی مؤثر کارکردگی میں کیسے اضافہ کرے گی؟اس سوال کا جواب دینے میں آپ کی مدد کرنے کی خاطر یہ تجویز دی جارہی ہے کہ آپ ایک مشق کریں جس میں تبلیغ کرنے کے عمل کو دیکھنے کے تین طریقے بیان کئے گئے ہیں اور آپ سے کہا جارہا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے نتیجے پر غور کریں۔اس بارے میں فکرمند نہ ہوں کہ جو صورتحال بیان کی جارہی ہے وہ کچھ مصنوعی سی ہے؛اس کے باوجود یہ مشق آپ کی مدد کرے گی کہ آپ بعض مطلوبہ بصیرتیں حاصل کرسکیں۔

آپ اپنے محلہ یا دیہات میں امراللہ کے فعال حامیوں کے بڑھتے ہوئے مرکزہ کے حصّے کے طور پر ایک ٹیم کے ممبر ہیں جو اجتماعی تبلیغی کوشش میں مصروف ہے۔آپ اور دوسرے ارکان مل کر گھروں کا دورہ کرتے ہیں اور اُن افراد اور گھرانوں کے ساتھ تبادلہ خیال کرتے ہیں جن میں سے کچھ پہلے ہی کسی نہ کسی طرح سماج سازی کی سرگرمیوں سے وابستہ تھے جو کہ تعلیماتِ حضرت بہاءاللہ میں بیان کردہ بنیادی حقائق سے بھرپور تھیں جس کی وجہ سے انہیں آج آپ کو مظہرِ ظہورِ الٰہی کے طور پر تسلیم کرنے میں مدد ملی۔آیئے ایک ایسے منظر کا تصور کرتے ہیں جس میں آپ کی ٹیم نے کچھ عرصہ میں تیس نئے لوگوں کو امرِ مبارک قبول کرنے اور سماج میں داخل ہونے میں مدد کی ہے۔ہم یہ فرض کرسکتے ہیں کہ ٹیم کے ہر رکن نے تبلیغ کرنے سے متعلق اپنے فریضہ کو انتہائی خلوص سے اور محض حضرت بہاءاللہ کی محبت کی خاطر انجام دیا تھا۔پھر بھی، کیا ہوا ہوگا اگر ٹیم کا یہ تاثر کہ جو وہ کررہی تھی تمام معاملات میں ہمیشہ یکساں نہیں تھا؟

ہم کہتے ہیں کہ پہلے پہل آپ اپنے آپ کو کم وبیش ایک فروخت کنندہ کی طرح دیکھتے تھے۔آپ خود سے کہتے تھے ''تبلیغ بیچنے کے عمل جیسا ہی ہے۔امراللہ میں بہترین خیالات موجود ہیں۔اگر ہم ان خیالات کا ایک اچھا سا پیکیج تیار کرسکیں اور اسے لوگوں کو بیچیں تو ہم اچھے مبلغ ثابت ہوں گے۔'' اس طرح دس نفوس امراللہ میں برپا ہوئے تھے۔

اب فرض کریں، کچھ دیر بعد آپ اور آپ کی ٹیم کے ارکان نے مشاہدہ کیا کہ آپ ترقی پذیر معاشرتی مقصد میں افراد کو بھرتی کرنے کے معاملے میں کیا کررہے تھے۔'' دنیا کی بدترین حالت کے ساتھ،'' آپ نے اپنے آپ سے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ جلد از جلد زیادہ سے زیادہ ممکنہ طور پر ایسے لوگوں کو امراللہ میں شامل کرلیا جائے جو تعلیمات میں انسانیت کی بیماریوں کا حل تلاش کریں گے اور جو لوگ وحدت عالم انسانی کے حصول کے لئے، تعصّبات کو دور کرنے کے واسطے اور انصاف کا بول بالا کرنے کی راہ میں کام کریں گے۔اور اس طرح آپ نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ لوگوں کو امن، اتحاد، جنسی مساوات، ترکِ تعصّبات جیسے اہم نظریات کو فروغ دینے میں شمولیت کی دعوت دینے لگے تھے۔ان کوششوں کے ذریعے دس مزید نئے افراد امراللہ میں داخل ہوئے تھے۔

کچھ عرصہ بعد بلاشبہ آپ دنیا کی حالت کے متعلق ابھی تک فکرمند تھے اور اس ضرورت کے بارے میں بھی کہ ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے جو حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات کو اس کی کایا پلٹ کے لیے لاگو کرسکیں ۔لیکن آپ کی ٹیم تبلیغ کی مقدس نوعیت کے بارے میں زیادہ گہری تفہیم حاصل کرچکی تھی۔اب جب بھی آپ کسی کو امراللہ کی حقیقت واضح کرتے تو آپ بخوبی آگاہ تھے کہ آپ ایک انسانی دل کو مخاطب کررہے ہیں جو خدا کی ملکیت ہے۔اب آپ خود کو یاد دلاتے ہیں کہ آپ جو کام کررہے تھے دراصل وہ کام یہ ہے کہ آپ بیان کی کنجی سے اس دل کے شہر کے دروازوں کو کھول رہے تھے اور اسے

حضرت بہاء اللہ کی وحی سے جوڑ رہے تھے۔اس صورتِ حال میں دس نفوس نے امراللہ پر اپنے ایمان کا اظہار کیا۔

ان تیس دوستوں کی امراللہ کو اپنانے میں مدد کرنے کے بعد آپ کی ٹیم نے تعلیمات کے بارے میں اُن کے علم میں اضافہ کے لیے منظم پروگرام شروع کیا ہے، ان میں سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو انسٹی ٹیوٹ پروسس میں شامل ہونے اور آپ کے محلہ یا دیہات میں سماج سازی کی کوششوں کے مرکزی کردار بننے کی حوصلہ افزائی کی۔کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ بہائی سرگرمی کی مصروفیت کی شدت میں آپ کے دوستوں کے ان تینوں گروپوں کے رویوں میں کوئی فرق ہوگا؟ کیا آپ کی کوششیں کسی ایک گروپ کے ساتھ زیادہ موٴثر ہوں گی؟ یقیناً ان تینوں گروپس میں سے کسی بھی گروپ سے کچھ ایسے افراد ابھر کر سامنے آسکتے ہیں جنہیں حضرت بہاء اللہ نے اس طرح سے آمادہ کیا ہو اور جو حضرت بہاء اللہ کی وحی میں غوطہ لگانے کے شائق ہو کر تیزی سے مستحکم ہو کر سماج کے کاموں میں ہاتھ بٹانے لگیں۔تاہم آپ سے جو بات پوچھی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ آپ ہر گروپ کے بارے مجموعی طور پر سوچیں۔کیا آپ سوچتے ہیں کہ ان تینوں گروپو

ہم نے جو سوال اُٹھائے ہیں اِن کے بارے میں مزید سوچنے کے لیے یعنی تبلیغ کی مقدس نوعیت کے بارے میں آپ کا بڑھتا ہوا شعور آپ کے اعمال کو قوت سے بھر دیتا ہے۔۔آئیں ایک اور منظر کو دیکھتے ہیں۔جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے آپ اپنے دیہات یا محلہ میں سماج سازی کی بہت سی سرگرمیاں انجام دیتے ہیں جن میں نفوس کو کلامِ الٰہی سے رابطے میں لانا ایک وسیع معنوں میں تبلیغ کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔فرض کریں کہ اب آپ ایک ایسی ٹیم کے رکن ہیں جو یکے بعد دیگرے گروپ کو خاص طور پر جوانوں کو، انسٹی ٹیوٹ کورسز کے بنیادی سلسلے میں داخل ہونے اور خدمت کے راستے پر چلنے کے لیے مدعو کرنے میں مصروف ہے۔یوں کہیں کہ اوپر بیان کردہ تصورات سے ملتے جلتے تصورات کے ساتھ آپ جوانوں کے تین گروہوں کے ساتھ بات چیت میں مشغول رہتے ہیں جو آپ کی دعوت کو قبول کرتے ہیں۔ایک بار پھر، ہر گروہ کو مجموعی طور پر دیکھتے ہوئے کیا آپ سوچتے ہیں کہ کیا اِن کی روحانی اور فکری نشوونما اور معاشرے کی کایا پلٹ میں حصّہ ڈالنے میں کوئی فرق ہوگا؟

حصہ 18

جب انسانی دل کے شہر کے دروازے کھلتے ہیں اور دل کو حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے جوڑ دیا جاتا ہے تو کایا پلٹ کا ایک بہت گہرا عمل شروع ہوتا ہے۔ یہ کایا پلٹ یکا یک یا اچانک نہیں ہوجاتی، بلکہ جب ہم پختہ عزم کے ساتھ مطالعہ اور خدمت میں مشغول ہوتے ہیں تو وقت کے ساتھ ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ اس کے باوجود کہ کایا پلٹ کے اس عمل میں حضرت بہاء اللہ کو قبول کرنے کے عمل کی جو اہمیت ہے اسے کبھی کم نہیں سمجھنا چاہیئے۔ شمس حقیقت کو تسلیم کرنا اور اس کی کرنوں کو دل میں داخل ہوکر اسے روشن کرنے دینا وہ تنہا انتہائی اہم قدم ہے جو کوئی فرد اپنی زندگی میں اٹھا سکتا ہے۔ حضرت بہاء اللہ کو شناخت کرنے کے بعد جو کایا پلٹ ہوتی ہے اس پر غور کر کے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس فیصلہ کن نازک قدم کو اٹھانے میں ہم دوسروں کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں۔ کیا آپ چند جملے لکھ سکتے ہیں کہ جب ہم حضرت بہاء اللہ کو تسلیم کرتے ہیں اور آپ کی تعلیمات پر عمل کرنا شروع کرتے ہیں تو درج ذیل میں سے ہر ایک میں کیا تبدیلی آتی ہے:

۱۔ ہمارے دلوں:

۲۔ ہمارے ذہنوں:

۳۔ ہمارے افکار:

۴۔ ہمارے کردار:

۵۔ دوسرے انسانوں کے ساتھ ہمارے تعلقات:

۶۔ زندگی میں ہمارے اہداف:

۷۔ دنیا کے بارے میں ہمارا نظریہ:

حصہ 19

24 - تبلیغ کی روحانی نوعیت

ہم نے کتاب نمبر ۵ میں قوت کے خیال کو مختصر طور پر بیان کیا جب ہم نے روحانی بااختیاری کی حرکیات پر غور وفکر کیا۔ یہ موضوع یہاں ہماری بحث کے سیاق وسباق میں مزید غور وفکر کا مستحق ہے۔جسمانی دنیا میں قوت کے استعمال سے تبدیلی آتی ہے۔ہمیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے، درخت کو نشوونما پانے کے لئے، چراغ کا تاریکی کو روشنی میں بدلنے کے لئے، دریا کو بہنے کے لئے اور موجوں کو اُتار چڑھاؤ کے لئے قوت درکار ہوتی ہے۔ایسی طرح وہ قوت جو انسانی جسم کے پٹھے فراہم کرتے ہیں، وہ قوت جو سورج پیدا کرتا ہے، جو بجلی فراہم کرتی ہے یا کشش ثقل کے ذریعہ ملتی ہے۔ یہ سوال کرنا ضروری ہے کہ تب وہ کون سی قوتیں ہیں جو اُس کا یا پلٹ کو یقینی بنا سکیں جن کا ذکر آپ نے گزشتہ حصہ میں کیا ہے؟ امراللہ کی تبلیغ کی روحانی نوعیت کو سمجھنے کی خاطر یہ سمجھ اس قدر مرکزی ہے کہ اس یونٹ کے باقی حصوں کو ہم اسی نکتہ کو سمجھنے کے لئے وقف کریں گے اور اس سوال کا جواب معلوم کریں گے۔ اپنا کام شروع کرتے ہیں۔ فیصلہ کریں کہ درج ذیل میں سے کون سی قوتیں فرد اور معاشرے میں روحانی کا یا پلٹ میں مدد کر سکتی ہیں:

_______ دعا و مناجات کی قوت۔

_______ پاکیزہ اور مقدس اعمال کی قوت

_______ کلام الٰہی کی قوت

_______ انصاف کی قوت

_______ تلوار کی قوت

_______ اتحاد کی قوت

_______ سچائی کی قوت

_______ مثال کی قوت

_______ نرم زبان کی قوت

_______ قانع کنندہ دلائل کی قوت

_______ پیسے کی قوت

_______ نیک اخلاق کی قوت

_______ میثاق کی قوت

_______ سیاسی تسلط کی قوت

_______ احتجاج کی قوت

_______ پیار کی قوت

______ ترغیب کی قوت

______ ایمان کی قوت

______ تعمیری اور بے غرض سوچ کی قوت

______ بندوق کی قوت

______ حقیقی علم کی قوت

______ استدلال کی قوت

______ دہشت کی قوت

______ امراللہ کی عاجزانہ خدمت کی قوت۔

حصہ 20

ان تمام قوتوں میں جو روحانی کایا پلٹ میں مدد فراہم کرتی ہیں ایک ایسی قوت بھی ہے جو سب سے زیادہ بے مثال ہے۔ اُسے تمام قوتوں کے پیچھے کارفرما عظیم قوت کہا جاسکتا ہے۔ یہ کون سی قوت ہے؟

صدیوں سے ایک عام عقیدہ رہا ہے کہ ''اکسیر'' نامی ایک چیز موجود ہے۔ یہ ''اکسیر'' وہ چیز ہے جو اگر تانبے یا کسی اور عنصر کو لگ جائے تو اس کی کایا پلٹ جاتی ہے اور وہ دھات سونا بن جاتی ہے۔ یہ وہ عمل ہے جس کی تلاش میں بہت سے لوگ رہے ہیں لیکن نہیں پا سکے۔ اس کو ''عناصر کی تبدیلی'' کا عمل کہتے ہیں۔ حضرت بہاءاللہ نے اپنی الواح میں سے ایک میں اس مثال کو ایک انتہائی گہرے روحانی تصور کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیا ہے:

> ''انسان کی خدا پر قوتِ ایمان دنیا بھر میں نہایت کمزور ہوچکی ہے۔ امراللہ کے شفا بخش تریاق کے سوا اسے کوئی چیز۔ بحال نہیں کرسکتی۔ الحاد کی بربادی انسانی معاشرہ کی رگ وپے کو چاٹے جارہی ہے۔ خدا کے اثر آفرین امر کی اکسیر کے سوا کون سی چیز اسے پاک کرکے بحال کرسکتی ہے؟ اے حکیم! کیا یہ انسانی قوت کے بس میں ہے کہ وہ مادے کی باریک اور ناقابل تقسیم ذرّات کی ہیئت میں اتنی کامل تبدیلی پیدا کردے کہ اس کو بدل کر خالص ترین سونا بنادے؟ یہ جتنا دشوار اور پریشان کن کام ہے اس سے کہیں زیادہ بڑا کام شیطانی قوت کو تبدیل کرکے ملکوتی طاقت میں تبدیل کرنا ہے۔ یہی کام کرنے کا اختیار ہمیں دیا گیا ہے۔ اس طرح کی ہیئت کی تبدیلی کرسکنے کی قوت خود اکسیر کی قوت سے عظیم تر ہے۔ صرف کلام الٰہی ہی میں وہ قوت ودیعت کی گئی ہے جو اتنی عظیم اور دوررس تبدیلی کرسکے۔''(16)

اب جب کہ آپ نے اس اقتباس کو پڑھ لیا ہے، بتائیں کہ وہ کون سی قوت ہے جو تمام دوسری قوتوں کی پشت پر ہے اور سب سے منفرد ہے؟____________________

یہ قوت کیا کام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے؟____________________________

حصہ 21

اوپر دیئے گئے اقتباس میں ہمیں کہا جارہا ہے کہ اگرچہ عناصر کی ہیئت ترکیبی میں تبدیلی جو خالص ترین سونا بنادے بہت دشوار کام ہے لیکن اس سے بھی دشوار کام یقیناً شیطانی قوت کو آسمانی بنانا ہے۔ لیکن کلام الٰہی اور صرف کلام الٰہی کے ذریعہ ہی اس طرح کی بنیادی کایا پلٹ آسکتی ہے۔ لیکن ''کلام الٰہی'' کیا ہے، جو اتنا بڑا کام کرسکتا ہے؟ یہ سوال ہمیں پوچھنا چاہیے۔ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں:

> ''کلام اللہ عزّوجلّ اس سے اعلیٰ اور بالا ہے کہ اسے حواس کی مدد سے سمجھا جائے، کیونکہ یہ طبعی یا مادہ سے مقدس ہے۔ یہ عناصر معلومہ کی حدود سے بالاتر ہے اور تمام ضروری اور تسلیم شدہ مادوں سے عظیم ہے۔ یہ بغیر لفظ اور آواز کے ظاہر ہوا۔ یہ اللہ کا فرمان ہے جو تمام مخلوق اشیاء پر غالب ہے۔ کلام الٰہی عالمِ ہستی پر نازل ہونے سے کبھی نہیں رُکا۔ یہ خدا کا ہمہ گیر فضل ہے جس سے تمام فضائل جاری ہوتے ہیں۔ یہ وہ وجود ہے جو گزشتہ اور آئندہ سے پاک و منزہ ہے۔'' (17)

۱۔ کلام الٰہی اس سے ______ اور ______ ہے کہ اسے حواس کی مدد سے سمجھا جائے۔

۲۔ کلام الٰہی ______ یا ______ سے ______ ہے۔

۳۔ کلام الٰہی ______ کی حدود سے ______ ہے۔

۴۔ کلامِ الٰہی تمام ______ اور ______ مادوں سے ______ ہے

۵۔ کلام الٰہی بغیر ______ اور ______ کے ظاہر ہوا۔

۶۔ کلام الٰہی ______ ہے۔

۷۔ کلامِ الٰہی جو اُس کا فرمان ہے ______ غالب ہے۔

۸۔ کلامِ الٰہی جو اُس کا فرمان ہے ______ پر ______ سے کبھی نہیں ______

۹۔ کلامِ الٰہی خدا کا ہمہ گیر ______ ہے جس سے ______ جاری ہوتے ہیں

۱۰۔ کلام الٰہی وہ وجود ہے جو ______ اور ______ سے ______ ہے۔

حصہ 22

ایک اور مثال جس سے ہمارے لئے کلام الٰہی کی قوت کی جھلک کا اظہار ہوتا ہے وہ حروف ''کاف'' اور ''نون'' کا ملایا جانا ہے۔ آثار مقدسہ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ خدا نے حرف ''کاف'' کو ''نون'' سے ملایا اور یہ حکم دیا کہ ''کُن'' یعنی ''ہوجا''۔ اس طرح تمام مخلوق وجود میں آگئی۔ ایک دعا میں حضرت بہاء اللہ خدا کا حوالہ بطور ہمارے خالق فرماتے ہیں کہ:

> ''وہ جس کی انگلی کی ایک حرکت سے تمام اسماء اور ان کی سلطنت کو وجود میں لایا گیا اور ان کی صفات و جبروت کو پیدا کیا گیا اور جس نے

اپنی اسی انگلی کے ایک اور اشارے سے حروف ’’کاف‘‘ کو’نون‘ کے ساتھ ملا دیا اور انہیں اکھٹا کر دیا اور اس کے ذریعہ وہ کچھ ظاہر کیا جن کے سمجھنے سے تیرے چنیدہ بندے جنہیں تیرا قرب حاصل ہے کے اعلیٰ ترین افکار بھی عاجز ہیں اور جس کی گہرائی تک پہنچنے سے تیرے اصفیاء کی گہری ترین حکمتیں بھی قاصر ہیں۔۔۔‘‘(18)

ایک اور لوح میں حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں:

’’ہر چیز کے لیے مبداء لازمی ہے۔ ہر عمارت کے لیے معمار کا ہونا ضروری ہے درحقیقت کلامِ الٰہی ہی وہ علت ہے جو اس فانی دنیا کے وجود سے پہلے تھی یعنی ایک ایسی دنیا جو طراز قدیم سے مزیّن ہے اگر چہ اس میں ہر وقت اور ہر حالت میں تجدید وحدوث ہوتا رہا ہے۔ بے شک اعلیٰ ہے وہ حکمت والا جس نے اس شاندار ڈھانچہ کو کھڑا کیا۔‘‘ (19)

حصہ 23

اب ہم یہ جان چکے ہیں کہ کلام الٰہی ایک فیض اور غالب حکم ہے اور ہر طرح کے حروف اور صداؤں کی قید سے آزاد ہے۔ تاہم ایسے کلمات موجود ہیں جنہیں ہم پڑھ سکتے ہیں اور سن سکتے ہیں اور جو کلام الٰہی کی قوت کے حامل ہیں۔ یعنی وہ کلمات جو مظاہر ظہور الٰہی ادا کرتے ہیں۔ ان میں تخلیق کرنے کی، از سر نو تازہ کرنے کی، اور کایا پلٹنے کی قوت موجود ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انہیں ’’تخلیقی کلام‘‘ کہا جاتا ہے۔ حضرت بہاءاللہ ہمیں بتاتے ہیں:

’’ہر کلمہ جو خدا کے مُنہ سے نکلتا ہے اس میں اتنی قوت ہوتی ہے کہ وہ ہر انسانی بدن میں نئی زندگی پیدا کر سکتا ہے اگر تم ان میں شامل ہو جو اس صداقت کا عرفان رکھتے ہیں‘‘(20)

’’اے میرے دوست! کلام الٰہی سلطانِ کلمات ہے اور اس کا نفوذ ناقابل اندازہ ہے۔ اس کلمہ نے پوری دنیا کو ہمیشہ سے مسخر کر رکھا ہے اور ہمیشہ مسخر کئے رکھے گا۔ خدائے عظیم عالمِ ہستی فرماتا ہے: تمام عالم کے لئے کلام الٰہی وہ کلیدِ اعظم ہے جس کے اثر سے انسان کے دلوں کے دروازے کھولے جا سکتے ہیں، جو حقیقت میں آسمان کے دروازے ہیں۔‘‘(21)

’’کلمہ الٰہی سے دنیا کا دل شعلہ ور ہے، کتنا افسوسناک ہے اگر تم اس شعلہ سے نہ بھڑک اُٹھو۔‘‘(22)

نیچے کئی سوالات دیئے جا رہے ہیں جو گزشتہ اور اس حصہ میں دیئے گئے اقتباسات سے متعلق ہیں۔ اگر چہ ان میں سے بعض سوالات ایسے ہیں جو آپ سے ’’ہاں‘‘ یا ’’نہیں‘‘ میں جواب کا تقاضہ کرتے ہیں۔ لیکن اس پوری مشق کو ختم کرنے سے آپ کو’کلام الٰہی‘ کی قوت کو سمجھنے میں بڑی مدد ملے گی۔

۱۔ کیا ’’کلام الٰہی‘‘ ’حروف‘ اور ’صداؤں‘ سے مل کر بنا ہے؟________________

۲۔ کیا ’’کلام الٰہی‘‘ کسی معلوم چیز سے بنا ہوا ہے؟________________

۳۔ کیا ہمارے حواس کلام الٰہی کو سمجھ سکتے ہیں؟________________

۴۔ کلام الٰہی ہے کیا؟

28 - تبلیغ کی روحانی نوعیت

الف۔ یہ کوئی اور نہیں بلکہ ____

ب۔ یہ خدا کا __________ ہے

۵۔ اس سے کیا مراد ہے کہ خدا کا حکم تمام مخلوق اشیاء پر غالب ہے؟ ____

____

____

۶۔ اگر خدا کے حکم سے نہ بنی ہوتی تو کیا دنیا کی کوئی چیز باقی رہ سکتی تھی؟ ____

۷۔ اس سے کیا مراد ہے کہ خدا کا فضل ہمہ گیر ہے؟ ____

____

۸۔ اگر عالم وجود سے خدا کا فضل روک دیا جاتا تو کیا ہوتا؟ ____

____

____

۹۔ اگر کلام الٰہی کو ہمارے حواس اور ان کے ذرائع کے ذریعہ نہیں سمجھا جاسکتا تو ہم کس طرح اس سے آگاہ ہوتے ہیں؟ ____________

____

۱۰۔ ''خدا کا منہ'' کون ہے جس کے ذریعہ خدا کلام کرتا ہے؟ ____

۱۱۔ خدا کے مظہر ظہور کا ہر لفظ اور بیان کس چیز سے بھرپور ہے؟ ____

۱۲۔ اُس ''نئی زندگی'' کی بعض خصوصیات کیا ہیں جو کلام الٰہی کے ذریعہ ہر آدمی میں پھونکی جاتی ہیں؟ ____________________

____

____

____

____

____

۱۳۔ کلام الٰہی کا اثر کس قدر عظیم ہے؟ ____

۱۴۔ پوری دنیا کے لئے کلید اعظم کیا ہے؟ ____

۱۵۔ لوگوں کے دلوں کے ساتھ کلام الٰہی کیا کرتا ہے؟ ____

۱۶۔ کس چیز نے دنیا کو شعلہ ور کر دیا ہے؟ ____

۱۷۔ ہمیں کس شعلے سے بھڑکنا چاہیے؟ ____

اب درج ذیل عبارت کو یاد کرلیں:

''آج کا دن بولنے کا دن ہے۔اہل بہاء کو چاہیئے کہ وہ انتہائی صبر و برداشت کے ساتھ کوشش کریں اور افق اعلیٰ کی جانب دنیا کے لوگوں کی رہنمائی کریں۔ ہر جسم ایک روح کا طالب ہے۔ملکوتی نفوس پر لازم ہے کہ وہ کلام الٰہی کی سانس سے مردہ جسموں میں تازہ روح پھونک کر انہیں زندہ کریں۔''(23)

حصہ 24

گزشتہ حصوں میں جن بعض خیالات وتصورات پر ہم نے گفتگو کی ہے ان کے درمیان تعلق کا جائزہ لیں۔حضرت بہاءاللہ ہم سے فرماتے ہیں کہ ہم اپنے بیان کی کنجی کے ذریعہ انسانی دلوں کے شہروں کے دروازے کھولیں۔ایک بار جب اس شہر کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دل اُس کی وحی سے جڑ جاتا ہے تو ایک شاندار کایا پلٹ شروع ہو جاتی ہے۔ان قوتوں میں سے جو اس کایا پلٹ کو آگے بڑھاتی ہے، کلام الٰہی کی قوت ہے جو ہمیں خدا کے مظاہر ظہور کے ذریعہ ملتی ہے سب سے زیادہ ناگزیر ہے۔کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ تبلیغ کرنے کے دوران ہم اپنے الفاظ بالکل استعمال ہی نہ کریں اور دوسروں کے سامنے محض حضرت بہاءاللہ کے کلمات میں سے عبارات کو دہراتے رہیں؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ بعض ایسے پُرجوش دینی کارکنوں کی مثال ذہن میں لائیں جو ہمیشہ اپنی مقدس کتاب اپنے ہمراہ رکھتے ہیں جس میں سے وہ مسلسل لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے رہتے ہیں۔یقیناً یہ ایسی روش نہیں ہے جسے ہم اپنانا چاہیں گے۔کتاب نمبر ۲ کے مطالعہ میں آپ کی حوصلہ افزائی کی گئی تھی کہ آپ امراللہ کے اصولوں اور تعلیمات کی وضاحت کے لیے براہ راست آثارِ مبارکہ سے حوالہ جات اور اپنے الفاظ کے درمیان توازن پیدا کریں۔ بلاشبہ، اس کے بعد سے آپ نے اپنے محلہ یا دیہات میں انجام دیئے جانے والے خدمت کے کاموں کے ذریعے اس صلاحیت میں اضافہ کیا ہے۔حضرت بہاءاللہ کی مندرجہ ذیل نصیحت پڑھیں اور ایک بار پھر غور کریں کہ کس طرح ہمیں تبلیغی کاوشوں میں کلامِ الٰہی کی طاقت سے استفادہ کرنا سیکھنا چاہیے:

''ارواحِ مقدسہ کو اپنے دلوں میں تبلیغ کے طریقوں کے بارے میں سوچ بچار اور غور وفکر کرتے رہنا چاہیئے۔الواحِ بدیع آسمانی کے متن سے انہیں مختلف موضوعات کے بارے میں آیات وعبارات حفظ کرنی چاہئیں تا کہ اپنی تقاریر اور بیانات کے دوران، موقع کی مناسبت سے، آیات الٰہی کی تلاوت کرسکیں۔کیونکہ یہ آیاتِ مقدسہ اکسیر اعظم اور سب سے بڑی معجزانہ قوت ہیں۔ان کا اس قدر زبردست اثر ہوتا ہے کہ سننے والے کے پاس پس وپیش کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔''(24)

۱۔ حضرت بہاءاللہ ہم سے فرماتے ہیں کہ ہم اپنے دلوں میں ______ کے ______ کے بارے میں ______ اور ______ کرتے رہیں۔

۲۔ الواحِ بدیع آسمانی کے ______ سے ہمیں مختلف موضوعات کے بارے میں ______ وعبارات ______ چاہئیں۔

۳۔ ہمیں چاہیے کہ الواحِ بدیع آسمانی کے متن سے عبارات زبانی یاد کریں تا کہ اپنی ______ اور ______ کے دوران، ______،

آیاتِ الٰہی کی تلاوت کر سکیں۔

۴۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی تقاریر میں آیات الٰہی کی تلاوت کریں کیونکہ یہ ____________ اور سب سے ____________ قوت ہیں۔

۵۔ ان آیاتِ مقدسہ کا اس قدر ____________ ہوتا ہے کہ ____________ کے پاس ____________ کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔

حصہ 25

حضرت بہاءاللہ ہم سے فرماتے ہیں کہ ہم آثار مقدسہ سے آیات وعبارات زبانی یاد کریں تاکہ جب بھی کوئی موقع سامنے آئے ہم ان کا استعمال کر سکیں۔ یہ بالکل واضح ہے کہ یہاں سب سے پہلے درجے میں آپ کا اشارہ اپنے آثار مبارک کی طرف ہے کیونکہ آپ ہی اس زمانے کے لئے مظہر ظہور الٰہی ہیں اور آپ سے قبل آنے والے تمام مظاہر ظہور کی طرح ہی جیسا کہ حضرت باب، آپ کے بیانات تخلیقی کلمات تشکیل کرتے ہیں۔

لیکن حضرت عبدالبہاء کے کلمات کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اپنے گروپ کے دیگر ساتھیوں کے ساتھ اس بات پر غور وفکر کریں کہ آپ کے کلمات کس طرح آپ کے سننے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اپنے دل پر حضرت عبدالبہاء کے الفاظ کے اثرات کے بارے میں سوچیں جب آپ نے اس سلسلے کی پچھلی کتابوں کا مطالعہ کرتے وقت محسوس کیا۔ آپ کو وہ بصیرتیں بھی یاد ہوں گی جو آپ نے کتاب نمبر ۲ کے دوسرے یونٹ کی حضرت عبدالبہاء کے خطابات اور الواح پر مبنی عبارات سے حاصل کی تھیں جس نے آپ کو بامعنی اور روح پرور گفتگو میں مشغول ہونے کے لیے ضروری صلاحیتوں کو فروغ دینے میں مدد کی۔ اگرچہ آپ کے آثار مبارکہ کو وحی الٰہی کے ذریعے نازل ہونے والی آیات کی طرح نہیں سمجھا جا سکتا البتہ ان کا اپنا ایک مقام ہے۔ آپ کے کلمات اپنی قوت کہاں سے حاصل کرتے ہیں؟ کیا ہمارے لئے یہ پسندیدہ بات نہیں ہوگی کہ ہم اپنی گفتگو کے دوران آپ کی تحریروں میں سے بھی حوالے دیں جس طرح ہم حضرت بہاءاللہ کے آثار مقدسہ سے حوالہ دیتے ہیں؟

اب انہیں سوالات کو حضرت ولی عزیز کی تحریروں پر رکھ کر غور کریں، مثال کے طور پر، کس طرح پچھلی کتابوں میں حوالہ دی گئی عبارات نے مختلف موضوعات پر آپ کے خیالات کو روشن کیا۔ اس کے بعد ایسی ہی گفتگو بیت العدل اعظم الٰہی سے موصول ہونے والی رہنمائی پر کریں۔

حصہ 26

ہم نے دیکھ لیا ہے کہ آثار مبارکہ سے عبارات کو زبانی یاد کرنا امراللہ کی تبلیغ کی کوششوں کے لیے کتنا اہم ہے۔ تاہم، ہم جانتے ہیں کہ حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات کو پیش کرتے ہوئے ہمیں اپنے الفاظ کا استعمال بھی کرنا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کے سامنے صرف آثار مبارکہ سے عبارت کے بعد عبارتوں کا حوالہ نہیں دے سکتے۔ ضرورت یہ ہے کہ اقتباسات ہماری گفتگو اور بات چیت میں ایک فطری انداز میں شامل ہوں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: پھر ہم کس طرح اس بات کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ ہمارے الفاظ اُن لوگوں کے دلوں کو چھو رہے ہیں جن کے ساتھ ہم بات چیت کر رہے ہیں اور انہیں حضرت بہاءاللہ کے قریب لانے اور آپ کی وحی کے سمندر کے کناروں تک پہنچنے میں انہیں مدد دے رہے ہیں؟

صاف ظاہر ہے کہ جواب یہ ہوگا کہ اگرچہ ہم اپنے الفاظ استعمال کرتے ہیں لیکن ضروری ہے کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہوں وہ پوری طرح سے آپ کی تعلیمات کے مطابق ہو۔ ہمیں خود اپنے نظریات پیش نہیں کرنے چاہئیں بلکہ جس قدر ممکن ہو پاکیزہ ترین حالت میں حضرت بہاءاللہ کے پیغام کو پہنچانا چاہیئے۔ بے شک اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم آثار مقدسہ میں غوطہ لگاتے رہیں اور مستقل طور پر امراللہ کے بارے میں اپنی معلومات اور سوجھ بوجھ میں

اضافہ کرتے رہیں۔ اِس سلسلے میں حضرت ولی عزیزِ امراللہ نے رہنمائی فرمائی ہے:

"یقیناً تبلیغ کرنے کا مثالی طریقہ یہ ہے کہ اپنے نکات ثابت کرنے کے لیے ہمیں حضرت بہاء اللہ اور سرکارِ آقا (حضرت عبدالبہاء) کی تحریروں سے اصل کلمات پر مشتمل حوالے دیتے رہنا چاہیے۔ ایسا کرنا امراللہ کو افراد کی غلط تفسیروں سے محفوظ رکھے گا۔ سچائی تو ان ہی کلمات میں ہے جو یہ انوارِ الٰہیہ کہتی ہیں۔ پس وہ ہمارے تمام بیانات پر سند ہیں۔

"تاہم اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہماری اظہارِ رائے کی آزادی محدود ہے۔ ہم اُس سچائی تک پہنچنے کے لئے ہمیشہ ہی نئے نئے راستے تلاش کر سکتے ہیں یا یہ تشریح کر سکتے ہیں کہ وہ کس طرح ہماری زندگی اور حالت کو متاثر کرتے ہیں۔ ہمارا مطالعہ جتنا گہرا ہوگا اتنا ہی زیادہ ہم تعلیمات مبارکہ کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔"[25]

"امراللہ کے بارے میں تزئید معلومات سے مراد حضرت بہاء اللہ اور سرکارِ آقا کی الواح وآثار کو اس قدر تفصیل سے پڑھنا ہے کہ انہیں دوسروں تک خالص شکل میں پیش کیا جاسکے۔ ایسے بہت سارے لوگ ہیں جنہیں اس بات کا ایک سرسری سا اندازہ ہے کہ امراللہ کیا ہے۔ پس وہ اس میں اپنے بہت سے ذاتی خیالات کی ملاوٹ کر کے پیش کرتے ہیں۔ چونکہ ابھی امراللہ کا ابتدائی زمانہ ہے ہمیں احتیاط برتنا ہوگی کہ کہیں ہم اس غلطی کا شکار نہ ہو جائیں اور اس مقدس امر کو نقصان پہنچائیں جس کی ہم اتنی تقدیس کرتے ہیں۔

"امراللہ کے مطالعہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ ہم آثارِ مقدسہ کا جتنا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں ان میں اتنے زیادہ حقائق پا سکتے ہیں اور اتنا ہی زیادہ ہمیں معلوم ہونے لگے گا کہ ہمارے پچھلے خیالات غلط تھے۔"[26]

اب درج ذیل بیانات کو پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کونسے درست ہیں ۔محض جواب کے سامنے نشان لگانے پر مطمئن نہ ہوں۔ تصورات کی ترتیب کو سمجھنے کی کوشش بھی کریں تاکہ آثارِ مقدسہ کے منظم (systematic) مطالعہ کی اہمیت کے بارے میں سوچنے میں آپ کی مدد ہو۔

_____ آثارِ مقدسہ کا مطالعہ صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے ہی ہے۔ باقی لوگوں کے لئے چند بنیادی نظریات کی آسان سی تشریح جاننا ہی کافی ہے۔

_____ ہم سب کے لئے آثارِ مقدسہ کا مطالعہ کرنا ضروری ہے، حتیٰ کہ وہ لوگ جو پڑھنے کے عادی نہیں ہیں وہ بھی دوسروں کی مدد سے ایک وقت میں ایک عبارت کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

_____ جیسے جیسے ہم آثارِ مقدسہ کا مطالعہ کرتے ہیں امراللہ کے بارے میں ہماری سوجھ بوجھ میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہوتا جاتا ہے اور ہم اس وحی میں چھپی ہوئی سچائیوں کو ایمانداری کے ساتھ پیش کرنے کے قابل ہوتے جاتے ہیں اور ہمارے الفاظ سننے والوں کو پہلے سے بڑھ کر متاثر کرتے ہیں۔

_____ تبلیغ امراللہ کرتے ہوئے آثارِ مقدسہ سے وفادار ہونے کی کوشش کر کے ہم اپنے خیالات اور اظہار کی آزادی کو محدود کر دیتے ہیں۔

_____ اگر ہم تبلیغ کرنے کے دوران آثارِ مقدسہ سے وفادار رہیں تو ہمارے خیالات اعلیٰ تر درجے پر ہو جائیں گے اور ہم محض دوسروں کے نظریات کے غلام اور محدود سوچ کے پابند نہیں رہیں گے۔

_____ اگر ہم امراللہ کی تبلیغ کرنے کے دوران آثارِ مبارکہ سے وفادار ہیں تو ہمارے خیالات ذہن میں ایسی بلند سطح پر پہنچ جاتے ہیں جن کا ہمیں پہلے سے

کوئی علم ہی نہیں ہوتا۔

_____ اگر آپ نے امراللہ کی مرکزی شخصیات میں سے کسی کی کوئی کتاب یا لوح ایک بار پڑھ لی ہے تو اسے دوبارہ پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

_____ اس سے قطع نظر کہ آدمی نے آثار مقدسہ میں سے کسی عبارت کو کتنی بار پڑھا ہے وہ جب بھی انہیں پڑھتا ہے اسے نئے معنی اور تازہ بصیرتیں حاصل ہوتی ہیں۔

_____ کوئی شخص آثار مقدسہ کا مطالعہ اس لئے نہیں کرتا کہ وہ امراللہ کے بارے میں محض اطلاعات جمع کرتا چلا جائے۔ اہم بات تو یہ ہے کہ وہ ان آثار مقدسہ پر کتنا غور و فکر کرتا ہے اور ان میں چھپے ہوئے معنوں کو سمجھنے کی کتنی کوشش کرتا ہے۔

_____ جب ہم امراللہ کی تبلیغ کرتے ہیں تو ہمیں آثار مقدسہ سے حاصل ہونے والی سچائی کو ہر طرح کے سطحی خیالات کے ساتھ ملا کر مبہم نہیں کرنا چاہیے جو عارضی طور پر مقبولیت حاصل کرتے ہیں۔

_____ جب ہم کسی دوست یا پڑوسی کے ساتھ گھریلو ملاقات کے دوران تعلیمات کی بصیرت کو غیر رسمی گفتگو میں شامل کرتے ہیں یا روحانی اہمیت کے کسی موضوع کا مطالعہ کرتے ہیں تو نہ صرف وہ لوگ جن کے ساتھ ہم گفتگو کر رہے ہوتے ہیں حضرت بہاءاللہ کے ظہور کے سمندر میں پائے جانے والے حکمت کے موتیوں سے مستفیض ہوتے ہیں بلکہ ہم بھی اُن تعلیمات میں بیان کردہ گہری سچائیوں سے اپنی تفہیم کو بڑھاتے ہیں۔

_____ جیسے جیسے ہم انسٹی ٹیوٹ کے کورس میں آگے بڑھتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کی گئی خدمت کے کاموں کو انجام دیتے ہیں، ہم سماج کی خدمت کرنے کی اپنی صلاحیت کو فروغ دیتے ہوئے امراللہ کے بارے میں اپنے علم کو مستقل طور پر گہرا کرتے ہیں۔

حصہ 27

اپنے الفاظ کو حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات اور حضرت عبدالبہاء اور حضرت ولی عزیز امراللہ کی تفاسیر نیز بیت العدل اعظم الٰہی کی رہنمائی کے مطابق کر لینے سے ان میں زبردست قوت آجاتی ہے۔ اور اگر ہم آثار مقدسہ سے عبارات یاد کریں اور انہیں اپنی گفتگو میں حکمت سے اور فطری انداز میں پرونا سیکھیں تو ہماری تقریر کے اثر میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ ہمارے الفاظ دیگر شرائط پر بھی پورے اترتے ہوں تاکہ وہ اُن لوگوں کے دلوں کو چھو سکیں جن کے ساتھ ہم گفتگو کرتے ہیں۔ خاص طور پر ان میں پیار کی قوت بھی ہونی چاہیئے، ایک ایسا پیار جسے حقیقی طور پر محسوس کیا جا سکے محض پیار کی نمائش نہ ہو۔ حضرت عبدالبہاء اپنی تقاریر میں سے ایک میں فرماتے ہیں:

> **''اگر میں تم سے پیار کرتا ہوں تو مجھے اپنے اس پیار کے بارے مسلسل بولنے کی ضرورت نہیں یعنی تم بغیر کسی بھی الفاظ کے اسے جان جاؤ گے۔ دوسری طرف اگر میں تم سے پیار نہ کروں تو تم یہ بھی جان جاؤ گے یعنی تم مجھ پر یقین نہیں کرو گے، خواہ میں تم سے ایک ہزار الفاظ کے ذریعہ یہ کہوں کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں۔''**[27]

پیار کوئی تصوراتی اصول نہیں جس کے بارے میں آدمی باتیں کرتا رہے۔ یہ حقیقی ہوتا ہے اور جب کوئی دوسرے سے واقعی پیار کرتا ہے تو دلوں کے درمیان ایک بندھن قائم ہو جاتا ہے جس کے ذریعہ نیک احساسات اور اعلیٰ خیالات جاری ہو سکتے ہیں۔ ایک انسان دوسرے کا سہارا بن سکتا ہے اور اس طرح اُن کے دل خوشی سے سرشار ہو جاتے ہیں۔

میرزا ابو الفضل، ایک فداکار بہائی مبلغ جن پر حضرت عبدالبہاء بڑا اعتماد کرتے تھے انہوں نے احباب کے ایک مجمع کے سامنے اپنی

تقریر میں انسانوں سے پیار کرنے کے تصور کا تجزیہ کیا۔انہوں نے وضاحت کی کہ اپنے خوبصورت باغ والے آرامدہ مکان میں بیٹھ کر ہم میں سے ہر ایک بڑی آسانی سے کہہ سکتا ہے کہ ''میں نوع بشر سے پیار کرتا ہوں''۔ لیکن، جیسا کہ میرزا ابوالفضل اشارہ کرتے ہیں، پیار تو صرف اسی وقت ثابت ہوتا ہے جب یہ آزمائش میں پورا اترے۔صرف اور صرف اسی وقت جب ہم پیار کی جنگ لڑ چکے ہوں اور پیار کی خاطر زخموں پر زخم کھا چکے ہوں، ہم پُراعتماد اور زوردار انداز میں یہ کہہ سکتے ہیں ''میں پیار کرتا ہوں''۔اس طرح آپ نے مزید فرمایا کہ اگر کوئی فرد یہ دعوی کرتا ہے کہ اس کے دل میں پیار ہے تو ضروری ہے کہ وہ خود کو آزمائے اور دیکھے کہ آیا وہ پیار کے لئے ضروری تمام شرائط پوری کرتا بھی ہے۔

ان شرائط میں سے بعض کیا ہیں؟ صاف بات ہے کہ خلوص اور سچائی، فیاضی اور آزادی، معافی اور بھروسہ، ان میں شامل ہیں۔آپ آسانی سے دیکھ سکتے ہیں کہ پیار کو برقرار رکھنے کے لیے یہ شرائط لازمی ہیں۔کیونکہ اگر پیار میں خلوص نہ ہو تو یہ منافقت کے علاوہ کیا ہے؟ آخر اگر پیار میں فراخدلی اور فیاضی کی جگہ حسد اور کنٹرول کرنے کا جذبہ کارفرما ہو تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ اور اگر معافی کی جگہ انتقام کا جذبہ ہو تو یہ کس قسم کا پیار ہے؟ اگر ہم قابل اعتماد ہی نہ ہوں تو کون ہمارے پیار پر اعتماد کرے گا؟

پیار کے بارے میں اب اس سمجھ کے ساتھ آئیں ہم تبلیغ کرنے کے حرکیات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔جب آپ امراللہ کی تبلیغ کرتے ہیں تو اصل میں آپ ایک ساتھی انسان کے ساتھ رابطہ کر رہے ہوتے ہیں۔آپ محض کسی تصوراتی حالت میں تبلیغ نہیں کرتے۔آپ اپنے کسی عزیز کے بارے میں جو احساسات رکھتے ہیں اسے دل میں لائیں یعنی ایک پیارا دوست، آپ کے ماں باپ، بہن بھائی، شوہر یا بیوی، آپ کے بچے۔یہ بڑے حقیقی احساسات ہیں۔ یقیناً یہ سوچنا بہت غیر معقول ہوگا کہ ہم کسی اجنبی کے بارے میں اتنے ہی شدید احساسات رکھ سکتے ہیں جو ان لوگوں کے بارے میں رکھتے ہیں جو ہم سے قریب ہیں۔تاہم یہ سمجھنا ضروری ہے کہ تبلیغ کرنے کے ذریعہ ہم انسانیت سے اپنے پیار کا اظہار کر رہے ہیں، ایک ایسا پیار جس سے نسل انسانی کے انفرادی ارکان کے ساتھ ٹھوس پیار کی ترجمانی ہو۔ہمارے لئے یہ کافی نہیں کہ کسی تصوراتی انسان ذات کے لئے ہم تصوراتی پیار رکھتے ہوں۔

اس سلسلے میں پوچھنے کی ایک اہم بات یہ ہے کہ: ہم کیوں کسی ایسے شخص سے، خواہ وہ اجنبی ہی کیوں نہ ہو، پیار نہ کریں جو بہرحال حضرت بہاء اللہ کے پیغام کو سننے کے لیے کافی حد تک راغب ہے؟ اس سوال پر غور کرتے ہوئے، حضرت عبدالبہاء اور انسانیت سے آپ کی محبت کے بارے میں سوچیں۔کیا آپ ہر ایک شخص پر اپنا پیار اور مہربانی نچھاور نہیں کرتے تھے؟

امراللہ کی تبلیغ کرنے کی راہ میں پیار کی قوت کے بارے میں اپنی سمجھ میں اضافہ کرنے کی خاطر فیصلہ کریں کہ آیا درج ذیل بیانات درست ہیں:

______ الفاظ تو الفاظ ہیں۔جب آپ انہیں ادا کر رہے ہوں تو خواہ آپ کے دل میں پیار موجود ہو یا نہ ہو ان کے اثرات ایک جیسے ہی ہوں گے

______ جب الفاظ پیار سے بھرپور ہوتے ہیں تو یہ سننے والے کے دل پر زیادہ اثرانداز ہوتے ہیں۔

______ ہم صرف انہیں لوگوں سے پیار کر سکتے ہیں جنہیں ہم جانتے ہیں مثلاً ہمارے ماں باپ یا کوئی قریبی دوست۔

______ کسی شخص کو جسے ہم بمشکل جانتے ہوں یہ ممکن ہے کہ ہم اس سے محبت کریں۔

______ اگر آپ ایک طرح کے ولی اللہ نہیں ہیں تو ہر آدمی سے پیار کا اظہار کرنا ناممکن ہے۔

______ انسان ذات سے پیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک سے ایک ہی شدت سے پیار کیا جائے۔

______ یہ حقیقت بذاتِ خود کسی شخص کے لئے آپ کے دل میں پیار اُبھارتی ہے کہ اجنبی ہوتے ہوئے بھی وہ آپ کے ساتھ امر اللہ کے بارے میں گفتگو میں مشغول ہونے کے لیے وقت نکالتا/ نکالتی ہے۔

______ یہ کہنا خود اپنی ہی بات کو جھٹلانا ہے کہ: ''میں تو انسان ذات سے پیار کرتا/ کرتی ہوں لیکن کسی کو تبلیغ کرنے اور اسے بھی حضرت بہاء اللہ کو اس دور کے لئے مظہرِ ظہورِ الٰہی تسلیم کرنے کی عظیم عنایات میں سے حصہ دلانے کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔''

______ اگر ہم امر اللہ کی تبلیغ نہیں کرتے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ہمیں عالمِ انسانی سے کافی پیار نہیں ہے۔

______ ایسا نہیں ہے کہ جو لوگ امر اللہ کی تبلیغ کرنے میں ہچکچاتے ہیں وہ انسان ذات سے پیار نہیں کرتے کئی اور وجوہات بھی ہو سکتی ہیں مثلاً خوف، اعتماد کی کمی یا شرمیلا پن جو پیار سے بھرا ہونے کے باوجود آدمی کو تبلیغ سے روکتا ہے۔

______ ہمیں چاہیئے کہ ہم صرف اپنے دوستوں کو ہی تبلیغ کریں۔ اور ہمیں انہیں تبلیغ نہیں کرنی چاہیئے جنہیں ہم نہیں جانتے۔

______ ہمیں چاہیے کہ ان سب سے پیار کریں جنہیں ہم تبلیغ کرتے ہیں۔

______ اگر ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم انسان ذات سے کافی پیار نہیں کرتے تو ہمیں تبلیغ نہیں کرنی چاہیئے۔

______ تبلیغ کا عمل ہمارے اندر اپنے ساتھی انسانوں سے پیار بڑھاتا ہے۔ اس لئے ناکافی پیار کو ہمیں تبلیغ نہ کرنے کا بہانا نہیں بنانا چاہیئے۔

______ یہ خدا کے لیے ہماری محبت ہے جو ہمیں امر اللہ کی تبلیغ کرنے کے مقدس فریضہ کو انجام دینے پر زور دیتی ہے اور اس کے لیے ہماری محبت ہمارے دلوں میں انسانیت کے لیے محبت پیدا کرتی ہے۔

حصہ 28

ہم نے کہا ہے کہ جب ہم تبلیغ کرتے ہیں تو ایک یا کئی افراد سے پیار کر کے ہم انسان ذات سے اپنے پیار کی ترجمانی کر رہے ہوتے ہیں۔ پیار کی قوت اُس وقت اظہار پاتی ہے جب اس کا رُخ کسی چیز یا کسی کی طرف ہوتا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ پیار بذاتِ خود محدود نہیں ہے۔ پیار لامحدود، وسیع اور لافانی ہے۔ اس لامحدود پیار کا اس وقت مناسب طور پر اظہار نہیں کیا جا سکتا جب تنگ نظری اور پابند مقاصد تک محدود ہو۔ جب ہم کسی سے محبت کرتے ہیں، حضرت عبدالبہاء ہم سے فرماتے ہیں، "اسے لامحدود پیار کی شعاع سے ہونے دو! اسے خدا کی محبت میں اور خدا کے لیے ہونے دو "اور خدا کی محبت انسان کے خیالات اور تصورات سے مقدس" ہوتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم " ایک لامحدود پیار کی روشنی ہر انسان پر نچھاور کریں ''جن سے ہم ملتے ہیں، حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔ آئیں درج ذیل اقتباس کو زبانی یاد کریں۔

''اے شعلۂ محبت اللہ! کرن کو نور بکھیرنا چاہیے اور سورج کو طلوع ہونا چاہیے۔ ماہِ کامل کو چمکنا چاہیے اور ستارے کو دمکنا چاہیے۔ چونکہ تم ایک کرن ہو پس خدا سے التجا کرو کہ وہ تمہیں اس قابل بنائے کہ تم روشنی اور روشن خیالی ظاہر کرو۔ تاکہ تم افق کو درخشاں اور محبت اللہ کی آگ سے دنیا کو جلا دو۔ مجھے امید ہے کہ تم نہ صرف ایسا مقام پاؤ، بلکہ اس سے بھی زیادہ سبقت حاصل کرو۔'' (28)

حصہ 29

اس یونٹ کو ختم کرتے ہوئے ضروری ہے کہ ہم خود کو ایک اہم حقیقت یاد دلائیں جو ہم سب نے اپنی زندگی میں سیکھی ہے: خدا کی مدد کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ امراللہ کی تبلیغ کرتے ہوئے ہمیں ہر دم خدا کی مدد کے بارے میں ہوشیار رہنا ہی ہوگا اور ملاء اعلیٰ سے قوت حاصل کرتے رہنا ہی ہوگا۔ آثار مبارکہ میں تبلیغ کے موضوع پر بہت زیادہ عبارات ملتی ہیں جن میں سے درج ذیل چند اقتباسات یہاں دیئے جا رہے ہیں۔ اگر آپ نے اس سے پہلے ایسا نہیں کیا ہے تو اب انہیں زبانی یاد کرنا چاہیں گے۔

''خدائے برحق کی قسم! جو کوئی آج کے دن اپنے لب کھولتا ہے اور اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اس پر وحیٔ الٰہی کی فوجیں میرے اسم علیم و حکیم کے آسمان سے اتریں گی اور اُس پر ملاء اعلیٰ کا نزول بھی ہوگا جن میں سے ہر ایک خالص نور کا پیالہ تھامے ہوئے ہوگا۔ جبروت امر میں اسی طرح عزیز وقدیر کی جانب سے مقدر کیا گیا ہے۔''(29)

''یقیناً، خدا ہر اس شخص کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے اور ہر اس شخص کو یاد رکھے گا جو اس کا ذکر کرتا ہے۔ اس بات کی گواہی یہ لوح دے رہی ہے جس نے تمہارے عزیز و جبّار ربّ کی شفقت کی روشنی نچھاور کی ہے۔''(30)

''کہدے: خبردار، اے اہل بہاء! مبادا کہ دنیا کے مقتدر لوگ تمہاری قوت چھین لیں یا دنیا کے حکمران تمہیں خوفزدہ کر دیں۔ خدا پر بھروسہ رکھو اور اپنے امور اس کی حفاظت میں دے دو۔ وہ یقیناً حق کی قوت سے تمہیں فاتح کرے گا اور یقیناً وہ اپنے ارادے سے عمل کرنے پر قادر ہے اور اس کے قبضہ میں قدرت واقتدار کی عنان ہے۔''(31)

''خدا کی قسم جس کے سوا اور کوئی خدا نہیں! اگر کوئی میرے امر کی نصرت کے لئے قیام کرے گا خدا اسے مظفر و منصور کرے گا خواہ ہزاروں دشمن اس کے خلاف اکٹھے کیوں نہ ہو جائیں۔ اور اگر میرے لئے اس کا عشق قوی سے قوی تر ہوگا تو خدا اسے زمین وآسمان کی سب قوتوں پر غالب کرے گا۔ اسی طرح ہم نے تمام علاقوں میں قوت کی روح پھونک دی ہے۔''(32)

''وہ اَن دیکھے لشکروں کے ساتھ تمہاری مدد کو آئے گا اور ملاء اعلیٰ سے الہام کی افواج کے ذریعے تمہاری حمایت کرے گا۔ وہ جنت علیا سے تمہارے لئے خوشگوار خوشبوئیں بھیجے گا اور ملاء اعلیٰ کے گلستان سے چلنے والے پاکیزہ نفحات تم پر چلائے گا۔ وہ تمہارے قلوب میں روح حیات پھونکے گا، تمہیں سفینۂ نجات پر سوار کرائے گا اور تمہارے لئے اپنی واضح نشانیاں اور علامات ظاہر کرے گا۔ یقیناً یہی فضلِ عظیم یہی وہ فتح ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔''(33)

''اے آستان مقدس کے خادمو! ملاء اعلیٰ کی فاتح افواج عوالم بالا میں صف بستہ اور تیار اُس جانباز گھڑسوار کی مدد اور فتح کو یقینی بنانے کے لئے منتظر اور متوقع کھڑی ہیں جو اعتماد کے ساتھ اپنے گھوڑے پر سوار ہو اور میدان خدمت میں ایڑ لگائے۔ اس بے خوف شہسوار کے لئے بھلائی ہے جو حقیقی علم کی قوت سے مسلح ہو کر میدان میں لپکتا ہے، جہالت کی فوجوں کی صفوں کو چیرتا ہے اور گمراہی کے لشکروں کو منتشر کرتا ہے، جو ملکوت ہدایت کا پرچم بلند کرتا ہے اور فتح کے بگل بجاتا ہے۔ خدا کی حقانیت کی قسم! اس نے شاندار کامیابی حاصل کی اور حقیقی فتح سے ہمکنار رہوا۔''(34)

☆☆☆☆

حوالہ جات:

1۔ سیلیکشن فرام دی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 177.1
2۔ ٹیبلٹس آف عبدالبہاء عباس، جلد:2، صفحہ:473
3۔ سیلیکشن فرام دی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 142.9
4۔ حضرت ولی عزیز کی طرف سے لکھے گئے خط مورخہ 27، مارچ، 1933 سے
5۔ ٹیبلٹس آف عبدالبہاء عباس، جلد:3، صفحہ: 716-17
6۔ ٹیبلٹس آف بہاءاللہ ریویلڈ آفٹر کتاب اقدس، نمبر 13.4
7۔ حضرت بہاءاللہ، کتاب اقدس، پیرا 38
8۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات، 144.1
9۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 158.1
10۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 154.2
11۔ ٹیبلٹس آف بہاءاللہ ریویلڈ آفٹر کتاب اقدس، نمبر 13.9
12۔ ٹیبلٹس آف عبدالبہاء عباس، جلد:1، صفحہ:194
13۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 115.3
14۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 139.5
15۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 129.6
16۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 99.1
17۔ ٹیبلٹس آف بہاءاللہ ریویلڈ آفٹر کتاب اقدس نمبر 9.10
18۔ پریئرز اینڈ میڈیٹیشن بائی بہاءاللہ، صفحہ:303
19۔ ٹیبلٹس آف بہاءاللہ ریویلڈ آفٹر کتاب اقدس نمبر 9.12
20۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 74.1
21۔ ٹیبلٹس آف بہاءاللہ ریویلڈ آفٹر کتاب اقدس نمبر 11.30
22۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 144.2
23۔ حضرت بہاءاللہ، سائٹڈ بائی حضرت شوقی آفندی، ایڈونٹ آف ڈیوائن جسٹس سے حوالہ پیرا 114,
24۔ ٹیبلٹس آف بہاءاللہ ریویلڈ آفٹر کتاب اقدس نمبر 13.18 صفحہ:246
25۔ حضرت ولی عزیز کی طرف سے لکھے گئے خط مورخہ 16، فروری، 1932ء سے
26۔ حضرت ولی عزیز کی طرف سے لکھے گئے خط مورخہ 25، اپریل، 1926ء سے
27۔ حضرت عبدالبہاء، پیرس ٹاکس، 16 اور 17 اکتوبر، 1911ء سے، نمبر 1.13
28۔ ٹیبلٹس آف عبدالبہاء عباس، "ایڈیشنل ٹیبلٹس، ایکسٹریکٹ اینڈ ٹاکس"
29۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 129.3
30۔ حضرت بہاءاللہ، سائٹڈ بائی حضرت شوقی آفندی، ایڈونٹ آف ڈیوائن جسٹس سے حوالہ، پیرا 109
31۔ حضرت بہاءاللہ، سائٹڈ بائی حضرت شوقی آفندی، ایڈونٹ آف ڈیوائن جسٹس سے حوالہ، پیرا 113
32۔ حضرت بہاءاللہ، سائٹڈ بائی حضرت شوقی آفندی، دی ورلڈ آرڈر آف حضرت بہاءاللہ، سے حوالہ، پیرا 106
33۔ سیلیکشن فرام دی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 157.4
34۔ سیلیکشن فرام دی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 208.1

تبلیغ کے لئے لازمی خوبیاں اور رویے

مقصد:

امر اللہ کی مؤثر تبلیغ کے لئے ضروری خوبیوں اور رویوں پر غور و فکر کرنا

حصہ 1

کورسوں کے اس سلسلے کے ذریعے متعین کردہ خدمت کے راستے پر چلتے ہوئے، آپ نے نہ صرف وہ علم، ہنر اور صلاحیتیں حاصل کی ہیں جن کا یہ تقاضا کرتا ہے بلکہ مستقل ترقی کے لئے درکار کچھ روحانی خوبیوں اور رویوں کے بارے میں بھی بصیرت حاصل کی ہے۔ ہم نے پہلے کورسز میں ایسی چند خوبیوں اور رویوں پر غور کیا ہے، لیکن یہاں ہم کئی مخصوص خصوصیات کے بارے میں سوچیں گے کیونکہ ان کا تعلق تبلیغ کے مقدس عمل سے ہے۔ اس میں، جیسا پچھلے یونٹ میں زور دیا گیا، جو بات ہمیں کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ "ہونا" اور "کرنا" ہماری روحانی زندگی کے ایک دوسرے کی تکمیل کرنے والے اور ناقابل تقسیم پہلو ہیں۔ اپنی باطنی حالت کو کامل کرنے اور روحانی خوبیوں کو، جو کہ ہمارے وجود کا مرکز ہیں، فروغ دینے کی ہماری کوششوں کو خدمت کے میدان میں ظاہر ہونا چاہیئے۔ پھر ہمیں تبلیغ کرنے کے لئے یقین کے ساتھ قیام کرنا چاہیئے کہ ایسا کرنے سے وہ روحانی خوبیاں جو اس مقدس عمل کو ممتاز کرتی ہیں، ہمارے اندر مزید مضبوط ہوں گی۔ اس روشنی میں، ان خوبیوں میں سے کچھ کی فہرست بنائیں جنہیں آپ کے خیال میں ہمیں ظاہر کرنے کی زیادہ سے زیادہ جدوجہد کرنی چاہیئے، اگر ہم تبلیغ امراللہ کے زیادہ سے زیادہ مؤثر آلات بننا چاہتے ہیں۔

____

____

____

____

____

اس کے بعد آنے والے حصوں میں آپ کو متعدد روحانی خوبیوں سے متعلق مختصر اقتباسات پیش کیے جائیں گے، جن میں سے کچھ کا ذکر آپ نے یقیناً اوپر کیا ہے۔ ہر حصہ میں شامل سوالات اور مشقیں آپ کو یہ جانچنے میں مدد کریں گی کہ کس طرح دی گئی خوبی کی نشوونما امراللہ کی تبلیغ میں آپ کی تاثیر کو بڑھائے گی۔ اس مرحلہ پر یہ سمجھنا ضروری ہے کہ آئندہ حصوں میں ہماری گفتگو اور مشورت بذات خود کمال تک پہنچ جانے کے بارے میں نہیں ہوگی بلکہ کمال تک پہنچنے کی کوشش کرنے کے بارے میں ہوگی۔ مثلاً اس کے بعد والے حصے میں ہم اس پر غور وفکر کریں گے کہ کس طرح کسی کے دل کی پاکیزگی کو بڑھانے سے تبلیغ کے میدان میں کی جانے والی کوششوں میں اضافہ ہوتا ہے، یہ نہیں کہا جارہا ہے کہ جب تک کوئی فرد پاکیزگی کا جوہر نہ بن جائے وہ تبلیغ امراللہ کر ہی نہیں سکتا۔ یہ فطری بات ہے کہ آثار مقدسہ کمال کی طرف ہماری رہنمائی کرتے ہیں کیونکہ اگر ہمیں منزل کی آگاہی نہ ہو تو ہم اسے پانے کے لئے کیسے جدوجہد کر سکیں گے؟

حصہ 2

اپنی الواح میں سے ایک میں تعلیمات کو پھیلانے کے لئے ہمیں پکارتے ہوئے حضرت عبدالبہا فرماتے ہیں:

"۔۔۔لازم ہے کہ مبلغ کا مقصد پاک ہو، اس کا دل آزاد ہو، اس کی روح مجذوب ہو، اس کے خیالات پرسکون ہوں، اس کا ارادہ

مضبوط ہو۔اس کی فراخدلی اعلیٰ ہواور وہ عشق الٰہی میں ایک جلتی ہوئی مشعل ہو۔"[1]

ایک اور لوح میں آپ نصیحت فرماتے ہیں؛

"۔۔۔تم دنیا اور اس کے باشندوں سے خود کو مقدس اور پاکیزہ کرلو؛ سب کی بھلائی کے لئے کام کرنا اپنی نیت بنالو؛ زمین سے اپنے بندھن توڑ ڈالو اور روح کے جوہر کی طرح تم ہلکے پھلکے اور نفیس بن جاؤ۔اس کے بعد ایک مضبوط ارادے، ایک پاکیزہ دل، ایک مسرور جذبہ اور پُر جوش بیان کے ساتھ اپنے وقت کو آسمانی اصولوں کے اعلان میں صرف کرو۔۔"[2]

آپ کے خیال میں دل کی پاکیزگی اور نیتوں کی پاکیزگی تبلیغ میں اس قدر زیادہ ضروری کیوں ہیں؟ اگر ہماری نیتیں پاک نہ ہوں لیکن ہم لوگوں کو یہ باور کرانے میں ماہر ہوں کہ ہمارے دل پاک ہیں اور نیت پاک ہے تو کیا ہوگا؟ تبلیغ کے سلسلے میں چند آلودگیاں جو ذہن میں آتی ہیں یہ ہوسکتی ہیں: احساس برتری، قدردانی کی خواہش اور کامیابی کی تمنا۔کیا آپ وضاحت کرسکتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کس طرح تبلیغ کے عمل کو متاثر کرتی ہے؟

1۔ احساس برتری

____

____

____

____

____

2۔ قدردانی کی خواہش

____

____

____

____

____

3۔ کامیابی کی تمنا

____

____

____

حصہ 3

حضرت ولی عزیز امراللہ اپنی جانب سے لکھے گئے ایک خط میں فرماتے ہیں:

''سرکار آقا نے ہمیں یقین دلایا ہے کہ جب ہم خود کو فراموش کردیتے ہیں اور امراللہ کی خدمت اور تبلیغ میں بساط بھر کوشش کرتے ہیں تو ہمیں تائیدات حاصل ہوتی ہیں۔ یہ ہم نہیں ہیں جو کام کرتے ہیں، بلکہ ہم تو ایک وسیلہ ہیں جسے امراللہ کی تبلیغ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔''(3)

ایک اور خط میں آپ تشریح فرماتے ہیں:

''فقط ایک سمجھدار فرد جس میں روحانی سوجھ بوجھ اور امراللہ کے بارے میں گہرا علم ہو تنہا پورے ملک کو سرگرم کرسکتا ہے کیونکہ امراللہ میں ایک پاکیزہ اور بےلوث ذریعے سے کام کرنے کی بہت بڑی صلاحیت موجود ہے۔''(4)

اپنی زندگیوں کو تعلیمات مبارکہ کے مطابق کرنے کی ایک جدوجہد میں ہم سب کوشش کرتے ہیں کہ خود کو ''انا'' سے آزاد کریں اور بےلوث ہونے کی جدوجہد کرتے رہیں۔ بےلوثی کی جانب ہمارے اس سفر میں ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگرچہ آدمی کی نیت پاک ہو تو بھی خود پرستی کے جال میں گرفتار ہونا ممکن ہے۔ آدمی دوسروں کی ترقی اور خوشحالی میں خلوص سے دلچسپی رکھنے کے باوجود ہر معاملے کا مرکزی کردار ہونے کی خواہش سے مغلوب ہوسکتا ہے۔ اگر آدمی اس جال میں گرفتار ہو تو یہ سوچتے ہوئے کہ'' میں دوسروں کی مدد کرتا ہوں'' وہ اپنا سارا زور ''میں'' پر لگائے گا ''دوسروں'' پر نہیں یا ''مدد'' کرنے کے عمل پر نہیں۔ خود کو ایک دوست کے ساتھ امراللہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے تصور کریں۔ درج ذیل بیانات میں سے کون سے آپ کے خیالات اور احساسات کی نمائندگی کریں گے اگر آپ شعوری طور پر خود پرستی یعنی خود کو ہر چیز کے مرکز میں رکھنے سے بچنے کی کوشش کررہے ہیں؟

- ____ خدا اس کے دل کو کھولے اور اسے حقیقی سمجھ عطا کرے۔
- ____ میں امید کرتا ہوں کہ میری اپنی کوتاہیاں اس کی امراللہ کی حقانیت کو سمجھنے کی راہ میں رکاوٹ نہ بن جائیں۔
- ____ تبلیغ کرنے سے سرور ملتا ہے۔ جب میں کسی کو حق کے بارے میں مطمئن کرنے میں کامیاب ہوتا ہوں تو مجھے خوشی ہوتی ہے۔
- ____ اس کے لئے میں نے سب کچھ کیا، اتنی احتیاط سے باتوں کی تشریح کی، اس کے بعد بہتر تھا کہ وہ بہائی ہوجاتا۔
- ____ میں امید کرتا ہوں کہ میرا دوست حضرت بہاءاللہ کو پہچان لے گا اور آپ کے امر کی خدمت کرکے جیسی خوشی میں محسوس کرتا ہوں وہ بھی ویسی ہی خوشی محسوس کرے گا۔
- ____ اے خدا! میرے ذہن میں درست خیال ڈال دے اور مجھے درست الفاظ بخش تاکہ میں اس انداز میں تعلیمات مبارکہ کو شیئر کروں جو اس کے دل کو چھولے۔

حضرت عبدالبہاء ہم سے فرماتے ہیں:

''اپنے دلوں کو موجودہ سے اونچا کرو اور ایمان کی نظر سے آئندہ میں دیکھو! آج جو بیج بویا جاتا ہے، دانے زمین پر گرتے ہیں، مشاہدہ کرو کہ وقت آنے والا ہے جب اس سے ایک شاندار درخت اُگے گا اور اس کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی ہوں گی، خوشیاں مناؤ اور مسرور ہو جاؤ کہ یہ دن طلوع ہوا ہے، اس کی قوت کو سمجھنے کی کوشش کرو، کیونکہ درحقیقت یہ حیرت انگیز ہے! خدا نے تمہیں افتخار کا تاج پہنایا ہے اور تمہارے دلوں میں اس نے ایک ستارہ روشن کر دیا ہے؛ یقیناً اس کی روشنی پوری دنیا کو روشن کر دے گی۔''[5]

حضرت ولی عزیز کی یہ ہمیں نصیحت ہے:

''پس تمہیں اپنی بساط بھر کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے اندر ایمان کی روشن مشعل لے کر چلو، کیونکہ اس کے ذریعہ یقیناً تمہیں رہنمائی، طاقت اور آخرکار کامیابی ملے گی۔''[6]

یقیناً آپ اتفاق کریں گے کہ جس لمحے کوئی حضرت بہاءاللہ کو آج کے دور کے مظہرظہور کے طور پر تسلیم کرتا ہے، اس مرد یا عورت کے دل میں ایمان کی چنگاری بھڑک اُٹھتی ہے۔ آپ پھر اس سے بھی اتفاق کریں گے کہ جو لوگ تبلیغ کرتے ہیں انہیں وہ آلہ کار ہونا چاہیے جن کے ذریعہ ایمان کی یہ چنگاری پھوٹتی ہے، لیکن اگر ایمان کا شعلہ خود ہمارے دلوں میں فروزاں نہ ہو تو کیا ہو؟ اب ہم کس کے ذریعہ سننے والے کے دل میں یہ چنگاری لگائیں؟ ہم بہت دلچسپ گفتگوؤں میں داخل ہو سکتے ہیں اور نہایت فصیح بیانات بھی دے سکتے ہیں لیکن یقین کے بغیر ان کا بہت کم اثر ہوگا، کیونکہ سننے والا محسوس کرلے گا کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں ان پر ہم یقین بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ ہمارے دلوں میں ایمان کی مشعل جس قدر زیادہ روشن ہوگی حضرت بہاءاللہ کی شناخت کی جانب دوسرں کی مدد کرنے کا امکان اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ لیکن ہمیں کس بات پر یقین رکھنا چاہیئے جب ہم تبلیغ کے میدان میں قدم رکھتے ہیں؟ کیا آپ چند کا ذکر کر سکتے ہیں؟ آپ کی مدد کے لئے چند مثالیں بھی درج کی گئی ہیں۔

۱۔ خدائی مدد پر یقین۔

۲۔ یہ یقین کہ آج نوع بشر کو حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات کی ضرورت ہے

۳۔ یہ یقین کہ ہر شخص میں حضرت بہاءاللہ کو شناخت کرنے کی صلاحیت موجود ہے

۴۔ ____________________

۵۔ ____________________

۶۔ ____________________

۷۔ ____________________

۸۔ ____________________

۹۔ ____________________

۱۰۔ ____________________

حصہ 5

حضرت عبدالبہاء ہمیں تاکید فرماتے ہیں:

''لہٰذا لب کھول، ہر جلسے میں بڑی ہمت سے بول۔ جب بھی تو اپنی تقریر شروع کرنے والا ہو، پہلے حضرت بہاء اللہ کی جانب متوجہ ہو، اور روح القدس کی تائیدات کے لئے دعا کر، اپنے لب کھول اور جو کچھ تیرے دل پر القا کیا جائے وہی کہہ دے؛ تاہم ایسا انتہائی حوصلہ، وقار اور اعتماد کے ساتھ کر۔''(7)

اور حضرت ولی عزیز کی جانب سے لکھے گئے ایک خط میں ہم پڑھتے ہیں:

''بہائی مبلغ کو پُراعتماد ہونا چاہیئے، اسی میں اس کی قوت اور کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اگرچہ تم اکیلے ہو اور اس سے بے پرواہ ہو کر کہ تمہارے اردگرد کے لوگوں کی نفرت کتنی بڑھی ہوئی ہے، تمہیں یقین رکھنا چاہیئے کہ ملکوتی لشکر تمہارے ساتھ ہیں اور یہ کہ ان کی مدد سے تم تاریکی کی اُن قوتوں پر ضرور قابو پا جاؤ گے جن کا امر اللہ کو سامنا ہے۔ پس ثابت قدم رہو، خوش رہو اور پُراعتماد رہو۔''(8)

نئی صورتحال کا سامنا کرنے کے لئے، اپنی حدود کو نظرانداز کرنے کے لیے، ان کے ساتھ امر اللہ پر بات چیت کرنے کے لیے جن کے ساتھ ہم نے ابھی ملاقات کی ہے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان باتوں کو مسترد کیا جا سکتا جو ہمارے لئے اس قدر قیمتی اور عزیز ہیں اُن کو اپنے ساتھی انسانوں کے ساتھ بانٹنے کے لیے، ان سب میں ہمت درکار ہے۔ جب ہم خدا پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں تو یقیناً ہمیں ہمت ملتی ہے۔ یہ یقین کہ خدا ہماری رہنمائی کرے گا اور ہماری مدد کو پہنچے گا ہمیں ایسے کاموں کے کرنے کی طاقت بھی بخش دیتا ہے جن کے کرنے سے دوسری صورت میں ہمیں خوف آتا ہے۔ امر کی تبلیغ کرتے ہوئے اگر ہم میں ہمت نہ ہو تو کیا ہوتا ہے؟ کیا ہم مواقع کھو دیں گے؟ چند مثالیں دے کر واضح کریں کہ تبلیغ کرنے کے لئے کیسے ہمت کی ضرورت پڑتی ہے۔

____

____

____

____

____

____

جو بات ہمیں معلوم ہونی چاہیئے وہ یہ ہے کہ جیسے تبلیغ کے لئے ہمیں حوصلہ کی ضرورت ہوتی ہے، تبلیغ کا عمل خود ہمارا حوصلہ بڑھاتا ہے۔ اس بات کو یاد رکھنے کی خاطر، درج ذیل اقتباس کو حفظ کریں اگر آپ نے ابھی تک نہیں کیا ہے؛

" قوت و ہمت کا منبع کلام الٰہی کی ترویج اور خدا کی محبت پر ثابت قدمی ہے "[9]

حصہ 6

حضرت عبدالبہاءؑ ہمیں بتاتے ہیں:

''مومنین پر لازم ہے کہ وہ تمام حالات میں تبلیغی کام کو سرگرمی سے جاری رکھیں، کیونکہ تائیدات الٰہیہ کا دارومدار اسی پر ہے۔ اگر کوئی بہائی بھرپور انداز میں، جذبے اور خلوص دل سے تبلیغ میں حصہ نہیں لیتا تو اس میں شک نہیں کہ وہ ملکوت الٰہی کے فیوضات سے محروم رہے گا۔ تاہم اس عمل کو حکمت سے کرنا چاہیئے لیکن ایسی حکمت نہیں جس کا تقاضا یہ ہو کہ آدمی اپنے فرض کو بھول کر خاموش رہے، بلکہ حکمت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ آدمی ملکوتی برداشت، پیار، مہربانی، صبر، نیک اخلاق اور مقدس اعمال کا مظاہرہ کرے۔''(10)

اور ایک اور عبارت میں آپ وضاحت فرماتے ہیں؛

''کوئی شخص جتنی باتیں جانتا ہے اس کا اظہار نہیں کیا جاسکتا، نہ ہی جن باتوں کا وہ اظہار کرتا ہے ان میں سے سب کو بروقت کہا جاسکتا اور نہ ہی ہر بروقت کہی گئی بات کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ سننے والے کی صلاحیت کے مطابق بھی ہے۔ تیرے امور میں حکمت کا ایسا معیار ہونا چاہیئے۔ اگر تو تمام حالات میں ایک باعمل شخص ہونا چاہتا ہے تو اس بات سے غافل نہ ہو۔ پہلے مرض کی تشخیص کر اور درد کو پہچان، پھر دوا تجویز کر، کیونکہ حاذق طبیب کا یہی کامل طریقہ ہے۔''(11)

ہمت کو حکمت کے ذریعہ سنوارنا ہی ہوگا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ حکمت سے مراد یہ لے لیا جائے کہ یہ ہمت کو روکے۔ دونوں کو ساتھ ساتھ چلنا ہوگا۔ جب حکمت اور ہمت دونوں موجود ہوں تو ہم جرأت سے عمل کے میدان میں داخل ہوتے ہیں اور درست فیصلہ اور واضح سوچ کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں۔ کیا کہنا ہے اور کیا نہیں کہنا، نازک حالات سے کیسے نمٹا جائے اور سوالات کا جواب کیسے دیا جائے یعنی یہ تمام فیصلے حکمت سے کرنے ہوں گے۔ تاہم حکمت کو اپنی عدم سرگرمی کا بہانا نہیں بنا لینا چاہیئے۔ ہمیں مسلسل یہ کہتے رہنے کی عادت نہیں بنا لینی چاہیئے؛ ''ایسا کرنا حکمت کے خلاف ہے''، ''ویسا کرنا حکمت کے خلاف

ہے۔'' نیچے چند صورتحال دی جارہی ہیں جس میں آپ خود کو گھرا ہوا پاسکتے ہیں۔ آپ کے خیال میں ان میں سے ہر ایک سے نمٹنے کا سب سے زیادہ پُر حکمت طریقہ کیا ہوسکتا ہے؟

۱۔ آپ دو افراد سے امر اللہ پر گفتگو کر رہے ہیں۔ بات جیسے جیسے آگے بڑھتی ہے یہ واضح ہوتا جاتا ہے کہ ان میں سے ایک امر اللہ میں دلچسپی لے رہا ہے لیکن دوسرا نہیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟

____

____

____

____

____

____

۲۔ کسی اجتماع میں آپ کی کسی شخص سے ملاقات ہوتی ہے اور آپ امر اللہ کے بارے میں گفتگو شروع کرتے ہیں۔ وہ شخص آپ کو بڑی توجہ سے سنتا ہے لیکن کچھ نہیں کہتا یا کوئی سوال بھی نہیں کرتا۔ آپ کیا کرتے ہیں؟

____

____

____

____

____

____

۳۔ ایک خاتون جو امر اللہ کے بارے میں بڑی دلچسپی رکھتی نظر آتی ہیں آپ کو اپنے گھر دعوت دیتی ہیں کہ امر اللہ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر سکیں۔ آپ تعلیمات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو پیش کرتے ہیں اور لگتا ہے کہ یہ ملاقات اچھی جارہی ہے۔ وہ آپ کو بتاتی ہیں کہ انہوں نے جو کچھ سنا ہے وہ اسے پسند کرتی ہیں۔ اور وہ محسوس کرتی ہیں کہ آج نوع بشر کے مسائل کا حل امر بہائی میں ہے۔ اس کے بعد وہ آپ سے کہتی ہیں کہ انہیں پمفلٹ کی ایک اچھی خاصی تعداد دے دیں تاکہ وہ آئندہ ہفتہ جس سیاسی ریلی میں شرکت کرنے والی ہیں اس میں بانٹ سکیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟

____

____

۴۔ آپ اپنے گاؤں میں دو ہفتے کی کیمپین میں حصہ لے رہے ہیں۔ اس کا مقصد سماج سازی کی کوششوں میں شامل افراد کی تعداد میں اضافہ کرنا اور مستعد روحوں کو امراللہ قبول کرنے کی دعوت دینا ہے۔ بلاشبہ بہت سے خاندان گاؤں میں بہائی سرگرمیوں سے پہلے ہی واقف ہیں یا کسی نہ کسی طرح سے ان سے جڑے ہوئے ہیں اور آپ کیمپین کے دنوں کو گھرانوں میں جا کر اور خاندان کے ممبران کے ساتھ ان کی قبولیت کے مطابق موضوعات پر گفتگو کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔ شام کے وقت گاؤں میں ہر ایک کے لئے اجتماعات ہوتے ہیں جن کے دوران امراللہ کی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں اور سماجی زندگی میں ان کے مضمرات پر تبادلۂ خیال کیا جاتا ہے۔

ایک شام میٹنگ میں شریک ایک شخص آپ سے ایک مخصوص بہائی قانون کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ آپ اسے جواب دیتے ہیں لیکن وہ آپ کی وضاحت قبول نہیں کرتا۔ پھر کیمپین کے چند دوسرے شرکاء اس کے سوال کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن تھوڑی دیر بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وہ موجود لوگوں کی نظروں میں امراللہ کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ آپ کیا کرتے ہیں؟

۵۔ آپ ایک ٹیم کے رکن ہیں جو کہ کلاسوں میں اپنی روحانی تعلیم کے لئے حصہ لینے والے بچوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی امید کے ساتھ ایک محلے میں گھریلو ملاقاتیں کر رہی ہے۔ زیادہ تر خاندان پہلے سے قائم شدہ کلاسوں سے واقف ہیں اور محلے میں ہونے والی اس ترقی کو پسند کرتے ہیں اور اس کے بارے میں مزید جان کر خوش ہیں۔ اپنی ملاقاتوں کے دوران آپ بڑی حد تک بہائی تحریروں میں پائے جانے والے کچھ تعلیمی تصورات پر توجہ مرکوز کرتے ہیں جو والدین کے ساتھ خوشگوار گفتگو کو متحرک کرتے ہیں۔ تاہم ایک گھر میں ملاقات کے لئے آئے ہوئے ایک رشتہ دار تشویش کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ بچوں کو کلاسوں میں شامل کر کے اُن کا دین بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟

۶۔ ایک جوان شخص نے امر اللہ میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا ہے جو کہ کچھ عرصے سے انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کا مطالعہ کر رہا ہے اور نو جوانوں کے ایک گروپ کے اینی میٹر کے طور پر خدمت انجام دے رہا ہے۔ لیکن اس کے والدین اپنے بیٹے کے فیصلے سے بے چین ہیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟

حصہ 7

حضرت بہاء اللہ ہم سے فرماتے ہیں:

''اگر تم میں سے کوئی کسی حقیقت کو نہ سمجھ سکتا ہو یا سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو تو اس کے ساتھ گفتگو کے دوران انتہائی مہربانی اور خیر سگالی کے جذبے کا مظاہرہ کرو۔ حقیقت کو جاننے کے بارے میں خود کو اس سے ذرا سا بھی برتر یا زیادہ قابل سمجھے بغیر حقیقت کو دیکھنے اور سمجھنے میں اس کی مدد کرو۔'' (12)

ایک اور مقام پر آپ ہمیں تشویق کرتے ہیں:

''اے اہل بہآء! تمام لوگوں کے ساتھ دوستی اور بھائی چارے کے جذبے سے میل جول رکھو۔ اگر تم کسی حقیقت سے آگاہ ہو یا اگر

تمہارے پاس کوئی ہیرا ہے، جس سے دوسرے محروم ہیں تو انتہائی مہربانی اور خیر سگالی والی زبان سے اسے ان کے سامنے رکھو۔ اگر یہ قبول کیا جاتا ہے، اور یہ اپنے مقصد کو پہنچتا ہے تو تمہارا ہدف حاصل ہوا۔ اگر کوئی ان کا انکار کرتا ہے، تو اسے اپنے حال پر چھوڑ دو، اور خدا سے التجا کرو کہ وہ اس کی رہنمائی کرے۔ خبردار اس کے ساتھ نامہربانی کا سلوک مت کرنا۔ مہربان زبان لوگوں کے دل کی مقناطیس ہے۔ یہ روح کی غذا ہے۔ یہ الفاظ کو معنی کی پوشاک پہناتی ہے، یہ حکمت و دانائی کے نور کا سرچشمہ ہے۔'' (13)

ہم لوگوں کے ساتھ اپنے سلوک میں شفقت اور صبر کا اظہار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن مہربانی کو ہمیں دیگر چیزوں کے ساتھ گڈمڈ نہیں کرنا چاہیئے۔ مثال کے طور پر بعض اوقات ہم جس چیز کو مہربانی سمجھتے ہیں وہ پدریت بھی ہوسکتی ہے۔ ایک شخص جسے لوگوں کی صلاحیت کو پہچاننے میں مشکل ہوتی ہے اور وہ ان سے اس طرح مہربانی سے پیش آتا ہے جیسے کہ وہ بچے ہوں تو یہ پدریت کا اظہار کر رہا ہے۔ منافقت خود کو مہربانی کے طور پر بھی پیش کرسکتی ہے، ہوسکتا ہے کہ آدمی انتہائی شفقت اور مہربانی دکھا رہا ہو لیکن حقیقت میں اس کے ذہن میں اس کا کوئی ذاتی مفاد موجود ہو۔ مہربانی کی طرح ہی صبر کا بھی بعض اوقات غلط استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً یہ غفلت کا بہانہ ہوسکتا ہے۔ ان خیالات پر مزید سوچنے کیلئے درج ذیل مشق کو حل کریں:

۱۔ آپ بڑی مہربانی سے کسی کے سامنے امراللہ کی تشریح کرتے ہیں۔ لیکن جب آخر میں وہ آپ کی بعض باتوں سے اختلاف کا اظہار کرتی ہے تو آپ پریشان ہوجاتے ہیں۔ کیا آپ کی مہربانی خلوص پر مبنی تھی؟ ______________

۲۔ ایسے لوگوں کے سامنے امراللہ کی تشریح کرتے ہوئے جنہیں آپ کی نسبت رسمی تعلیم حاصل کرنے کا کم موقع ملا ہے، آپ بار بار رُک کر سوال کرتے ہیں ''بیٹا آپ سمجھ رہے ہیں نا''۔ تو کیا یہ مہربانی ہے یا پدریت؟ ______________

۳۔ آپ کسی ایسے شخص کو تبلیغ کر رہے ہیں جس نے کم رسمی تعلیم حاصل کی ہے۔ آپ فیصلہ کرتے ہیں کہ بہت سے گہرے تصورات جو آثار مبارکہ میں موجود ہیں اس قدر مشکل ہیں کہ وہ اسے سمجھ نہیں پائے گا۔ پس آپ حضرت بہاءاللہ کے پیغام کو چند سادہ خیالات تک محدود کر دیتے ہیں۔ یہ مہربانی ہے یا پدریت؟

۴۔ آپ کسی خاتون کو تبلیغ کر رہے ہیں جس نے تھوڑی سی رسمی تعلیم حاصل کی ہے۔ اگرچہ اس میں وقت لگتا ہے آپ اس کے سامنے امراللہ کے مختلف پہلوؤں کو بھرپور انداز میں پیش کرتے ہیں، اس کے ساتھ آثار مبارکہ سے متعلقہ اقتباسات پڑھتے ہیں اور پھر ان کی اہمیت پر بات چیت کرتے ہیں یہ صبر ہے یا پدریت؟ ______________

۵۔ آپ کی ایک پڑوسن امراللہ کے لئے مستعد نظر آتی ہے۔ اس لئے آپ اسے گفتگو کے ایک سلسلے میں شامل کرنے کا فیصلہ کرتی ہیں۔ اس کے ساتھ کئی بار گفتگو کر کے اور بڑی مہربانی سے پیش آکر آپ بہائی تعلیمات کی اہمیت کو سراہنے میں اس کی مدد کرتی ہیں اور اس کی سمجھ کی نشوونما کرتی ہیں یہاں تک کہ وہ حضرت بہاءاللہ کو پہچان لیتی ہے۔ سماج میں شمولیت اختیار کرنے کے بعد آپ اس کی رہنمائی اور مدد کرنا جاری رکھتی ہیں جیسے جیسے وہ تعلیماتِ مبارکہ کے بارے میں مزید سیکھتی ہے اور اسے دوسروں کے ساتھ شیئر کرنا شروع کرتی ہے۔ کیا یہ پدریت ہے؟ ______

____

۶۔ ایک قریبی محلے میں گھریلو ملاقاتوں کے ایک کیمپین کے دوران آپ ایک والد سے ملتے ہیں جو امراللہ کے بارے میں جاننے کے لیے مشتاق

نظر آتے ہیں۔مختصر گفتگو کے بعد وہ آپ سے کہتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے سنا ہے انہیں اچھا لگا ہے اور آپ سے پڑھنے کے لیے لٹریچر مانگتے ہیں۔ آپ انہیں ایک تعارفی کتاب دے دیتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں کہ کیونکہ وہ مصروف نظر آ رہے ہیں اس لیے آپ ان سے چند مہینے انتظار کے بعد دوبارہ ملاقات کریں گے۔کیا یہ صبر ہے یا غفلت؟_______________________________

کیا آپ اسی طرح کے دوسرے حالات کے بارے میں سوچ سکتے ہیں جن میں مہربانی کی شکل میں پدریت یا دکھاوا، یا صبر کی شکل میں غفلت موجود ہو؟

حصہ 8

حضرت بہاءاللہ اعلان فرماتے ہیں:

''اگر وہ میرے امر کی تبلیغ کیلئے قیام کریں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ خدائے مختار کی سانسوں سے متحرک ہوں اور ان پر لازم ہے کہ وہ بلند ارادے، خدا کی طرف پوری طرح سے متوجہ ذہن، تمام چیزوں سے منقطع اور آزاد دلوں، اور اس دنیا اور اس کے ساز و سامان سے مقدس روحوں کے ساتھ اس کے امر کو دھرتی پر دور دور تک پھیلائیں۔انہیں چاہیئے کہ خدا پر توکل کو اپنا بہترین توشہ بنائیں، اور اپنے اس رب کی محبت کی پوشاک پہنیں جو سب سے عظیم اور پر نور ہے۔اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے الفاظ ان کے سننے والوں پر اثر کریں گے۔''(14)

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

''یہ لوگ دن رات انتھک محنت کریں گے۔نہ کسی آزمائش کو خاطر میں لائیں گے اور نہ ہی کسی غم کو۔اپنی کوششوں میں کوئی کوتاہی نہیں کریں گے۔ہر سہولت اور آرام کو نظر انداز کر دیں گے اور منقطع اور بیداغ ہو کر اپنی زندگیوں کے ہر گزرتے ہوئے لمحہ کو ملکوتی خوشبو بکھیرنے اور خدا کے کلمات مقدس کو بلند کرنے کے لئے وقف کر دیں گے۔''(15)

ہم کتاب ۲ کے مطالعہ کے بعد جانتے ہیں کہ پر مسرت تبلیغ کا ایک تقاضا انقطاع ہے۔اگرچہ ہم امید کرتے ہیں کہ جو خدمت ہم پیش کرتے ہیں اس کے قابل قدر نتائج برآمد کریں، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اگر ہم نتائج سے بہت زیادہ جڑے رہتے ہیں، اگر ہم تعریف یا تنقید سے بہت زیادہ متاثر ہو جاتے ہیں تو ہم اس مسرت سے محروم ہو جائیں گے جو ہمارے اقدامات کو تیز کرتی ہے۔نیچے دیے گئے جملوں کو مکمل کرنے سے آپ کو اس بارے میں مزید سوچنے میں مدد ملے گی کہ جب ہم تبلیغ کے میدان میں داخل ہوتے ہیں تو منقطع ہونے کا کیا مطلب ہے۔

۱۔ جب ہم تبلیغ کے لئے قیام کرتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کے ہم_______________________________ متحرک ہوں۔

۲۔ جب ہم امر اللہ کی تبلیغ کے لئے قیام کرتے ہیں تو ہمارے ذہن_______________________________ ہوں۔

۳۔ جب ہم امر اللہ کی تبلیغ کے لئے قیام کرتے ہیں تو ہمارے دل____________سے____________اور____________ ہوں۔

۴۔ جب ہم امر اللہ کی تبلیغ کے لئے قیام کرتے ہیں تو ہماری روحیں_______________________________

۵۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم ______________________ کو اپنا بہترین توشہ بنائیں۔

۶۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم ______________________ کی پوشاک پہنیں۔

۷۔ ہمیں چاہیئے کہ خدمت کے میدان میں داخل ہونے کے بعد ہم دن رات ______________________ محنت کریں۔

۸۔ ہمیں چاہیئے کہ خدمت کے میدان میں ہم نہ کسی ______________________ لائیں اور نہ ہی ______________ کو، اپنی کوشش میں ______________ نہ کریں اور ہر ______________________ کو نظر انداز کر دیں۔

۹۔ ہمیں چاہیے کہ منقطع اور بیداغ ہو کر اپنی زندگیوں کے ______________________ کو ______________________ اور ______________________ کر دیں۔

حصہ 9

حضرت بہاءاللہ ہم سے فرماتے ہیں:

''پکار اور لوگوں کو اتنے شوق اور جذبے سے اس کی جانب بلا جو تمام جہانوں کا مالک مقتدر ہے تا کہ سب لوگ تیرے ذریعہ شعلہ ور ہو جائیں۔''(16)

حضرت شوقی آفندی ہم سے کہتے ہیں:

''.... آئیں ہم نیکی، اعتماد، سوجھ بوجھ اور قوت سے امر اللہ کی تبلیغ کے لئے قیام کریں یہ ہر بہائی کا اولین اور فوری کام ہو۔ اسے ہم اپنی زندگی پر حاوی شوق بنالیں۔''(17)

اگر ہم نے بڑی تعداد میں لوگوں کو حضرت بہاءاللہ کے ظہور کے سمندر کی طرف رہنمائی کرنی ہے تو ہمیں تبلیغ کرنے کے لیے ایک حاوی شوق کے تحت کام کرنا ہی ہوگا۔ ہمارے دلوں کو شوق و جذبہ سے بھڑکنا چاہیے، کیونکہ اگر خود ہمارے دل ہی مسرور و پُراشتیاق نہیں ہوں گے تو ہم دوسروں تک بہائی ہونے کی خوشی و مسرت کو کس طرح پہنچا سکیں گے؟ لیکن ہمیں خیال رکھنا ہوگا کہ دوسروں تک حضرت بہاءاللہ کے پیغام کو پہنچانے کے شوق میں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم مناسب حدود پھلانگ جائیں اور اس طرح اُن لوگوں کو ہی دور کر دیں جنہیں ہم تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ اس بارے میں ہم ایک لفظ اکثر سنتے ہیں ''تبدیلئ دین''، یعنی کسی شخص پر کوئی نامناسب دباؤ ڈال کر اسے اپنا دین بدلنے پر مجبور کیا جائے۔ بہائیوں کو ''تبدیلئ دین'' سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ تاہم تبدیلئ دین سے بچنے میں ہمیں اس قدر غیر فعال اور ناقابلِ یقین بھی نہیں ہو جانا چاہیئے کہ ہماری تبلیغی کاوشیں بے اثر رہ جائیں۔

تبلیغ میں حاوی شوق اور تبدیلئ دین کی ترغیب میں فرق کے بارے میں سوچنے میں مدد کے لئے آپ درج ذیل بیانات پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کن صورتوں میں آپ مناسب حد کو پھلانگ رہے ہیں۔ ان کی نشاندہی آپ ''پھ'' لگا کر کریں۔ کن میں آپ اس قدر جذبے و شوق سے عاری ہیں کہ آپ مؤثر ہی نہیں ہو سکیں گے؟ ان کی نشاندہی ''ع'' کے ذریعہ کریں۔ کن حالات میں آپ نے مناسب حد کے اندر پُراشتیاق رویے کا مظاہرہ کیا ہے؟ انہیں ''م'' کے ذریعہ نشاندہی کریں۔

_____ آپ امراللہ کے اس قدر پُرجوش ہیں کہ جب بھی موقع ملتا ہے آپ اپنی گفتگوؤں میں فطری انداز اور حکمت کے ساتھ بہائی اصولوں اور تعلیمات کو متعارف کراتے ہیں۔ جب مناسب ہو تو آپ یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ آپ کے ان خیالات کا منبع حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات ہیں۔

_____ آپ اس قدر گرم جوش ہیں کہ اگر لوگ امراللہ کے بارے میں آپ کی پیش کش سننے کے لئے آمادہ نہ ہوں تو بھی آپ زبردستی انہیں سناتے ہیں۔

_____ آپ یہ نہیں چاہتے کہ لوگ آپ کو اپنے دین کے بارے میں کٹر خیال کریں، یہاں تک اگر وہ آپ سے امراللہ کے بارے میں پوچھتے ہیں تو آپ صرف ایک مختصر سا جواب دے دیتے ہیں۔ اگر وہ اصرار کرتے ہیں اور دوبارہ پوچھتے ہیں تو آپ آخر کار انہیں ایک کتاب دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ خود ہی مطالعہ کرلیں۔

_____ چند ایسے دیہاتوں میں امراللہ کی تبلیغ کے لیے ایک مہم منظم کی گئی ہے جہاں لوگ بڑے کھلے ذہن والے اور مستعد ہیں۔ آپ کی ٹیم فیصلہ کرتی ہے کہ بہترین انداز یہ ہے کہ گھر گھر جا کر امراللہ کو متعارف کرایا جائے کیونکہ اکثر لوگ برامنائیں گے کہ آپ نے ان کے پڑوسی سے ملاقات کی اور ان سے نہیں۔

_____ حال ہی میں ایک قریبی گاؤں میں امراللہ میں داخل ہونے والے نئے لوگوں کے ساتھ تعلیمات کے بارے میں اُن کے علم کو گہرا کرنے کی خاطر موضوعات کی کھوج لگانے کے لئے ایک زوردار مہم شروع ہوئی ہے۔ آپ چند گھروں میں جاتے ہیں لیکن ہر بار خاندان کے دوسرے افراد کہتے ہیں کہ جن کی آپ تلاش کررہے ہیں وہ یہاں نہیں ہیں۔ آپ مایوس ہو کر واپس آجاتے ہیں۔

_____ حال ہی میں ایک قریبی گاؤں میں امراللہ میں داخل ہونے والے نئے لوگوں کے ساتھ تعلیمات کے بارے میں اُن کے علم کو گہرا کرنے کی خاطر موضوعات کی کھوج لگانے کے لئے ایک زوردار مہم شروع ہوئی ہے۔ اگرچہ جن کی آپ تلاش کررہے تھے ان میں سے بیشتر کو گھر پر نہیں پاتے، آپ خاندان کے دیگر افراد سے ملتے ہیں ان کو سلام کرتے ہیں اور یہ جانتے ہوئے کہ گاؤں کے لوگ کھلے ذہن کے اور مستعد ہیں، آپ ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ امراللہ کے بارے میں گفتگو میں شامل ہونا چاہیں گے۔

_____ آپ ایک قریبی گاؤں میں ایک تبلیغی ٹیم کے رکن ہیں جہاں لوگوں کو رسمی تعلیم اور صحت سے متعلق خدمات تک بہت کم رسائی حاصل ہے، اس لئے ٹیم فیصلہ کرتی ہے کہ بہترین انداز یہ ہے کہ ان تمام اچھی چیزوں پر زور دیا جائے جو امراللہ ان کے لئے کرسکتا ہے۔ آپ ان سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ بہائی ہوجائیں تو آپ ان کے بچوں کے لئے ایک سکول اور ایک چھوٹا کلینک قائم کرنے میں ان کی مدد کریں گے۔

_____ آپ ایک قریبی گاؤں میں ایک تبلیغی ٹیم کے رکن ہیں جہاں لوگوں کو رسمی تعلیم تک بہت کم رسائی حاصل ہے۔ لیکن آپ کو ان کی روحانی صلاحیت پر اتنا یقین ہے کہ آپ ان کے ساتھ حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات پر گہری گفتگوؤں میں مشغول ہونے سے گریز نہیں کرتے۔ آپ گاؤں کی کونسل کے ممبران پر واضح کرتے ہیں کہ انسٹی ٹیوٹ کورس جو کہ ان تعلیمات پر مبنی ہیں جو سماج کی بہتری کے لئے کام کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ آپ واپس لوٹنے اور جوان لوگوں کے ایک چھوٹے گروپ کی پہلے کورس کا مطالعہ کرنے میں مدد کرنے کی پیشکش کرتے ہیں۔

______ آپ امراللہ میں دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے ساتھ ہر جلسے کا آغاز اس طرح سے کرتے ہیں کہ پہلے انہیں بہائی رجسٹریشن کارڈ دے دیتے ہیں اور انہیں دعوت دیتے ہیں کہ جب بھی ان کا دل گواہی دے وہ بہائی سماج کے ممبر بن سکتے ہیں۔

______ اکثر امراللہ میں دلچسپی رکھنے والوں کے ساتھ آپ جلسہ اس طرح شروع کرتے ہیں کہ حضرت بہاءاللہ کا پیغام پوری انسانیت کے لئے ہے اور یہ کہ ان کے ساتھ آپ کی تعلیمات میں سے کچھ شیئر کرنا آپ کے لئے باعث مسرت ہے۔آپ یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ انہیں اپنے ذہنوں میں آنے والے کوئی بھی سوال پوچھنے میں ہچکچانا نہیں چاہیے آپ اپنی صلاحیت کے بھرپور استعمال کے ساتھ جواب دینے کی کوشش کریں گے۔جلسے کے اختتام پر،اگر مناسب نظر آتا ہے تو آپ وضاحت کرتے ہیں کہ امراللہ میں داخل ہونے کا کیا مطلب ہے،اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ یہ ایک ذاتی معاملہ ہے جس پر ہر فرد کو دباؤ سے آزاد غور کرنا چاہیے۔

______ آپ امراللہ میں دلچسپی رکھنے والوں کے ساتھ ہر جلسہ کو یہ وضاحت کرتے ہوئے شروع کرتے ہیں کہ اس اجتماع کا مقصد انہیں تبدیل کرنا نہیں ہے۔آپ صرف ان کے ساتھ کچھ خیالات شیئر کرنا چاہتے ہیں۔یہ اہم ہے کہ وہ بہائی سماج میں شامل ہونے کے امکان پر غور کرنے سے پہلے حقیقت کی تلاش کرنے کے لئے زیادہ وقت لیں۔

______ آپ کچھ عرصے سے اپنی ایک سہیلی کو تبلیغ کر رہی ہیں اور اب آپ دیکھ سکتی ہیں کہ اس کے دل میں ایمان کی چنگاری موجود ہے،اس لئے ایک دن آپ اسے بہائی سماج میں شامل ہونے کی دعوت دیتی ہیں۔

______ آپ کچھ عرصے سے اپنی ایک سہیلی کو تبلیغ کر رہی ہیں اور اب آپ دیکھ سکتی ہیں کہ اس کے دل میں ایمان کی چنگاری موجود ہے۔آپ اسے یہ سوچتے ہوئے بہائی سرگرمیوں میں دعوت دیتی رہتی ہیں کہ ایک دن وہ بہائی ہو جائے گی۔

______ آپ ایک تبلیغی ٹیم کے ممبر ہیں جو آپ کے محلے میں امراللہ کی تبلیغ کے لئے ایک مہم میں حصہ لے رہی ہے۔آپ مشاورت اور منصوبہ سازی میں زیادہ حصہ نہیں ڈالتے بلکہ اپنا زیادہ تر وقت اپنے موبائل کو دیکھنے میں صرف کرتے ہیں۔جب مہم شروع ہو جاتی ہے تو آپ ہر تھوڑی دیر بعد یہ دیکھنے کے لئے کہ کیا ہو رہا ہے اور ٹیم کے دوسرے ممبران کے ساتھ اتفاق میں سر ہلانے کے لئے جو محلے کے لوگوں کے ساتھ گفتگوؤں میں مصروف ہیں،اپنے فون سے اوپر دیکھتے ہیں۔

______ آپ ایک تبلیغی ٹیم کے ممبر ہیں جو آپ کے محلے میں امراللہ کی تبلیغ کے لئے ایک مہم میں حصہ لے رہی ہے۔آپ کی ٹیم ایک پبلک مقام پر جاتی ہے اور آپ وہاں سے گزرنے والے ہر شخص کو روک روک کر پوچھتے ہیں: ''کیا آپ نے حضرت بہاءاللہ کے بارے میں سنا ہے؟''

______ آپ ایک محلے میں سماج سازی کی کوششوں کو تیز کرنے کی ایک مہم میں حصہ لے رہے ہیں۔مہم کے ابتدائی مرحلے کے ایک حصہ کے طور پر،آپ کا گروپ جو کہ بنیادی طور پر چند دوستوں پر مشتمل ہے جو حال ہی میں وہاں منتقل ہوئے ہیں،محلے کا جائزہ لیتا ہے اور سکولوں،پارکوں اور سماجی مراکز جیسی جگہوں سے واقف ہوتا ہے جہاں آپ کی جوان لوگوں سے ملاقات ہو سکتی ہے جو انسانیت کی خدمت کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔گروپ جو کچھ سیکھتا ہے اس کی بنیاد پر وہ بہت سی سرگرمیاں کرنے کا منصوبہ بناتا ہے؛ان جگہوں پر وقت گزارنا،مقامی سیکنڈری سکول میں پریزنٹیشن دینا،شام کو اجتماعات کرنا اور ان افراد کے گھروں کا دورہ کرنا جو انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے فروغ دیے جانے والے تعلیمی عمل میں دلچسپی ظاہر کرتے ہیں۔جب آپ جوانوں سے ملتے ہیں تو آپ ان کے ساتھ جوانی کے دور کی خصوصیات اور خدمت کی ایک راہ پر چلنے،جس میں وہ دوسروں

خاص طور پر اپنے سے چھوٹوں کو علم، مہارتیں اور روحانی خوبیاں حاصل کرنے میں مدد کرتے ہیں، کی اہمیت کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ آپ ہر اس شخص کو جو مزید سیکھنا چاہتا ہے گفتگو کو جاری رکھنے کے لئے ان اجتماعات میں دعوت دیتے ہیں جن کا آپ نے شام کے لئے منصوبہ بنایا ہے۔ آپ ہر اس شخص کی مدد کرنے کے لئے جو کورسوں کے بنیادی سلسلے کے اپنے مطالعہ کو شروع کرنے کی خواہش کرتا ہے اور ان کی ان خدمت کے کاموں میں جو وہ کریں گے، ہمکاری کرنے کے لئے خود کو تیار کرتے ہیں۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ کچھ لوگ بہت جلد امر اللہ قبول کر سکتے ہیں اور آپ انہیں بہائی سماج میں شامل ہونے کی دعوت دینے سے نہیں شرمائیں گے۔

____ آپ ایک محلے میں سماج سازی کی کوششوں کو تیز کرنے کی ایک مہم میں حصہ لے رہے ہیں۔ مہم کے ابتدائی حصے کے طور پر آپ کا گروپ، جو کہ بنیادی طور پر چند دوستوں پر مشتمل ہے جو حال ہی میں وہاں منتقل ہوئے ہیں، پارکوں، سکولوں اور سماجی مراکز میں جوانوں سے بات کرتے ہوئے اور ان کو شام میں منعقد ہونے والے اجتماعات میں مدعو کرتے ہوئے کافی وقت گزارتا ہے۔ آپ اس بات پر زور دینا یقینی بناتے ہیں کہ گیت گانے اور معاشرت کرنے کے لئے کافی وقت ہوگا، اس سے اجتماع کے مقصد یعنی ان کے ساتھ مشورت کرنا کہ وہ اپنی توانائیوں کو سماج خدمت کے لئے کیسے استعمال کر سکتے ہیں، کی اہمیت گھٹ جاتی ہے۔ آپ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر آپ اس طرح ان کی دلچسپی حاصل کر سکے اور ان کے ساتھ کے بندھن بنا سکے تو جوانی کے دور کی خصوصیات اور خدمت کی راہ پر چلنے کی اہمیت کے بارے میں بات چیت کرنا آسان ہو جائے گی۔ ایک دفعہ جب وہ سمجھ جاتے ہیں کہ انہیں کس چیز کے لئے مدعو کیا گیا ہے تو شام کے اجتماعات میں شرکاء کا صرف ایک چھوٹا حصہ رہ جاتا ہے تب آپ فیصلہ کرتے ہیں کہ اگر آپ تصور کردہ اہداف حاصل کرنا چاہتے ہیں تو بڑی تعداد کو متوجہ کرنا ہوگا۔

____ آپ پورے ایک ہفتے پر مشتمل ایک تبلیغی مہم میں شرکت کر رہے ہیں جس میں آپ ان بہت سارے خاندانوں سے ملاقات کریں گے جن کے نوعمر بچے بچوں کی کلاسوں یا نوجوانوں کے گروپ میں موجود ہیں۔ آپ کی ٹیم کافی تعداد میں گھروں میں جانے اور ان خاندانوں کو مدعو کرنے کا منصوبہ بناتی ہے جو بہائی سماج میں شامل ہونے کے لئے مستعد نظر آتے ہیں۔ آپ فیصلہ کرتے ہیں کہ سب سے بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ صرف ان چند ایک خیالات کا ذکر کریں جو آپ سمجھتے ہیں کہ مقامی آبادی کو متوجہ کریں گے، ان موضوعات سے دور رہتے ہوئے جو کہ اگرچہ اہم ہیں لیکن سوالات اٹھا سکتے ہیں؛ پھر آپ ہر گھرانے کے تمام ارکان کو امر اللہ میں داخل ہونے کی دعوت دیں گے۔

____ آپ پورے ایک ہفتے پر مشتمل تبلیغی مہم میں شرکت کر رہے ہیں جس میں آپ ان بہت سارے خاندانوں سے ملاقات کرتے ہیں جن کے نوکم عمر بچے بچوں کی کلاسوں یا نوجوانوں کے گروپوں میں موجود ہیں اور جو مستعد ہیں ان کو بہائی سماج میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ کی ٹیم مشاہدہ کرتی ہے کہ جن خاندانوں سے یہ ملاقات کرتی ہے ان میں بیشتر بہائی تعلیمات پر گفتگو کرنے کے مشتاق ہیں، کچھ امر اللہ کو فوری طور پر قبول کر رہے ہیں اور دوسرے وہ سوالات اٹھاتے ہیں جن کی وہ مزید کھوج لگانا چاہتے ہیں۔ آپ آگاہ ہیں کہ یہ مہم توسیع و تحکیم کے جاری رہنے والے اور طویل مدتی عمل کا حصہ ہے اور اس لئے آپ ہر خاندان کے ساتھ ابھرتے ہوئے سوالات کا جواب دیتے ہوئے اور امر اللہ کے اصولوں کے بارے میں ان کی سمجھ کو مزید بڑھاتے ہوئے ضروری وقت صرف کرتے ہیں۔ اس طریقہ سے تعداد کے لحاظ سے بڑھوتری میں حصّہ ڈالنے اور سرگرمیوں میں اضافہ کے علاوہ، ہر دورہ سماج میں امر اللہ کی جڑوں کو گہرا کرتا ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے ہم نے اپنی تبلیغ کی گفتگو میں روحانی خصوصیات پر جس طرح زور دیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیں امراللہ کی تبلیغ کے لئے کامل ہونا ہوگا۔ بلکہ ہمیں قیام کرنے اور امراللہ کی خدمت کرنے کے دوران مسلسل اپنی باطنی حالت پر غور وفکر کرنے اور خلوص دل، بے غرضی، ایمان، ہمت، حکمت، پرمحبت مہربانی اور انقطاع جیسی خوبیوں کے اعلی سے اعلی درجات کو ظاہر کرنے کی جدوجہد کرنے کے لئے پکارا گیا ہے۔ یقیناً اور بہت سی خوبیاں ہیں جن کو ہماری توجہ کی ضرورت ہے جیسے کہ فیاضی، فراخدلی اور ثابت قدمی وغیرہ۔ لیکن اگر ہم عاجزی کے معیار پر گفتگو نہیں کرتے تو یہاں ہماری دریافتیں ادھوری رہ جائیں گی۔

عاجزی کے طریقے یقیناً لطیف ہوتے ہیں۔ جب ہم خدا کے گرویدہ اور "نفس" سے بے پروہ ہوتے ہیں، اس کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں تو ہمارے اقوال اور اعمال قوت سے بھر جاتے ہیں۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

> ''مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ تبلیغ کے دوران پہلے وہ خود متاثر ہو، تا کہ اس کا بیان شعلہ آتش کی طرح تاثیر دکھائے اور نفس وشوق کے پردوں کو جلا ڈالے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ انتہائی محویت اور فنا کی حالت میں ہو تا کہ وہ ملاء اعلیٰ کی میٹھی آواز میں تبلیغ کر سکے ورنہ اس کی تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔''(18)

اور، امراللہ کی حقانیت کو پہچاننے میں دوسروں کی مدد کرنے کی ہماری کوششوں کے متعلق حضرت عبدالبہاء ہمیں بتاتے ہیں:

> ''اس نورانی دور میں تعالیم الٰہیہ کے مطابق ہمیں کسی کی توہین نہیں کرنی چاہیئے اور اسے جاہل نہیں کہنا چاہیئے کہ: 'تم نہیں جانتے اور میں جانتا ہوں'۔ بلکہ ہمیں دوسروں کو احترام سے دیکھنا چاہیئے اور تشریح اور دلیل پیش کرتے ہوئے ہمیں ایسا ظاہر کرنا چاہیئے گویا ہم حقیقت کی تحقیق کر رہے ہوں۔ اور کہنا چاہیئے: 'دیکھیں ہمارے سامنے یہ باتیں ہیں۔ آئیں تلاش کرتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے اور کس صورت میں ہے۔' مبلغ کو چاہیئے کہ وہ خود کو عالم اور دوسروں کو جاہل نہ سمجھے۔ اس طرح کی سوچ تکبر کا سبب بنتی ہے اور تکبر اثر انگیزی میں مدد نہیں کرتی۔ مبلغ کو احساس برتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے؛ اسے انتہائی شفقت، عاجزی اور انکساری سے بات کرنی چاہیئے کیونکہ ایسی بات اثر دکھاتی ہے اور نفوس کی تربیت کرتی ہے۔''(19)

پہلے اقتباس میں جس شوق کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں اور اس سے پہلے والے حصہ میں جس شوق کا حوالہ دیا گیا تھا ان میں کیا فرق ہے؟

____

____

____

____

____

اپنے گروپ کے دوسرے ارکان کے ساتھ مشورہ کریں کہ عاجزی کس طرح ہمارے الفاظ کے اثر میں اضافہ کرتی ہے اپنے خیالات میں سے چند تحریر کریں۔

حصہ 11

ہماری پچھلی گفتگو عاجزی سے متعلق ایک اورنکتہ کو اٹھاتی ہے جسے ہماری توجہ کی ضرورت ہے۔ یہ درست ہے کہ ہمیں مسلسل کوشش کرتے رہنا چاہیئے کہ اپنے اخلاق کوخوب سے خوب تر بنائیں اوراپنی باطنی حالت کو بہتر بنائیں، اس بات سے آگاہ رہتے ہوئے کہ تبلیغ کے لئے ہماری کوششوں کے بااثر ہونے کا انحصار روحانی خوبیوں پر ہے جو ہم ظاہر کرتے ہیں۔لیکن ایک لمحے کے لئے بھی ہمیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ تبلیغ کے میدان میں ہمیں جو کامیابی ملتی ہے وہ ہماری اپنی خوبیوں کا نتیجہ ہے۔ عاجزی ہمیں اپنے اہم ہونے کے احساس سے بچائے گی۔

ہم پر لازم ہے کہ ہم ہمیشہ تبلیغ کے میدان میں اپنی کامیابیوں کوخود سے الگ رکھیں۔ اگر ہم حضرت بہاءاللہ کی شناخت میں کسی کی مدد کرنے میں کوئی کردار ادا کر پاتے ہیں تو یہ دراصل ہم پر خدا کی ایک عنایت ہوتی ہے۔ وہ خود ان لوگوں کا انتخاب کرتا ہے جن کے ذریعہ وہ کام کرے گا۔ ہم تو صرف ایک وسیلہ کی طرح ہی ہونے کی امید کر سکتے ہیں جن کے ذریعہ وہ کام کرتا ہے اور اپنی بساط بھر کوشش ہی کر سکتے ہیں کہ وہ صفات حاصل کریں جو ہمیں اس قابل بنائیں گی کہ ہم اس کے آلہ کار بن سکیں۔کلمات مکنونہ میں ہم پڑھتے ہیں۔

'' اے فرزند انسان! تو میرے سامنے فروتنی اختیار کر۔ تا کہ میں تجھ سے تواضع سے ملوں۔ جب تک تو دنیا میں ہے میرے امر کا حامی وناصر بن تا کہ تو کامیاب ہو۔'' (20)

حضرت شوقی آفندی کی جانب سے لکھے گئے ایک خط کا درج ذیل اقتباس ہمیں خبر دار کرتا ہے:

''شاید آپ تبلیغ کے میدان میں اتنی کامیابی اس لئے حاصل نہیں کر پائے ہیں کہ آپ نے خود اپنی کمزوریوں اور تعالیم مبارکہ کو پھیلانے کی عدم صلاحیت پر بہت زیادہ نظر رکھی تھی۔ حضرت بہاءاللہ اور سرکار آقا دونوں نے بار بار تاکید فرمائی ہے کہ ہم اپنی معذوریوں پر نظر نہ رکھیں اور خدا پر مکمل بھروسہ کریں۔ اگر ہم صرف قیام کریں اور خدا کی رحمت کے لئے ایک سرگرم ذریعہ بن جائیں تو وہ ہماری مدد کو آئے گا۔کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ مبلغین ہی بہائی بناتے ہیں۔اور وہی انسانی دلوں کو تبدیل کرتے ہیں؟ نہیں یقیناً نہیں۔ وہ تو صرف نیک لوگ ہیں جو پہلا قدم اٹھاتے ہیں اور پھر روح بہآ اللہ انہیں متحرک کرتی ہے اور ان سے کام کرواتی ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی دل میں خیال لائے کہ اس کی کامیابیاں اس کی ذاتی استعداد کی وجہ سے ہیں تو اس کا کام ختم ہو جاتا ہے اور اس کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہی وہ وجہ ہے جس کی بنا پر کئی باصلاحیت لوگ شاندار خدمات سرانجام دینے کے بعد خود کو قطعی بے اثر پاتے ہیں اور شاید روح امر انہیں بے کار پا کر مسترد کر دیتی ہے۔اس بارے میں اصول یہ ہے کہ آپ خدا کی رضا کو کس حد تک اپنے اندر کارفرما ہونے دیتے ہیں۔

''پس اپنے ضعف کو خود پر حاوی نہ ہونے دو؛ خدا پر مکمل بھروسہ رکھو؛ اپنے دل میں امراللہ کی خدمت اور تبلیغ کے عشق کے شعلوں کو بھڑکنے دو؛ اور تم خود دیکھو گے کہ وہ قوت جو دلوں کو بدل دیتی ہے وہ کس طرح خود کو ظاہر کرتی ہے۔

اگر آپ قیام کریں اور تبلیغ شروع کریں تو حضرت شوقی آفندی یقیناً آپ کی کامیابی کے لئے دعا کریں گے۔ درحقیقت صرف قیام کرنے کا عمل ہی آپ کے لئے خدا کی مدد اور عنایات لائے گا۔''[21]

کیا آپ ایسی چند مثالیں دے سکتے ہیں کہ تکبر اور غرور امراللہ کی تبلیغ میں ہمیں کیسے بے اثر بنا دیتے ہیں؟

____

____

____

____

____

____

____

____

____

اب تبلیغ کے سلسلے میں تکبر جو مختلف صورتیں اختیار کر سکتا ہے اس کے بارے میں مزید سوچنے کے لئے درج ذیل مشق حل کریں۔

۱۔ ایک محلے میں سماج سازی کی سرگرمیوں سے جڑے ہوئے افراد اور خاندانوں کو امراللہ کی تبلیغ سے متعلق ایک اجتماعی کاوش جاری ہے۔ شرکاء کو ٹیموں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ان سے کہا جاتا ہے کہ پہلے جو طریقہ مؤثر ثابت ہوا ہے اس کو استعمال کیا جائے۔ تاہم ایک شریک محسوس کرتا ہے کہ اس طریقہ سے اسے وہ صلاحیت استعمال کرنے کا موقع نہیں مل رہا جسے وہ اپنی سب سے نمایاں صلاحیت سمجھتا ہے۔ درج ذیل میں سے کونسا ردِعمل اس کی طرف سے تکبر کی کمی کو ظاہر کرتا ہے؟

_____ وہ اس کاوش میں شریک ہونے سے انکار کر دیتا ہے کہ اسے اپنی مرضی کے مطابق اپنی صلاحیت کے اظہار کا موقع نہیں دیا گیا۔

_____ وہ ہنسی خوشی اس کاوش میں حصہ لیتا ہے، اپنے ساتھی مومنین کے ساتھ جس طرح ضروری ہو کام کرتا ہے اور اپنی دیگر صلاحیتوں (Talents) کو استعمال کرتا ہے۔

_____ اس اجتماعی کاوش میں خامی تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ یہ اچھا طریقہ نہیں ہے کیونکہ یہ شرکاء کی سب صلاحیتوں اور قابلیتوں کو استعمال میں نہیں لاتا۔

۲۔ ایک محلے میں خدمت کرنے والا دوستوں کا گروپ تبلیغ کے ایک طریقہ کے بارے میں سنتا ہے جس سے علاقے کے دوسرے محلے

میں اعلیٰ نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ درج ذیل میں سے گروپ کی طرف سے سب سے زیادہ مناسب ردِعمل کیا ہوگا جس سے نہ تو تکبر کا اظہار ہو اور نہ ہی حکمت کی کمی کا۔

_____ اس طریقے کا تجزیہ کئے بغیر یہ نتیجہ نکال لیا جائے کہ یہ طریقہ ان کے محلے میں ممکنہ طور پر کام نہیں کرے گا کیونکہ حالات مختلف ہیں۔

_____ یہ فیصلہ کر لیا جائے کہ چونکہ یہ طریقہ ایک جگہ کامیاب رہا ہے اس لئے یہ دوسری جگہ بھی کامیاب ہوگا اور اسے بغیر تبدیلی کے اور فوری طور پر اختیار کر لینا چاہیے۔

_____ اس طریقے کا احتیاط کے ساتھ تجزیہ کیا جائے یہ دیکھنے کے لیے کہ آیا یہ پورے کا پورا یا اس کا کوئی حصہ ایک نئی صورتحال میں کارگر ہو سکتا ہے اور اس بنیاد پر اس طریقے کو استعمال کیا جائے اور جس انداز میں ضروری ہو تجربہ کے مطابق اسے بہتر کیا جائے۔

۳۔ ایک محلے سے ایک خاتون جہاں پر سماج سازی کے عمل نے زور داری اختیار کی ہے، امر اللہ کے اداروں کی درخواست پر قریبی محلے کا سفر کر رہی ہیں۔ وہاں پر کام میں پیشرفت ہو رہی ہے لیکن بہت زیادہ نہیں اور ان سے کہا گیا ہے کہ وہ دوستوں کی کاوشوں میں ان کی مدد کریں۔ درج ذیل میں سے کیا ان کی جانب سے تکبر کی کمی کو ظاہر کرتا ہے؟

_____ محلے کے دوستوں پر یہ واضح کرنا کہ وہ اداروں کی طرف سے بھیجی گئی ہیں اور ان کو عمل کرنے کے لئے ہدایات کی ایک لمبی فہرست پیش کرنا۔

_____ مسلسل اور شاندار انداز میں اس محلے میں ہونے والی پیشرفتوں کے بارے میں بات کرنا جہاں وہ رہتی ہیں اور اس محلے میں جہاں کا وہ سفر کر رہی ہیں، رہنے والوں کو ان کی حقیقت سے تجربات شیئر کرنے کا کوئی موقع فراہم نہ کرنا۔

_____ دوست اپنے تجربات کے بارے میں جو کچھ کہنا چاہتے ہیں ان کو سننا، منصوبہ سازی اور عمل میں ان کے ساتھ شریک ہونا اور اپنے محلے جس میں وہ رہتی ہیں وہاں جو کچھ سیکھا گیا ہے اور جتنا مناسب ہو اُسے شیئر کرنا جو ان کے اگلے اقدامات کا تعین کرنے میں ان کے لئے مددگار ہو سکتا ہے۔

۴۔ ایک محلے میں زیادہ سے زیادہ جوان لوگوں کو اس گفتگو میں شامل کرنے کے لئے ایک مہم جلد ہی عمل میں آنے والی ہے کہ کس طرح وہ اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو ترقی دے سکتے ہیں اور اپنے سماجوں کی بہتری میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو دلچسپی دکھاتے ہیں ان کو خدمت کے لئے اپنی صلاحیت کو ترقی دینے کے لئے انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کے مطالعے میں دعوت دی جائے گی۔ مہم میں تمام شرکا کو دو دو کی ٹیموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک ٹیم میں ایک زیادہ تجربہ کار شخص کی ایک کم تجربہ کار شخص جسے ابھی میدان عمل میں حوصلہ اور اعتماد حاصل کرنا ہے، کے ساتھ جوڑی بنائی جاتی ہے۔ درج ذیل میں سے کونسا ٹیم کے زیادہ تجربہ کار رکن کی جانب سے تکبر کی کمی کو ظاہر کرتا ہے؟

_____ جب بھی ٹیم کا کم تجربہ کار رکن جوانوں سے بات کرتا ہے تو اکثر اوقات مداخلت کرنا اور بالآخر گفتگو کو خود لے کر چلنا۔

______ گفتگوؤں کے دوران کم تجربہ کار رکن کو زیادہ سے زیادہ بات کرنے دینا اور اس دوران ان غلطیوں کو ذہن میں نوٹ کرنا جو وہ سوچتی ہے کہ وہ کرتا ہے تاکہ اس کی خامیوں کے بارے میں اس سے بعد میں بات کر سکے اور اسے سکھائے کہ اصل میں گفتگوئیں کیسے کی جاتی ہیں۔

______ بیشتر گفتگوؤں کو شروع کرنا لیکن دوسرے رکن کو تیزی سے اس میں شامل کرنا، اس کی مدد کرنا کیونکہ اس کے لیے جوانوں کے ساتھ بات چیت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

حصہ 12

گزشتہ حصوں میں ہم نے عاجزی کا ایک ایسی خصوصیت کی حیثیت سے جائزہ لیا ہے جو ہماری گفتگو کو مؤثر بنا دیتی ہے اور ان فریبوں سے ہماری حفاظت کرتی ہے جن کا ہمیں روحانی ترقی کی اپنی کوششوں میں سامنا ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک اور کردار جو عاجزی ہماری زندگیوں میں ادا کرتی ہے وہ خاص طور پر تبلیغ سے متعلق ہے۔ عاجزی کی بدولت سیکھنے والے رویہ کے ساتھ ہم سب کام کرتے ہیں خاص طور پر امر اللہ کی خدمت سے متعلق اپنی کوششوں میں۔ ایسے رویے کی غیر موجودگی میں ہم خود اپنی لاعلمی کو دیکھ نہیں پاتے اور یقین کرتے ہیں کہ جو ہم نہیں جانتے ہیں اسے جانتے ہیں۔ جو لوگ خدا کی راہ میں عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں ان کی ایک انتہائی قابل تعریف خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ سیکھنے کے لیے رضامند ہوتے ہیں۔

ہم پوچھ سکتے ہیں کہ آخر کیوں سیکھنے کے بارے میں ایک مثبت رویہ ہم لوگوں کے لئے جو امر اللہ کی مؤثر طور پر تبلیغ کرنے کی خواہش رکھتے ہیں ضروری ہے؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے غور کریں کہ تبلیغ کرنے کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ تبلیغ کے دوران ہمیشہ استعمال کرنے کا سب سے مناسب طریقہ کون سا ہے؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کو پیش آنے والی ہر صورتحال میں آپ نے کیا کہنا ہے یا کس طرح سے کہنا ہے؟ کیا آپ یہ سوچتے ہیں کہ ایک یا دو کورسوں میں اتنے مقدس عمل کے لئے جو کچھ جاننا ضروری ہے وہ سب سیکھ لیں گے؟ کیا تبلیغ کو ایک فارمولے تک گھٹایا جا سکتا ہے؟ یقیناً آپ متفق ہوں گے کہ ان سوالوں کا جواب "نہیں" ہے اور یہ کہ تبلیغ میں زیادہ سے زیادہ مؤثر ہونے کا مناسب طریقہ یہی ہوگا کہ آدمی سیکھنے کا انداز اختیار کرے۔

جب ہم امر اللہ کی تبلیغ میں زیادہ سے زیادہ مؤثر ہونے کی جدوجہد کرتے ہیں تو ہمیں سماج میں دوسروں کے ساتھ تبلیغ کے طریقوں اور انداز کے بارے میں بحث وتکرار کے پھندے میں پھنس جانے سے محتاط رہنا ضروری ہوگا۔ اگر ہم اس بارے میں احتیاط سے کام نہیں لیں گے تو ہم آسانی سے اس قسم کی بحث وتکرار میں مشغول ہو سکتے ہیں اور ہم میں سے ہر ایک سمجھ رہا ہوگا کہ ہم نے تبلیغ کا درست "فارمولا" معلوم کر لیا ہے اور جب تک تبلیغ ہمارے طریقے کے تحت نہیں کی جاتی "کامیابی" ناممکن ہے۔

اس قسم کے رویئے سے ہم اسی وقت بچ سکتے ہیں جب ہم سمجھ لیتے ہیں کہ امر اللہ کی تبلیغ ایک ایسا کام ہے جسے ہمیں سیکھنا ہے۔ ہم خود کو ان خود ساختہ حدود سے پاک کرتے ہیں جب ہم ہر تبلیغی کوشش کو بصیرتیں حاصل کرنے اور اس میں شامل روحانی حرکیات کی اپنی سمجھ میں اضافے کا ایک موقع سمجھتے ہیں۔ اپنے بہائی دوستوں کے ساتھ ہماری گفتگو اس وقت زیادہ سودمند ہو جاتی ہے جب ہم ان کے ساتھ خیالات کا تبادلہ کرتے ہیں، تجربات بانٹتے ہیں اور تجزیہ کرتے ہیں کہ مؤثر تبلیغ میں کیا چیز کردار ادا کرتی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ:

"اپنے گردوپیش میں امراللہ کی تبلیغ کے مؤثر طریقوں پر باقاعدگی سے فکروتدبر کریں۔۔۔۔نفوس جنہیں ایمان کی عنایت عطا ہوئی ہے فطری خواہش رکھتے ہیں کہ اس ہدیہ کو اپنے رشتہ داروں، دوستوں، ہم جماعتوں، ہم کاروں اور انجانوں کے ساتھ بانٹیں اور وہ ہر جگہ اور ہر لمحہ سننے والے کانوں کی جستجو میں رہتے ہیں۔مختلف ترتیبات اور صورتحال مختلف طریقہ کار کو جنم دیتی ہیں اور دوستوں کو سکھلائی کے ایک جاری عمل کے ذریعے یہ سیکھنے میں مشغول ہونا چاہیے کہ ان کے علاقہ میں مؤثر ترین طریقہ کار کیا ہے۔" (22)

درج ذیل صورتحال کو پڑھیں۔اگر آپ اپنے اس فیصلے میں مضبوط ہیں کہ ہر تبلیغی کوشش سیکھنے کا ایک موقع فراہم کرتی ہے تو آپ ان میں سے ہر ایک پر کیسا ردعمل ظاہر کریں گے؟

۱۔ آپ فیصلہ کرتے ہیں کہ امراللہ پر گفتگو کرنے کے لئے اپنے گھر پر ہفتہ وار جلسات منعقد کریں گے۔آپ نے دس ایسے افراد کو شرکت کی دعوت دی ہے جنہوں نے مختلف اوقات پر اپنی دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔ ہر جلسے کے لئے آپ کوئی موضوع منتخب کرتے ہیں اور اس پر تیاری کر کے ایک چھوٹی سی تقریر کرتے ہیں اور اس کے بعد آپ سب کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ سوالات کریں۔اس کے بعد آپ کے پاس میز بانی کا وقت آتا ہے جس میں آپ گھلتے ملتے ہیں اور نغمات گاتے ہیں۔ چند ہفتوں کے بعد آپ دیکھتے ہیں کہ اب صرف دو افراد ہی ان جلسات میں آ رہے ہیں۔آپ فیصلہ کرتے ہیں:

_____ آپ کو چاہیئے کہ آپ ان جلسات کو اور بھی زیادہ تفریحی اور سماجی رخ دیں۔

_____ آپ اپنے تبلیغی منصوبے سے ہفتہ وار جلسات کو نکال دیں؛ کیونکہ یہ کوئی اچھا خیال تھا ہی نہیں۔

_____ اگلے چند جلسات میں آپ کو ایک نیا انداز آزمانا چاہیئے۔شاید وہ نیا انداز یہ ہو کہ پہلے آپ اپنے مہمانوں کے ساتھ مل کر کسی خاص موضوع پر چند اقتباسات کا مطالعہ کریں، انہیں کلمات الٰہی سے متعارف ہونے دیں، اور اس تجربہ سے اپنے کام کو آگے بڑھائیں۔

_____ آپ ان سب لوگوں سے ملیں جواب نہیں آ رہے اور ان سے پوچھیں کہ وہ جلسات میں شامل کیوں نہیں ہو رہے ہیں۔

۲۔ جب آپ امراللہ کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے تھے اس کے چند اصولوں نے آپ کو کافی متاثر کیا تھا، پس آپ سوچتے ہیں کہ لوگوں کو تبلیغ کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے سامنے وہی اصول پیش کیے جائیں۔تاہم آپ یہ دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں سے آپ بات چیت کرتے ہیں عموماً وہ آپ کے پیش کیے گئے خیالات سے کچھ خاص پر جوش نہیں ہوتے۔آپ فیصلہ کرتے ہیں:

_____ آپ کو ان اصولوں کو پیش کرنے کے لیے مزید مشق کی ضرورت ہے۔

_____ آپ کو صرف اپنے ہی جیسے لوگوں کی تلاش کرنی چاہیئے اور صرف انہیں ہی تبلیغ کرنا چاہیئے۔

_____ آپ فطری طور پر ایک مبلغ ہیں ہی نہیں۔آپ کو چاہیئے کہ کسی اور طرح سے امراللہ کی خدمت کریں۔

_____ آپ کو چاہیے کہ مستقبل میں آپ جن لوگوں سے ملتے ہیں اِن کے ذہنوں میں موجود فکرمندیوں کو سمجھنے کی کوشش کریں اور تعلیمات امراللہ سے مخصوص حصّوں کو اپنی گفتگو میں شامل کریں۔

_____ آئندہ آپ اپنے ملنے والوں کی فکرمندیاں کو سمجھنے کی کوشش کریں اور ان کے ساتھ اپنی گفتگو میں امراللہ سے متعلقہ تعلیمات شامل

کریں۔

۳۔ آپ ایک ٹیم کا حصہ ہیں جس نے ایک خاص آبادی پر اپنی کوششیں مرکوز کرنے اور اس کے ساتھ حضرت بہاءاللہ کا پیغام شیئر کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ کچھ عرصہ بعد ان کے پوچھے گئے سوالات سے آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ سب کے سب خدا کے مروجہ تصور کو سمجھنے میں دشواری کا سامنا کر رہے ہیں۔ ٹیم فیصلہ کرتی ہے۔

______ اس موضوع پر بات نہ کریں تو ہی بہتر ہے۔ اگر وہ گفتگو کے دوران خود اس موضوع کو چھیڑیں تو آپ بات چیت کے رخ کو تیزی سے کسی اور موضوع کی جانب موڑ دیں گے۔

______ جو لوگ خدا کے تصور کو ہی سمجھنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں وہ امراللہ کے لئے قبولیت نہیں رکھتے اس لیے آپ کو انہیں تبلیغ کرنے میں اپنا وقت صرف نہیں کرنا چاہیے۔

______ آپ اپنے سے زیادہ تجربہ کار شخص کو اپنی ہمکاری کرنے اور ان لوگوں سے جن سے آپ نے ملاقات کی خدا کے وجود کے بارے میں بات چیت کرنے کا کہتے ہیں اگر یہ بھی کارگر نہ ہوا تو آپ انہیں چھوڑ دیں گے اور مزید اصرار نہیں کریں گے۔

______ آثار مبارکہ سے بعض متعلقہ عبارتوں کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کی ٹیم ایک مختصر سا بیان تیار کرے گی جو کہ ان لوگوں کی جن سے آپ نے ملاقات کی یہ سمجھنے میں مدد کرے گا کہ حضرت بہاءاللہ خدا کے بارے میں کیا تعلیم دیتے ہیں۔ آپ ان کے ردعمل کو سنیں گے، نتیجہ پر غور و فکر کریں گے، آثار مبارکہ کا دوبارہ مطالعہ کریں گے تاکہ انہوں نے جو سوالات اٹھائے تھے ان کے جواب معلوم کر سکیں اور تجربہ اور آثار مبارکہ کے مطالعہ سے آپ کی ٹیم کو جو نئی بصیرتیں ملی ہیں اس کے مطابق آپ اپنے بیان میں ترمیم کریں گے۔ آپ اس وقت تک یہ عمل جاری رکھیں گے جب تک آپ کی کوششوں کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہونے لگے۔

۴۔ آپ ایک ٹیم کا حصّہ ہیں جس نے ایک محلہ میں متعدد مؤثر تبلیغی مہموں میں شرکت کی ہے۔ خاندانوں کی خاصی تعداد نے امراللہ کو قبول کرلیا ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ نئے احباب کی تزئید معلومات کس قدر ضروری ہیں، آپ کی ٹیم نے اکثر گھرانوں کے ساتھ باقاعدگی سے ملاقاتیں کیں ہیں اور کتاب نمبر ۲ کے تیسرے یونٹ میں مخاطب کیے گئے موضوعات پر گھرانوں کے افراد کے ساتھ بات چیت کی۔ ٹیم اب سوچ رہی ہے کہ کیسے اُس طریقہ کے ساتھ آگے بڑھے کہ دونوں کا کام یعنی اُن کی امراللہ سے وابستگی بڑھے اور انہیں اس قابل بنائے کہ وہ حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات کو دوسروں کے ساتھ بانٹے۔ ٹیم فیصلہ کرتی ہے:

______ آپ مل کر تیس تقریروں کی ایک فہرست مرتب کریں گے جن میں بہت سارے موضوعات کو شامل کریں گے اور ہر ملاقات میں ان کے سامنے ایک نیا موضوع پیش کریں گے، اچھی طرح سے فہرست بنانے کے بعد یہ یقینی بنانا ہے کہ آپ نے اپنے منتخب کردہ تمام موضوعات کا احاطہ کیا ہے۔

______ آپ ہر خانوادہ کو ایک مختصر سا امری کتابچہ پیش کریں گے اور اپنی ملاقات کے دوران ان سے گزارش کریں گے کہ وہ آپ کی اگلی ملاقات سے قبل تک اس کے چند صفحات پڑھ لیں۔ تب اپنی ملاقاتوں کے دوران ان کے پاس اگر کوئی سوال ہو تو آپ اس پر

گفتگو کریں گے۔

______ آپ اُس طریقہ کو استعمال کرنے کے بارے میں فکرمند ہیں جو زیادہ وقت لے گا۔ پس ہر گھرانے سے الگ الگ ملاقات کرنے کی بجائے آپ انہیں کسی ایک گھر پر ہفتہ وار جلسے میں شرکت کی دعوت دیں گے تاکہ امراللہ پر گفتگو کی جاسکے۔ آپ ایک دوسرے سے کہتے ہیں ''جن لوگوں کو واقعی سیکھنے میں دلچسپی ہے وہ ضرور شرکت کریں گے۔"

______ آپ امراللہ سے متعلق کسی ایک بنیادی تصور کے بارے میں سوچیں گے جس کے بارے میں وہ زیادہ سیکھنا چاہتے ہیں اور اس تصور کے بارے میں آثار مبارکہ سے متعلقہ عبارتیں تلاش کریں گے۔ پھر آپ ان میں سے ایک خاندان سے ملاقات کریں گے اور اس کے ساتھ ان اقتباسات کا مطالعہ کریں گے جنہیں آپ نے منتخب کیا ہے اور خیالات پر مشورت کریں گے۔ اس کے بعد آپ اس جلسہ کے نتائج پر غور و خوض کریں گے آثار مقدسہ سے جو اقتباسات آپ نے منتخب کئے تھے ان پر نظر ثانی اور ضروری تبدیلی کریں گے اور پھر کسی اور خاندان سے ملاقات میں اس نظر ثانی کیے گئے انتخاب کا استعمال کریں گے۔ اسی دوران پہلے خاندان سے ملاقات کے دوران جو رائے ملی تھی اسے سامنے رکھتے ہوئے آپ اپنی دوسری ملاقات کے دوران ان کے ساتھ مطالعہ کرنے کے لئے خیالات اور اقتباسات کا ایک اور سیٹ منتخب کریں گے۔ آپ اسی طریقہ کار کو جاری رکھیں گے جب تک آپ موضوعات کے سلسلہ پر مرکوز باقاعدہ ملاقاتوں کا ایک نمونہ قائم کرلیں۔ اسی وقت میں آپ خاندانوں کے ساتھ کھوج لگائیں گے کہ کس طرح انہی موضوعات پر ان کے پڑوسیوں، رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ گفتگو کی جاسکتی ہے۔

حصہ 13

پچھلے حصہ کی مشقوں نے ہماری یہ دیکھنے میں مدد کی کہ چاہے ایک ذاتی تبلیغی کوشش میں مصروف ہو یا ایک اجتماعی تبلیغی کوشش، جب ہم عمل کرتے ہیں اور اپنے عمل کے نتائج پر غور و فکر کرتے ہیں تو کیسے اہم سوالات سر اٹھاتے ہیں۔ جب ہم اس طرح سے سیکھنے کا ایک انداز اپناتے ہیں جو اس بارے میں ہوتا ہے کہ ہمارے تبلیغ کا انداز کیا ہے اور اس مقدس عمل کو انجام دیتے وقت ہمارے رویے کیسے ہوتے ہیں تب سوالات کا ایک سیٹ وقتاً فوقتاً ابھرے گا۔ کیا ہمیں بہت دلیر ہونا چاہیے؟ کیا ہم محتاط اور قدامت پسند ہوں؟ کیا جس شخص سے بھی ملاقات ہو ہم فوراً اُس کے سامنے حضرت بہاءاللہ کا پیغام رکھ دیں یا ہمیں افراد کا انتخاب کرنا چاہیئے؟ کیا ہم امراللہ کے بارے میں براہ راست گفتگو کریں کہ یہ آج کے دن کے لئے نوع بشر کا دین ہے یا ہم امراللہ کے ایسے عام اصولوں پر گفتگو کریں جو عموماً لوگوں میں مقبول ہیں؟ کیا ہمیں تعلیمات کے ان پہلوؤں کا ذکر بھی کرنا چاہیئے جن کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ یہ سننے والوں کو زیادہ للکارتے ہیں یا ہم ایسے تمام موضوعات کو بعد کے کسی وقت کے لئے اٹھا رکھیں، جب وہ شخص امراللہ کو قبول کرلے؟ یقین بخش ہونے کی خاطر کیا ہم اپنی پیش کش کو قوی اور ضرورت سے زیادہ بھاری بھرکم بنادیں یا ہم گفتگو کے دوران جس قدر کم ہوسکے جذباتی انداز اختیار کریں؟

نیچے دی گئی عبارت میں حضرت ولی عزیز ہمیں اس بارے میں انمول ہدایت دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض الفاظ آپ کے لئے نامانوس ہوں گے۔ پس اصل عبارت کے مطالعہ سے قبل آئیں چند الفاظ کے معنوں پر ایک نظر ڈالیں:

اشتعال انگیز	غصہ یا سخت اختلاف کا باعث۔
متعصب	ضرورت سے زیادہ یا غلط جذبہ سے بھرپور۔

62- مبلغین کی صفات و رفتار

متجاوز	مناسب یا حد سے زیادہ
آزادخیال (Liberal)	کھلے ذہن کا، رسم ورواج کے بندھنوں میں بندھا ہوا نہ ہونا۔
تشریح (Exposition)	کسی معنی یا مقصد کو واضح کرنا؛ کسی تصور کو پیش کرنا۔
مصالحت آمیز	دوسرے کو منانے والا رویہ، مان لینے کیلئے آمادہ
عامی	جو پادری یا ملانہ ہو۔
متکبرانہ	بے احترامی یا توہین کا اظہار کرنا۔
بے لچک	مصالحت کی گنجائش یا اجازت رکھے بغیر، اپنی بات پر اڑ جانے والا، ساکن۔

اب حضرت ولی عزیز کی تحریروں سے اس اقتباس کو پڑھیں:

''انہیں اپنے دین کے بنیادی اور امتیازی خطوط کی تشریح کرتے وقت نہ تو اشتعال انگیز ہونا چاہیئے اور نہ ہی سست؛ نہ کٹر ہونا چاہیئے اور نہ ہی حد سے زیادہ آزاد خیال؛ انہیں اس میں محتاط ہونا ہے یا جرأت مند، انہیں تیزی سے کام کرنا ہے یا آہستگی سے، انہیں براہ راست طریقہ اختیار کرنا ہے یا بالواسطہ، انہیں للکارنے والا رویہ اپنانا ہے یا مصالحت آمیز، اس کا فیصلہ تو جس شخص سے رابطہ قائم کیا جارہا ہے اس کی روحانی استعداد کے مطابق ہی کرنا ہوگا۔ خواہ وہ طبقہ شرفا سے ہو یا عوام الناس سے، اس کا تعلق شمال سے ہو یا جنوب سے، وہ ایک عامی ہو یا عالم، وہ کوئی سرمایہ دار ہو یا سوشلسٹ۔ وہ کوئی سیاستدان ہو یا شہزادہ، وہ کوئی ہنرمند ہو یا بھکاری۔ حضرت بہاءاللہ کا پیغام پیش کرنے میں انہیں نہ تو ہچکچانا چاہیئے اور نہ لڑکھڑانا۔ انہیں نہ تو غریب سے حقارت کرنی چاہیئے اور نہ ہی بڑے لوگوں کے سامنے ڈرپوک بننا چاہیئے۔ امراللہ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے انہیں چاہیئے کہ وہ جس سچائی کے پرستار ہیں نہ تو اس پر ضرورت سے زیادہ زور دیں اور نہ ہی گھٹا کر پیش کریں۔ خواہ ان کا سننے والا شاہی خاندان سے ہو یا چرچ کا کوئی شہزادہ، یا کوئی سیاستدان ہو یا کوئی تاجر ہو یا کوئی عام سا آدمی۔ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ، امیر ہو یا غریب، سب کو یکساں طور پر اور کشادہ بازوؤں کے ساتھ، روشن دل سے، فصیح زبان سے، لامحدود قوت برداشت سے، بے لچک وفاداری سے، نہایت دانشمندی سے اور غیر متزلزل جرأت سے نجات کا پیالہ پیش کرنا چاہیئے۔'' (23)

۱۔ حضرت شوقی آفندی ہمیں بتاتے ہیں کہ جب ہم امراللہ کی تبلیغ کر رہے ہوں دین کے ________ اور ________ خطوط کی ________ کرتے وقت ہمیں نہ تو ________ اور نہ ہی ________ ہونا چاہیئے.

۲۔ ہمیں اپنی تشریح میں نہ تو ________ ہونا چاہیے اور نہ ہی ________۔

۳۔ ہمیں اس میں ________ ہونا ہے یا ________، ہمیں ________ کام کرنا ہے یا ________ سے، ہمیں ________ طریقہ اختیار کرنا ہے یا ________، ہمیں ________ رویہ اپنانا ہے یا ________، اس کا فیصلہ تو جس شخص سے رابطہ قائم کیا جارہا ہے اس کی ________ کے مطابق ہی کرنا ہوگا۔

۴۔ تبلیغ کرتے وقت جس شخص سے رابطہ قائم کیا جا رہا ہے ہمیں اس کی ________ کے ________ ہی کام کرنا ہوگا خواہ وہ طبقہ شرفا سے ہو یا ________، اس کا تعلق شمال سے ہو یا ________، وہ ایک عامی ہو یا ________، وہ کوئی سرمایہ دار ہو یا ________ وہ ایک سیاستدان ہو یا ________، وہ کوئی ہنرمند ہو یا ________

۵۔ امراللہ کو پیش کرتے ہوئے ہمیں نہ تو ________ چاہیے اور نہ ________۔

۶۔ ہمیں نہ تو غریب سے ________ اور نہ ہی بڑے لوگوں کے سامنے ________ بننا چاہیئے۔

۷۔ امراللہ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے ہمیں چاہیئے کہ ہم جس سچائی کے پرستار ہیں نہ تو اس پر ________

اور نہ ہی اسے ________ پیش کریں۔ خواہ ہمارا سننے والا ________ سے ہو یا ________،

کوئی ________ ہو یا کوئی ________ ہو یا کوئی ________۔

۸۔ ہمیں سب کو ________ طور پر اور ________ بازوؤں کے ساتھ، ________ دل سے، ________ زبان سے، ________ قوت برداشت سے، ________ وفاداری سے، ________ دانشمندی سے اور غیر متزلزل ________ سے نجات کا پیالہ پیش کرنا چاہیئے۔

حصہ 14

آئیں اب درج بالا اقتباس کا تجزیہ کرتے ہیں اور اس کے چند عملی ماخوذات پر غور کرتے ہیں۔

۱۔ اقتباس ہمیں بتاتا ہے کہ جب ہم امراللہ کی تبلیغ کرتے ہیں تو ہمیں اپنی پیش کش کے دوران اشتعال انگیز نہیں ہونا چاہیئے۔ نیچے چند صورتحال دی گئی ہیں۔ ان صورتحال کے سامنے "ا" لکھیں جس میں آپ کی پیش کش اشتعال انگیز ہے۔

____ کسی دوسرے دین کے ایک پرخلوص مؤمن کے سامنے یہ ثابت کرنے کی خاطر کہ آج نوع بشر کو ایک نئے مظہر ظہور کی ضرورت ہے آپ اپنی گفتگو کے آغاز میں اس کی توجہ ان چیزوں کی طرف دلاتے ہیں جو اس کے دین کی اب خراب ہو چکی ہیں۔

____ کسی اور دین کے ایک پرخلوص مومن کے سامنے یہ تشریح کرتے ہیں کہ سب مظاہر ظہور الٰہی آئینوں کی طرح ہیں جو سورج کی روشنی کو منعکس کرتے ہیں۔ یہ سب صفات الٰہیہ کو منعکس کرتے ہیں اور اُس کی آسمانی خصوصیات ظاہر کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ آئینے مختلف ہو سکتے ہیں لیکن وہ ایک ہی سورج کی کرنوں کو منعکس کرتے ہیں۔ اس طرح آپ اس کی مدد کرتے ہیں کہ وہ بتدریج اس بات کو سمجھ لے کہ حضرت بہاءاللہ کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ سے قبل آنے والے کسی مظہر ظہور کا انکار کیا جائے۔

____ آپ کسی ایسی خاتون کو تبلیغ کر رہے ہیں جسے یہ یقین نہیں ہے کہ وہ خدا کو مانتی ہے یا نہیں، آپ یہ بتانا شروع کرتے ہیں کہ حضرت بہاءاللہ خدا کے مظہر کلیہ ہیں۔

____ آپ کے گھر پر ایک چھوٹا سا گروپ جمع ہے۔ جو لوگ جمع ہیں ان میں سے اکثر نے اب تک امراللہ میں کوئی دلچسپی ظاہر نہیں کی ہے۔

آپ کوشش کررہے ہیں کہ ان کے سامنے تعلیمات کو اس طرح متعارف کروائیں جو ان کی توجہ مبذول کرے۔ گفتگو کے دوران آپ زور دے کر کہتے ہیں کہ مستقبل میں سب لوگ بہائی ہو جائیں گے۔

_____ آپ کسی ایسے شخص کے سامنے امر اللہ کو پیش کررہی ہیں جسے زندگی کی تمام آسائشیں مہیا ہیں۔ آپ اس سے کہتی ہیں دولت دراصل آدمی اور خدا کے درمیان ایک پردہ ہے۔

_____ آپ کی کسی ایسے دینی پیشوا سے ملاقات ہوتی ہے جو واقعی امر اللہ کے بارے میں کچھ جاننے میں دلچسپی رکھتا ہے اور آپ سے کہتا ہے کہ حضرت بہاء اللہ کی بعض تعلیمات کی اس کے لئے تشریح کریں۔ آپ سب سے پہلے جو بات اسے بتاتے ہیں یہ ہے کہ حضرت بہاء اللہ نے اس زمانے میں دینی پیشوائیت کا خاتمہ کر دیا ہے۔

۲۔ تبلیغ کے دوران ہمیں سست نہیں ہونا چاہیئے۔ نشاندہی کریں کہ درج ذیل صورتحال میں سے کن میں آپ نے بہت زیادہ سستی کا اظہار کیا ہے؟ ان کی ''س'' سے نشاندہی کریں۔

_____ کوئی آپ سے پوچھتا ہے کہ امر بہائی میں کیا خاص ہے؟ آپ جواب دیتے ہیں: ''امر بہائی بھی دوسرے ادیان کی طرح ہی ہے، اس کا جوہر یہ ہے کہ آدمی مہربان ہو اور ایک دوسرے سے پیار کرے۔''

_____ آپ تبلیغ کرنے کے لئے جو طریقہ استعمال کرتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کو بتایا جائے کہ امر اللہ اچھے اصولوں کا ایک مجموعہ ہے جسے ہر ایک قبول کرسکتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ کہتے ہیں ''قیام امن۔ آخر اس میں کسے یقین نہیں؟'' اور جب ایک بار لوگ اس سے امر اللہ کی طرف منجذب ہو جاتے ہیں تو آپ انہیں ان کے اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔ بعض اوقات آپ ان سے کہتے ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو پڑھنے کے لئے ایک کتاب حاصل کرسکتے ہیں۔ اس سے زیادہ آپ اور کچھ نہیں کرتے۔

_____ ایک شخص جو امر اللہ کو قبول کرنے کے نزدیک ہے آپ سے امر اللہ کی مالیات اور فنڈز کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ آپ کا جواب ہوتا ہے: ''یقیناً، زندگی کی دوسری تمام چیزوں کی طرح ہی کاموں کو کرنے کے لئے کچھ پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن آپ کو صرف اسی صورت میں اعانہ دینا ہوگا اگر آپ چاہیں گے۔''

_____ ایک شخص جو امر اللہ کو قبول کرنے کے نزدیک ہے آپ سے امر اللہ کی مالیات اور اعانہ جات کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ آپ اسے بتاتے ہیں کہ ہر مومن کا مقدس فرض ہے کہ وہ امر اللہ کے فنڈ میں اعانہ دے اور اس کے سامنے ایثار و قربانی کی روحانی اہمیت کی تشریح کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی اعلیٰ چیز کے حصول کے لئے کوئی ادنیٰ چیز چھوڑ دی جائے۔ آپ کہتے ہیں ''فنڈ میں اعانہ دینا ایک بہتر دنیا کی تعمیر کا ایک لازمی جزو ہے۔''

_____ ایک دوست جو کچھ عرصے سے امر اللہ کا مطالعہ کررہا ہے آپ سے سوال کرتا ہے کہ اسے ازلی ابدی میثاق کا تصور سمجھائیں۔ آپ کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ ایک بہت سادہ سی چیز ہے۔ ''خدا اور نوعِ بشر کے درمیان ایک معاہدہ ہے۔ خدا وقتاً فوقتاً اپنا مظہر ظہور بھیجتا ہے اور ہم اسے تسلیم کرتے ہیں اور جو کچھ وہ کہتا ہے اس پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں''

______ ایک دوست جو کچھ عرصے سے امراللہ کا مطالعہ کر رہا ہے آپ سے ازلی ابدی میثاق کے تصور کی وضاحت چاہتا ہے۔ آپ مختصراً وضاحت کرتے ہیں کہ ہم سے اپنی محبت کی وجہ سے انسانیت کو تخلیق کر کے خدا نے ہمیں کبھی بھی اکیلا نہ چھوڑنے اور وقتاً فوقتاً اپنے مظاہر ظہور کے ذریعے ہمیں اپنے مقصد اور مرضی سے آگاہ کرنے کا وعدہ کیا ہے اور بدلے میں ہم اپنے دور کے مظہرظہور کو پہچاننے اور اس کی پیروی کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

۳۔ تبلیغ کرتے ہوئے ہمیں اپنی پیش کش کے دوران کٹرپن کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے۔ نیچے چند صورتحال ہیں۔ "ک" سے نشاندہی کریں کہ ان میں سے کن کن میں آپ کی پیش کش میں کٹرپن کا مظاہرہ ہوا ہے؟

______ کوئی شخص جو امراللہ کی تحقیق کر رہا ہے آپ سے سوال کرتا ہے بہائی ہونا کیسا ہوتا ہے۔ آپ اس سے کہتے ہیں کہ بہائی ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ''آپ کو سب کچھ امراللہ کے لئے چھوڑ دینا ہوتا ہے۔'' آپ وضاحت کرتے ہیں، ''یہ سب یا کچھ بھی نہیں۔''

______ آپ اپنے گھر پر ایک ملاقات کا آغاز، جس میں وہ لوگ شریک ہیں جو پہلی بار امراللہ کے بارے میں سننے کے لئے آئے ہیں ان کو ہاتھ پکڑنے اور "اللہ ابہیٰ" گانے کا کہہ کر کرتے ہیں۔

______ آپ کسی اور دین کی ایک پرشوق مومن کو تبلیغ شروع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کے دین کا وقت اب ختم اور پورا ہو چکا ہے۔ اسے چاہیئے کہ اپنے دین کو چھوڑ دے۔ آپ اسے بتاتے ہیں "اس دور کے لئے خدا کے پیغمبر، حضرت بہاءاللہ آ گئے ہیں۔ اب آپ کو اپنا ماضی چھوڑ دینا چاہیئے۔''

______ آپ کسی شخص کے سامنے امراللہ کی تشریح کر رہے ہیں۔ آپ نے جو نکات بیان کئے ہیں ان میں سے کسی ایک سے وہ اتفاق نہیں کرتا۔ آپ یہ کہہ کر اس کے ساتھ ایک بحث و تکرار شروع کر دیتے ہیں کہ آپ خود اس کی اپنی مقدس کتاب سے ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ غلط ہے۔

______ آپ کسی شخص کے سامنے امراللہ کی تشریح کر رہے ہیں۔ آپ نے جو نکات بیان کئے ہیں ان میں سے کسی ایک سے وہ اپنی نااتفاقی کا اظہار کرتا ہے۔ آپ محسوس کر سکتے ہیں کہ وہ اس موضوع کے بارے میں بہت جذباتی ہے۔ آپ اس کی فکرمندی کو سراہتے ہیں اور کہتے ہیں: ''اگر آپ چاہیں تو اس موضوع پر ہم کسی اور دن بات چیت کریں گے۔ لیکن اتنی ساری باتیں ہیں جن پر ہم متفق ہیں آئیں آج ہم ان چیزوں کو دیکھیں جن پر ہم متفق ہیں۔''

______ آپ ایک دوست کے سامنے امراللہ کے قوانین کی تشریح کر رہی ہیں۔ ''خدا کی شریعت کی اطاعت دین کی روح ہے،'' آپ کہتی ہیں۔ ''آج نسل انسانی اس قدر بری حالت سے اس لئے دوچار ہے کہ یہ حضرت بہاءاللہ کے قوانین پر عمل نہیں کر رہی ہے۔ جو کوئی بھی آپ کی شریعت پر عمل نہیں کرے گا اسے اگلی دنیا میں اس کا حساب دینا ہوگا۔''

______ آپ اپنے ایک دوست کے سامنے امراللہ کے قوانین کی تشریح کر رہے ہیں۔ ''حضرت بہاءاللہ ہم سے فرماتے ہیں کہ اُن کے قوانین اُن کی شفقت اور مشیت کے چراغ ہیں،'' آپ کہتے ہیں۔ ''آپ کے قوانین حقیقی خوشی کی جانب ہمارے راستے کو منور کرتے ہیں۔

اس کے باوجود ہم کامل تو نہیں ہیں اور بعض اوقات ہم سے بھول چوک بھی ہو جاتی ہے۔لیکن جب ہم حضرت بہاء اللہ کو تسلیم کرتے ہیں اور ہم آپ سے دعا کرتے ہیں تو آپ خود ہماری مدد کرتے ہیں کہ ہم اپنی کمزوریوں پر قابو پا سکیں اور ہمیں قوت بخشتے ہیں کہ ہم آپ کے قوانین کی اطاعت کر سکیں۔''

۴۔ تبلیغ کرتے وقت ہمیں حد سے زیادہ آزادخیال نہیں ہونا چاہیئے۔فیصلہ کریں کہ درج ذیل صورتوں میں سے کن میں آپ زیادہ آزادخیال ہو رہے ہیں؟ اِن کی ''آ'' سے نشاندہی کریں۔

_____ کوئی شخص جو امراللہ کے بارے میں تحقیق کر رہا ہے آپ سے پوچھتا ہے کہ کیا بہائی سماج میں رہنما ہوتے ہیں۔آپ جواب دیتے ہیں: ''ہم میں کوئی مولوی یا پادری نہیں ہوتے جو ہمارے اور خدا کے درمیان حائل ہوں، ہم سب خود اپنے ہی ضمیر کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ہمیں کوئی نہیں کہتا کہ کیا کرنا ہے۔''

_____ کوئی شخص جو امراللہ کے بارے میں تحقیق کر رہا ہے آپ سے پوچھتا ہے کہ کیا بہائی سماج میں رہنما ہوتے ہیں۔آپ وضاحت کرتے ہیں: ''بہائی سماج اپنے امور کو ایک عالمگیر انتظامی نظام کے ذریعہ انجام دیتا ہے جس میں قومی اور مقامی سطح پر کونسلیں ہوتی ہیں جنہیں محفل روحانی ملی اور محفل روحانی محلی کہا جاتا ہے۔یہ کونسلیں نامزدگیوں اور مہموں کو چلائے کے بغیر اور دعا کے ایک مقدس ماحول میں منتخب ہوتی ہیں۔ممتاز مومنین پر مشتمل ایک گروپ اور بھی ہے جنہیں اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ وہ محافل کے لئے مشاور کے طور پر خدمت کریں اور اپنے ساتھی مومنین کی تشویق اور حوصلہ افزائی کریں۔یہ تمام ادارے امر بہائی کے ایک عالمی انتظامی ادارے کے تحت ہوتے ہیں جسے بیت العدل اعظم کہتے ہیں۔''

_____ ایک شخص جسے آپ تبلیغ کر رہے ہیں آپ سے پوچھتا ہے کہ کسی فرد سے کس طرح بہائی انتظامیہ سے تعلق رکھنے کی توقع کی جاتی۔آپ جواب دیتے ہیں" آپ جانتے ہیں کہ امر بہائی کے پاس انتظامیہ کا کوئی نظام ہونا چاہیے، اس لئے اس حوالہ سے ہمارے پاس محافل روحانیہ ہیں جن میں سے ہر ایک نو ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔یہ منتخب ادارے مقامی اور قومی سطح پر امراللہ کے امور کو چلاتے ہیں لیکن آپ کو ان کی اطاعت اپنے ضمیر کے مطابق کرنی ہوگی۔"

_____ آپ کسی شخص کو تبلیغ کرتے ہیں۔وہ کہتا ہے کہ اسے امر بہائی کی سب باتیں پسند ہیں سوائے اس بات کے کہ بہائی عقیدۂ تناسخ پر یقین نہیں رکھتے۔آپ اس سے کہتے ہیں ''اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔بہائی تنوع میں اتحاد پر یقین رکھتے ہیں۔اس کا مطلب آراء کا تنوع بھی ہے۔''

_____ کوئی آپ سے پوچھتا ہے کہ بہآئی اپنے دین کو کیسے پھیلاتے ہیں۔آپ کہتے ہیں کہ بہائی ترغیب تبدیلئ مذہب نہیں کرتے۔''ہم بس بہائی زندگی بسر کرتے ہیں اور جب لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں تو ہم انہیں امر بہائی کے بارے میں بتا دیتے ہیں۔''

______ ایک شخص جس نے امر اللہ کے بارے میں پڑھا ہے اور اس کے بارے میں اپنی دلچسپی کا اظہار کیا ہے آپ سے وضاحت کرنے کو کہتا ہے کہ بہائی سماج میں شامل ہونے کے لئے کیا ضروری ہے۔ آپ جواب دیتے ہیں: ''دین ایک ذاتی مسئلہ ہے۔ یہ زندگی بسر کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جسے آپ فقط دل میں محسوس کر سکتے ہیں۔ امر بہائی میں بیشک چند قوانین ہیں لیکن ان کی پابندی اپنے ضمیر کے مطابق کرنی ہو گی۔''

______ ایک شخص جس نے امر اللہ کے بارے میں پڑھا ہے اور اس کے بارے میں اپنی دلچسپی کا اظہار کیا ہے آپ سے وضاحت کرنے کو کہتا ہے کہ بہائی سماج میں شامل ہونے کے لئے کیا ضروری ہے۔ آپ جواب دیتے ہیں "دین کا جو ہر خدا کو اس کے مظہر ظہور کے ذریعے پہچاننا، اس کی محبت میں ثابت قدم رہنا اور اس کی تعلیمات کی پیروی کرنا ہے۔ خدا سے ہماری محبت اس کی مخلوق تک پھیلی ہوئی ہے، ہم انسانیت سے پیار کرتے ہیں اور معاشرے کی بہتری کے لئے کام کر کے ہم امر اللہ کی طرف سے اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہیں۔"

______ آپ چند دوستوں کے سامنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں۔ پھر آپ کہتے ہیں ''امر بہائی بتا تا ہے کہ بچے نیک پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر آپ ان سے پیار کریں، اور خدا نے ان میں جو صلاحیتیں رکھی ہیں ان کی ترقی میں ان کی مدد کریں تو وہ اچھے انسان بنیں گے۔''

______ آپ چند دوستوں کے ساتھ بچوں کی تعلیم و تربیت کے موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں ''امر بہائی بتا تا ہے کہ بچوں میں نیک ہونے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے، لیکن ان میں ایسے رجحانات بھی موجود ہوتے ہیں جن کو قابو میں رکھنا ضروری ہے۔ انہیں تعلیم و تربیت کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ وہ صحیح راستے پر چل سکیں اور ان میں سے ہر ایک میں جو عظیم صلاحیتیں ودیعت ہیں انہیں ترقی دے سکیں۔''

۵۔ فیصلہ کریں کہ جب آپ یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ امر اللہ کی تبلیغ کیسے کی جائے تو نیچے دی گئی ہر صورتحال میں کونسے ردِعمل مناسب ہوں گے۔ ہر صورتحال میں ایک یا اس سے زیادہ ردِعمل لاگو ہو سکتے ہیں:

ا۔ محتاط ہونا　ب۔ جرأت مندی　ج۔ تیزی سے کام کرنا

د۔ انتظار کرنا　ہ۔ براہ راست طریقہ استعمال کرنا　و۔ بالواسطہ طریقہ استعمال کرنا

ز۔ للکارنا　ح۔ مصالحت آمیزی

______ کوئی خاتون مقامی بہائی سنیٹر میں بڑی پر جوش کیفیت میں داخل ہوتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اس نے ایک پمفلٹ میں امر اللہ کے بارے میں کچھ پڑھا ہے اور اب حضرت بہاء اللہ کے بارے میں مزید جاننا چاہتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اس نے ہمیشہ دل کی گہرائیوں سے اس بات پر یقین رکھا ہے کہ خدا نسل انسانی کو کبھی بے سہارا نہیں چھوڑے گا اور وہ ہمارے لئے ایک اور مظہر ظہور بھیجے گا۔

______ آپ اپنے خاندان کے ساتھ ایک ایسی بستی میں منتقل ہوئے ہیں جہاں آپ کسی کو نہیں جانتے۔ آپ کے وہاں پہنچنے کے جلد ہی بعد ایک دن آپ کا ایک پڑوسی آپ سے ملنے آتا ہے تا کہ آپ کا استقبال کرے اور خود کو آپ سے متعارف کروائے۔ تعارف کے دوران

وہ کہتا ہے کہ ہماری بستی کے سب لوگ دینی لحاظ سے آپس میں بہت متحد ہیں۔ جس طرح یہ ''دوسرے'' ادیان آ کر لوگوں میں نا اتفاقی پیدا کرتے ہیں ہمارے لوگ اسے پسند نہیں کرتے۔

_____ آپ اور آپ کا خاندان ایک بستی میں منتقل ہو گیا ہے جہاں آپ کسی کو نہیں جانتے۔ آپ کے وہاں پہنچنے کے جلد ہی بعد ایک دن آپ کا ایک پڑوسی آپ کے گھر آتا ہے۔ آپ کو خوش آمدید کہتا ہے اور خود کو متعارف کرواتا ہے۔ وہ ایک میز پر کچھ بہائی کتابیں دیکھتا ہے اور پوچھتا ہے ''بہائی دین کیا ہے؟''

_____ آپ ایسے لوگوں کی ایک تنظیم میں شامل ہوئے ہیں جو امن کی ترویج میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ جلسات میں جن خیالات کا اظہار کرتے ہیں ان میں بہت زیادہ دلچسپی دکھانے والا ایک شخص پکا یقین رکھتا ہے کہ معاشرے میں بامعنی تبدیلی لانے کا واحد طریقہ سیاسی جماعت کے ذریعہ عمل کرنا ہی ہے۔ وہ خاص کر آپ کے ساتھ اس تنظیم کے ہر جلسے میں اس موضوع پر بات ضرور چھیڑتا ہے۔

_____ آپ کے ساتھ کام کرنے والے لوگوں میں سے ایک نے آپ سے کئی بار واضح الفاظ میں کہا ہے کہ وہ خدا کو نہیں مانتا۔ لیکن اس کے باوجود سماجی مسائل سے متعلق آپ جن خیالات کا اظہار کرتے ہیں وہ ان میں سے بہت سوں سے متفق ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر مساوات مرد و زن اور عمومی تعلیم کی ضرورت پر۔

_____ گاؤں کے ایک جلسے میں جہاں اس علاقے کے کئی سربراہان شامل تھے آپ نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے بارے میں بعض خیالات پیش کئے۔ بعد میں گاؤں کے سربراہان میں سے ایک آپ کے قریب آ کر آپ سے باتیں کرنے لگتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ آپ ایک بہائی ہیں اور آپ نے جو تجاویز پیش کی ہیں ان میں سے بہت سی تجاویز سے وہ متفق ہے۔ وہ امراللہ کے بارے میں مزید جاننے کے لئے مشتاق ہے۔

_____ ایک مؤمن جو حال ہی میں امراللہ میں داخل ہوئی ہے آپ کو گھر لے جاتی ہے تاکہ آپ اس کے خاندان سے مل سکیں۔ وہ لوگ اس کے بہائی ہونے کے مخالف ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ وہ امراللہ سے کنارہ کشی اختیار کر لے۔

_____ ایک مؤمن جو حال ہی میں امراللہ میں داخل ہوئی ہے آپ کو اپنے گھر لے جاتی ہے تاکہ آپ اس کے خاندان سے مل سکیں۔ وہ آپ کو بتاتی ہے کہ یہ سب کے سب امراللہ کے بارے میں بہت پرجوش ہیں اور مزید سننے کے لئے بے چین ہیں۔

٦۔ سوچنے کی کوشش کریں کہ کسی شخص میں کیا رویے ہو سکتے ہیں اور کون سی روحانی خوبیوں کی کمی ہو گی اگر وہ:

۔ غریبوں کو حقیر سمجھتا ہے: ____

____

____

____

____

۔ بڑے لوگوں کے سامنے ڈرپوک ہے:_______________________________________

____

____

____

____

____

۷۔ ایک مثال دیں کہ ایک شخص امر اللہ کی خصوصیات بیان کرنے میں کس طرح:

۔ حقیقت پر ضرورت سے زیادہ زور دے سکتا ہے

____

____

۔ حقیقت کو گھٹا کر پیش کر سکتا ہے:_______________________________________

____

____

____

حصہ 15

حضرت ولی عزیز کی درج ذیل ہدایت ہمیں یاد آوری کراتی ہے کہ ہر معاملے کی طرح ہی کسی صورتحال میں تبلیغ کے بارے میں سب سے زیادہ مناسب طریقہ کا تعین کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بھی ہمیں حضرت عبدالبہاء کی طرف دیکھنا چاہیئے:

> **""ہمیں ان مثالوں کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے جو ہمارے محبوب سرکار آقا نے واضح طور پر ہمارے سامنے رکھی ہیں۔طریقہ میں ہوشمند و پُر حکمت ،گفتگو کے آغاز میں بیدار اور متوجہ،اپنے تمام عمومی بیانات میں وسیع النظر اور آزاد خیال، امر اللہ کے بنیادی حقائق کو بتدریج سامنے لانے میں محتاط،اپنی گزارشات میں پر جوش لیکن دلائل دیتے ہوئے اعتدال پسند،اپنے لہجہ میں پُر اعتماد،اپنے یقین کامل میں ثابت قدم،اپنے طور طریقوں کے لحاظ سے پُروقار ـــــ یہ تھیں حضرت بہاءاللہ کے امر مبارک کی عظیم پیشکش میں ہمارے محبوب کی نمایاں خصوصیات۔"" (24)**

۱۔ اگر آپ حضرت عبدالبہاء کی پیروی کرنے کی کوشش کریں گے تو تبلیغ میں آپ کونسا طریقہ اپنانے کی کوشش کریں گے؟_______________

۲۔ جب کسی شخص سے پہلے پہل آپ کی ملاقات ہوگی تو آپ کیسے ہونے کی کوشش کریں گے؟_______________________

۳۔ لوگوں میں امر اللہ کے بارے میں بات کرنے کے لئے استعمال ہونے والے آپ کے الفاظ کیا ظاہر کریں گے؟_

____

۴۔ امراللہ کے حقائق کو لوگوں کے سامنے آپ کیسے بیان کریں گے؟______________________________

____

۵۔ آپ کیسے ہونے کی کوشش کریں گے؟

- اپنی گزارشات میں؟______________________________

- اپنے دلائل میں؟______________________________

- اپنے لہجے میں؟______________________________

- اپنے یقین کامل میں؟______________________________

- اپنے طور طریقے میں؟______________________________

اب آپ درج بالا اقتباس کو زبانی یاد کرلیں۔

حصہ 16

ہم نے اس یونٹ کا آغاز خود کو یہ یاددہانی کروا کر کیا تھا کہ ''ہونا'' اور ''کرنا'' کسی روحانی زندگی کے ایسے پہلو ہیں جو ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں اور جنہیں ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے بعد کے چند حصوں میں ہم نے بعض ایسی روحانی خصوصیات کو معلوم کرنے پر توجہ مرکوز کی تھی جن کو ترقی دینے کی کوشش کرنا مسلسل اور باقاعدہ تبلیغی سرگرمی میں شرکت کے ساتھ ساتھ بہت ضروری ہے۔ عاجزی وانکساری پر ہماری گفتگو نے اس بات پر غور کرنے کی طرف ہماری رہنمائی کی تھی کہ سیکھنے کے بارے میں ہمارا رویہ کیسا ہونا چاہیئے جو کہ امراللہ کی تبلیغ کرتے وقت بہت ضروری ہے۔ ہم نے اس بارے میں بھی کچھ بصیرت حاصل کی کہ دوسرے رویے کس طرح ہمارے تبلیغ کے طریقے کو متاثر کرسکتے ہیں۔ آئیں اب ہم ایک قدم آگے بڑھتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ جن لوگوں کو ہم تبلیغ کررہے ہیں ان کے ساتھ ہمارے تعلق کی نوعیت کیا ہے؟ یہ تعلق کس طرح کا ہونا چاہیے؟ آثار مقدسہ ہمیں اس بارے میں کیا بتاتے ہیں؟

اس سلسلے میں شاید جو تصور سب سے پہلے ذہن میں آتا ہے وہ ہے دوستی۔ یہ بالکل واضح ہے کہ ذاتی تبلیغی منصوبے کے ضمن میں لوگوں کے ساتھ دوستی کے بندھن قائم کرنے کی صلاحیت لازمی ہے۔ یہی قابلیت اجتماعی مہموں میں ہماری شرکت کے لیے بھی اہم ہے یعنی مثال کے طور پر، جب ہم جوانوں کی خدمت کی صلاحیت کو بڑھانے کے ایک ذریعہ کے طور پر انہیں انسٹی ٹیوٹ کورسز کے مطالعہ کی دعوت دیتے ہیں، جب ہم بچوں کی روحانی تعلیم کے لئے نئی کلاسیں اور نوجوانوں کی روحانی بااختیاری کے لئے گروپ تشکیل دے رہے ہوں، جب ہم اپنے محلوں اور گاؤں میں نئے تصدیق شدہ لوگوں کے ساتھ مختلف موضوعات کی کھوج لگانے کے لئے ان کے گھروں میں ملاقات کے لئے جاتے ہیں اور جب ہم حضرت بہاءاللہ کے پیغام کے لئے مستعد آبادیوں میں براہ راست تبلیغی کاوشوں میں مصروف ہوتے ہیں۔ ان تمام حالات میں پرمحبت بندھن قائم کرنے کی ہماری قابلیت تعین کرتی ہے کہ ہم جن لوگوں سے ملتے ہیں ان تک کیسے پہنچتے ہیں، ہم ان سے کس طرح گفتگو کرتے ہیں اور آیا ہم ان کے دلوں کو چھونے کے قابل ہوتے ہیں۔

ہمیں خود سے ایک سوال پوچھنا چاہیئے کہ ہم اس ضروری خوبی کو کس طرح پیدا کریں۔ یقیناً ہمارے مزاج الگ الگ ہیں۔ خواہ ایسا پرورش کی وجہ

سے ہو یا فطری میلان کی وجہ سے ہم میں سے بعض کے لئے دوست بنانا آسان ہوتا ہے۔ بعض بڑی مہارت سے کسی بھی اجنبی کے ساتھ گفتگو شروع کر سکتے ہیں۔ جب کہ دوسرے شرمیلے ہوتے ہیں اوراس میں زیادہ مشکل محسوس کرتے ہیں۔ اس کے باوجود کہ ہمارا اخلاق کیسا ہے ہمیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ شعوری کوشش کر کے ہم دوستانہ جذبے کے ساتھ لوگوں سے میل جول رکھنا سیکھ سکتے ہیں۔ اس موضوع پر آثار مقدسہ میں بہت زیادہ اور انمول ہدایات موجود ہیں۔ یہاں ان میں سے محض چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں۔ جن فقروں کو حوالہ کی نشاندہی کے اندر رکھا گیا ہے وہ براہ راست آثار مبارکہ سے ہیں۔ تجویز کی جارہی ہے کہ آپ ان خیالات کو کئی بار پڑھیں اور اپنے گروپ کے دوسرے ارکان کے ساتھ ان پر مشورت کریں۔

ہم سے کہا گیا ہے کہ ہم ''اجنبیت کے پردے'' پھاڑ دیں اور ''سب کو دوست جانیں۔'' ہم سے توقع کی جاتی ہے کہ ہم ''ہر قوم کے ساتھ ہم آہنگی سے رہیں۔'' ہمیں اپنی نظریں ''قدیم جلال کے آسمان'' کی طرف موڑنی چاہئیں اور خدا کی مخلوقات میں سے ہر ایک کو ''اپنے رب کی ایک نشانی'' سمجھیں، کیونکہ اس کے فضل اور طاقت سے "ہر ایک اس دنیا میں وارد ہوا ہے۔"

ہمیں کہا گیا ہے کہ ہم ''لامحدود مہربانی اور پیار'' سے ''یار و اغیار سب کے ساتھ معاشرت و ہمدردی کریں۔'' اور دوسروں کے ''وصف و قابلیت پر بالکل نظر نہ کریں، کبھی بھی یہ سوال نہ پوچھیں کہ آیا وہ "محبت کا حق رکھتے ہیں یا نہیں۔"

اگر کوئی ہمیں ''لعن طعن کرے اور تمسخر اڑائے'' تو ہمیں ''اس کے ساتھ محبت سے پیش'' آنا چاہیے۔ اگر کوئی ہم پر "الزام" کا ڈھیر لگادے تو ہمیں اس کی ''تعریف'' کرنی چاہیئے۔ اگر وہ ہمیں ''زہر قاتل'' دے تو ہمیں اسے ''بدلے میں بہترین شہد'' پیش کرنا چاہیئے۔ اگر وہ ہمیں جان سے مار دینے کی ''دھمکی'' دے تو ہمیں'' ایسا علاج جو اُسے دائمی شفا دے'' بخشنا چاہیئے۔ اگر وہ "خود درد" بن جائے ہمیں اس کی ''دوا'' بننا چاہیے۔ اگر وہ ''کانٹوں کی طرح'' ہو جائے تو ہمیں ''گلاب اور سُنبل'' بن جانا چاہیئے۔

ہم پر زور دیا گیا ہے کہ ہم بھرپور کوشش کریں کہ ''دنیا کی سب قومیں اور لوگ حتی کہ دشمن'' ہم پر ''بھروسہ، اعتماد اور امید'' کریں۔ اگر کوئی شخص ''ایک سو ہزار بار کسی غلطی کا مرتکب ہو'' تو بھی اسے ''معافی کی امید'' کرنے کے قابل ہونا چاہیے، تا کہ وہ ''مایوس، غمگین اور دل شکستہ'' نہ ہو۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم ''مضبوطی کے ساتھ ایک دوسرے کا سہارا بنیں اور ہمیشہ کی زندگی کی خواہش کریں'' اور خدا کی ''فرستادہ رحمتیں اور عنایات بنیں''۔

ہمیں کہا گیا ہے کہ ہم سب کے ساتھ ''مہربانی اور دوستی، ہمدردی اور خوش اخلاقی'' سے پیش آئیں، ''تا کہ ہم ہر پیاسے کے لئے آب حیات'' اور ''ہر بھوکے کے لئے مائدہ آسمانی'' کی طرح بن سکیں۔ ہمیں ''ایسی محبت ظاہر کرنی چاہیے جو رحمانی ہو''۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم ''الفت و اتحاد کو فرحت بخش بہشت کی طرح'' خیال کریں، اور ''برہمی اور جارحیت کو نار جہنم کی اذیت'' شمار کریں۔

ہمیں احتیاط برتنی چاہیئے کہ ''کسی فرد کو نقصان یا کسی دل کو غمزدہ'' نہ کریں۔ ہمیں ''دوسروں کے احساسات مجروح'' نہیں کرنے چاہئیں، خواہ وہ ''غلط کار'' ہی کیوں نہ ہو اور ہمارے لیے ''بُرا'' چاہتا ہو۔ ہمیں تاکید کی گئی ہے کہ ہم ''مخلوق پر'' نظر نہ کریں، بلکہ ''ان کے خالق'' کی جانب متوجہ ہوں۔

ہمیں دعوت دی گئی ہے کہ ہم ''عمومی فلاح و بہبود'' کے لئے خود کو ''قربان'' کر دیں اور'' عالم انسانی کی تقدیر کی بحالی'' کے لیے'' دن رات سعی'' کریں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم خدا کی مخلوق کے گرائے ہوئے ''آنسوؤں پر'' روئیں اور اس کے بچوں کے "غم" پر نوحہ کریں۔ ہمیں اپنے "آرام وسکون" کو" ترک" کر دینا چاہیے، تا کہ ہم "عالم خلق کے امن وسکون کا سبب" بن سکیں۔

ہمیں کہا گیا ہے کہ ہم ''یتیموں کے لئے شفیق باپ اور بے سہاروں کے لئے پناہ اور غریبوں کے لئے دولت، اور بیماروں کے لئے شفا'' ہو جائیں۔ ہمیں ''ہر مظلوم کا مددگار، محروموں کے لئے سرپرست'' بننا ہے۔ ہمیں ''ہر وقت نسل انسانی کے ہر رکن کی کسی نہ کسی طرح خدمت کرنے کے بارے میں'' سوچنا چاہیئے۔

ہمیں چاہیے کہ ''جس قدر ممکن'' ہو ''لوگوں کے دلوں اور ذہنوں کو پاک وصاف'' کریں اور ''ہر روح کو مسرور کرنے کی'' کوشش کریں۔ ''ہر شخص جس کی راہ سے'' ہمارا گزر ہو ''اس کے ساتھ ہمیں کوئی اچھائی'' کرنی چاہیئے اور اس کے لئے ''فائدہ رساں'' ہونا چاہیئے۔ ہمیں چاہیئے کہ ''ہر ایک کی چال چلن کو بہتر بنانے اور لوگوں کے ذہنوں کی تشریحِ نو'' کرنے کوشش کریں۔ ہمارا کام لوگوں کو خدا کی طرف ''بلانا'' ہے اور نوع بشر کو ''دعوت'' دینا ہے کہ وہ ''ملاء اعلیٰ کی مثال کی پیروی کریں۔''

ہمیں کہا گیا ہے کہ ہم "انہیں قریبی دوستوں کے دائرے میں لائیں جو دھتکارے گئے ہیں۔'' ہمیں چاہیے کہ ''سوئے ہوؤں کو جگائیں'' اور ''غافل کو ہوشیار کریں''۔ ''دنیا کی تاریکی میں'' ہمیں ''روشن شعلے'' کی مانند ہونا ہے۔ ''تباہی کی ریت پر'' ہمیں ''آب حیات کے چشمے'' اور ''خدائے بزرگوار کی طرف سے رہنمائی'' بننا ہے۔

اب آپ حضرت عبدالبہاء کے آثار مبارکہ سے درج ذیل اقتباس کو زبانی یاد کرنا چاہیں گے:

''اے عُشاقِ الٰہی! اُس کے امر میں اپنے قدموں کو اس طرح سے مضبوط جماؤ کہ دنیا میں خوفناک ترین آفات بھی آئیں تو تمہارے ارادے میں کمزوری نہ آسکے۔ تم کسی چیز سے اور کسی حالت میں مت گھبرانا۔ تم بلند پہاڑ کی طرح مضبوطی سے جمے رہنا۔ زندگی کے افق پر ابھرنے والے ستاروں کی طرح رہنا، بزم اتحاد میں روشن چراغوں کی طرح ہو جاؤ، دوستوں کی موجودگی میں منکسر اور عاجز نفوس بنو، دل سے معصوم رہنا۔ تم ہدایت کی نشانیاں اور خدا ترسی کی روشنیاں بنو، دنیا سے لاتعلق، یقین اور مضبوط سہارے سے چمٹے ہوئے، روح حیات کو پھیلاتے رہو اور کشتیٔ نجات پر سواری کرو۔ تم سخاوت کی فجر بنو، وجود کے رازوں کے افق ہو جاؤ، الہام کی روشنی کے پھوٹنے کی جگہ بنو، جلال کے ابھرنے کے مقامات بنو، روح القدس کے ذریعہ قائم نفوس بن کر رہو، خدا کے گرویدہ رہو، اس کے علاوہ سب سے لاتعلق بنو، نوع بشر کی صفات سے مقدس بنو، آسمانی فرشتوں کی صفات سے آراستہ ہو، تاکہ تم اس نئے دور اور اس شاندار زمانے میں اپنے لئے اعلیٰ نعمتوں کو حاصل کر سکو۔''(25)

حصہ 17

جب ہم لوگوں کے ساتھ دوستی کے جذبہ کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اور اپنی ان کوششوں کے ذریعہ کہ تعلیماتِ مبارکہ کے مطابق زندگی بسر کریں تو ہم دوسروں کو امر اللہ کی جانب متوجہ کرتے ہیں۔ یقیناً ہم سے یہ توقع نہیں کی جاتی کہ ہم کامل ہوں اور نہ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کوتاہیوں سے پاک ہیں۔ تاہم جس حد تک ہم تعلیماتِ مبارکہ میں دی گئی خصوصیات کی عکاسی کرتے ہیں اسی حد تک ملکوتی نفحات کو منتشر کرنے کے مؤثر ذرائع بن جاتے ہیں۔ جب ہم مثال کے ذریعہ تبلیغ کرنے کی بات کرتے ہیں تو اس سے ہماری مراد یہی ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں محتاط رہنا چاہیئے کہ کہیں یہ فقرہ یعنی ''مثال کے ذریعہ تبلیغ کرنا'' ہمارے لئے تبلیغ نہ کرنے کا بہانہ نہ بن جائے۔ یہ سچ ہے کہ ہمیں اپنی باطنی حالت پر، اپنے اخلاق پر، اپنے اعمال پر، اور چال چلن کی درستگی پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہیئے

۔لیکن لازم ہے کہ اس سے یہ بات ہماری نظر سے اوجھل نہ ہو جائے کہ انسانی دلوں کے شہروں کو ہم نے اپنے بیان کی کنجی سے کھولنا ہے ۔اس نکتہ کو اور واضح کرنے کی خاطر آیئے ہم آثارِ مبارکہ سے لیے گئے اقتباسات کے دو سیٹوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور انہیں مل کر سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پہلے درج ذیل اقتباسات کو پڑھیں:

'تم میں سے جو کوئی اپنے ربّ کے امر کی تبلیغ کے لئے قیام کرے اسے چاہیئے کہ سب سے پہلے خود اپنے آپ کو تبلیغ کرے تا کہ اس کی تقریر ان لوگوں کے دلوں کو مجذب کر سکے جو اسے سنیں۔ جب تک وہ خود اپنے آپ کو تبلیغ نہیں کرے گا اس کے منہ کے الفاظ متلاشی کے دل پر کوئی اثر نہ کریں گے۔"(26)

"ایک اور صرف ایک چیز یقینی طور پر اور تنہا اس امر مقدس کی یقینی فتح کا باعث بنے گی، اور وہ یہ ہے کہ ہماری اپنی باطنی زندگی اور ذاتی چال چلن کس حد تک ان ابدی اصولوں کی آب وتاب کے گونا گوں پہلوؤں کو منعکس کرتی ہے جن کا اعلان حضرت بہاء اللہ نے کیا ہے۔"(27)

"آج کے دن جو کوئی بھی ہمارے امر کی نصرت کے لئے قیام کرتا ہے اور ایک قابل ستائش اخلاق اور نیک چال چلن کی افواج کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے، تو اس طرح کے عمل سے پیدا ہونے والے اثرات کو پوری دنیا میں پھیلا دیا جائے گا۔"(28)

"اپنے اعمال کو دنیا میں پکار پکار کر کہنے دو کہ تم واقعی بہائی ہو، کیونکہ یہ اعمال ہی ہیں جو دنیا کے سامنے بولتے ہیں اور نوع بشر کی ترقی کا باعث ہیں۔

" اگر ہم سچے بہائی ہیں تو تقریر کی ضرورت ہی نہیں۔ ہمارے کام دنیا کی مدد کریں گے، تمدن کو پھیلائیں گے، علوم کی ترقی میں مدد کریں گے، اور فنون کی پیشرفت کا باعث بنیں گے۔ مادی دنیا میں کام کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی روحانی ملکوت میں محض الفاظ آدمی کو ترقی دے سکتے ہیں۔ خدا کے منتخب بندوں نے محض زبانی جمع خرچ کے ذریعہ کمال حاصل نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنی سرگرم خدمت اور صابرانہ زندگیوں کے ذریعہ دنیا میں روشنی پھیلائی ہے۔"(29)

اب آپ درج ذیل اقتباسات کا مطالعہ کریں:

"یہ ایسے ہی وقت ہوتے ہیں جب احبائے الٰہی موقع کا استعمال کرتے ہیں، وقت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، اور انعام جیتنے کے لئے لپکتے ہیں۔ اگر ان کا کام صرف اچھے چال چلن اور اچھے مشوروں تک محدود ہو تو کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ لازم ہے کہ وہ بولیں، شواہد کی تشریح کریں، واضح دلائل سامنے رکھیں، شمسِ حقیقت کے ظہور کی سچائی کو ثابت کرتے ہوئے نا قابل تردید اور فیصلہ کن باتیں کہیں۔"(30)

"پس اپنی استعداد پر نظر نہ کرو بلکہ حضرت بہاء اللہ کے لامحدود فضل کی طرف توجہ کرو؛ اُن کا فیض سب چیزوں پر چھایا ہوا ہے اور اُن کا فضل کامل ہے۔"(31)

''ملکوتِ الٰہی کی جانب توجہ کر، روح القدس کی فیوضات کی دعا کر، زبان کھول اور روح کی تائیدات پہنچیں گی۔''[32]

''اے خدا کے پیارو! اپنے بستر پر سوئے مت رہو بلکہ جوں ہی تم اپنے پروردگار کی شناخت کرلو اور اس پر جو چیزیں وارد ہوئی ہیں اس کے بارے میں سنو تو اپنی کمر کس لو اور اس کی مدد کو لپکو۔ اپنی زبان کھولو اور رُکے بغیر اس کے امر کا اعلان عام کرو۔ یہ کام تمہارے لئے ماضی اور مستقبل کے تمام خزانوں سے بہتر ہوگا۔ اگر تم ان لوگوں میں سے ہو جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں۔''[33]

''اگر احباب ہمیشہ اس وقت کا انتظار کرتے رہتے کہ اقدام کرنے سے پہلے وہ اس خاص کام کے کرنے کے لئے پوری طرح اہل ہو جائیں، تو امراللہ کا کام تقریباً ٹھپ پڑا رہ جاتا! لیکن خواہ آدمی اس کے لئے خود کو کتنا ہی نااہل کیوں نہ سمجھتا ہو خدمت کرنے کی بھرپور کوشش کرنے کا عمل بذاتِ خود خدا کی تائیدات منجذب کرتا ہے اور اسے اس قابل بناتا ہے کہ وہ اس کام کو بہتر طور پر انجام دے سکے۔''

''آج کے دن نوع بشر کے لئے پیغام الٰہی کو سننے کی ضرورت بہت زیادہ ہے اور لازم ہے کہ مومنین جہاں بھی اور جس طرح بھی ممکن ہو اس کام میں کود پڑیں۔ اپنی کمزوریوں پر نظر نہ کریں بلکہ ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں کہ عالم انسانی کی ان تاریک ترین گھڑیوں میں ان کے ساتھی انسانوں کو امراللہ کے پیغام کو سننے کی بڑی واضح ضرورت ہے۔''[34]

اگر ہم اقتباسات کے پہلے سیٹ کو تبلیغ کے بارے میں دیگر تمام عبارات سے الگ تھلگ کر دیں، جن کی صرف چند مثالیں دوسرے سیٹ میں دی گئی ہیں، اور صرف ان ہی پر اپنی توجہ مرکوز کر دیں تو نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ ہم انہیں تبلیغ نہ کرنے کا بہانہ بنالیں۔ ہم اس پھندے میں اس وقت گرفتار ہو جاتے ہیں جب ہم غلطی سے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہمارا بنیادی کام خود اپنی باطنی کیفیت کو سدھارنا ہے اور خوب سے خوب تر افراد بننا ہے تاکہ ہم ایک ایسے بلند مقام تک پہنچ جائیں جہاں تبلیغ کرنے کے لئے الفاظ کی ضرورت نہ رہے کیونکہ دوسرے ہماری طرف منجذب ہوں گے اور بذاتِ خود امراللہ کی تحقیق شروع کر دیں گے۔ اس کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ حضرت عبدالبہاء جو ہم میں سے ہر ایک سے زیادہ مثالی اعمال سے بھرپور زندگی بسر کرتے تھے خود اپنے بیانات کی قوت کو استعمال کرتے تھے، جب بھی مناسب موقع ملتا آپ امراللہ کے بارے میں بات کرتے۔

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ پہلے سیٹ کے اقتباسات کا بنیادی تصور یہ نہیں ہے کہ ہمیں امراللہ کی تبلیغ کس طرح کرنی ہے۔ یہ عبارات ہماری باطنی کیفیت کے بارے میں گہرے روحانی حقائق کو ہمارے لئے ظاہر کرتی ہیں۔ یہ ہمیں یاد دہانی کراتی ہیں کہ ایک قابل ستائش کردار اور اچھی چال چلن ہمارے اعمال کو قوت عطا کرتی ہے اور ہمیں خبردار کرتی ہے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں ان کی ہمارے اعمال سے تردید نہیں ہوسکتی۔ مثال کے طور پر اگر کوئی ایمانداری کی تبلیغ کر رہا ہے تو اسے بڑے خلوص سے بھرپور کوشش کرنا ہوگی کہ خود بھی ایماندار رہو۔

عام طور پر یہ عقلمندی نہیں ہے کہ ہم تبلیغ جیسے کسی وسیع اور گہرے موضوع کو لے کر اس کے بارے میں ایک یا دو اقتباسات کی بنیاد پر نتائج اخذ کرنے لگیں۔

ان خیالات کو ذہن میں رکھتے ہوئے آئیں ہم درج بالا عبارات کی طرف واپس جائیں اور جیسے جیسے ہم مناسب الفاظ سے نیچے دیے گئے جملوں کو پر کریں تو ان اقتباسات پر غور وفکر کریں:

۱۔ جوکوئی اپنے رب کے امر کی تبلیغ کے لئے قیام کرے اسے چاہیئے کہ سب سے پہلے ________________

____

____

۲۔ جب تک وہ خود اپنے آپ کو تبلیغ نہیں کرے گا ________________

____

۳۔ ایک اور صرف ایک چیز یقینی طور پر اور تنہا اس امر مقدس کی یقینی فتح کا باعث بنے گی ۔ اور وہ یہ ہے کہ ________________

____

____

۴۔ آج کے دن جو کوئی بھی خدا کے امر کی نصرت کے لئے قیام کرتا ہے اور ایک ________________

________________ کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے، تو اس طرح کے عمل سے پیدا ہونے والے اثرات کو یقیناً ________________

۔ ________________ ۔

۵۔ یہ اعمال ہی ہیں جو ________________ اور ________________ کا باعث ہیں۔

۶۔ اگر ہم سچے بہائی ہیں تو ________________ ۔ ہمارے اعمال کو دنیا میں پکار پکار کر کہنا چاہیئے کہ ________________

____

۷۔ ہمارے کاموں کو ________________ کرنی چاہیے، ________________ چاہیے، ________________

________________ چاہیے، اور ________________ بننا چاہیے۔

۸۔ کام کے بغیر ________________ ہوتا، نہ ہی الفاظ ________________

۹۔ خدا کے منتخب بندوں نے محض زبانی جمع خرچ کے ذریعہ کمال حاصل نہیں کیا بلکہ ________________

____

۱۰۔ اگر ہمارا کام صرف اچھے چال چلن اور اچھے مشوروں تک محدود ہو تو، ________________

ہم پر لازم ہے کہ ________________ ، شواہد کی ________________ کریں، واضح دلائل ________________ ، شمسِ حقیقت کے ظہور کی سچائی کو ثابت کرتے ہوئے ________________

۱۱۔ ہمیں اپنی استعداد پر نظر نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ______________________

۱۲۔ ہمیں ملکوتِ الٰہی کی جانب توجہ کرنی چاہیئے، ______________ زبان کھولنی چاہیئے، اور ________

____

۱۳۔ ہمیں اپنے بستر پر سوئے نہیں رہنا چاہیئے بلکہ __________ چاہیے جوں ہی ہم اپنے پروردگار کی شناخت کرلیں اور اس پر جو چیزیں وارد ہوئی ہیں اس کے بارے میں سنیں تو ______________________

۱۴۔ ہمیں اپنی زبان کھولنی چاہیئے اور ______________________۔ یہ کام ہمارے لئے __________ بہتر ہوگا۔

۱۵۔ اگر ہم ہمیشہ اس وقت کا انتظار کرتے رہیں کہ اقدام کرنے سے پہلے ہم اس خاص کام کے کرنے کے لئے پوری طرح اہل ہوجائیں، تو ______

____

۱۶۔ ہم خواہ اس کے لئے خود کو کتنا ہی نااہل کیوں نہ سمجھتے ہوں خدمت کرنے کی بھرپور کوشش کرنے کا عمل ______________________

____

____

۱۷۔ آج کے دن نوعِ بشر کے لئے پیغامِ الٰہی کو سننے کی ضرورت اتنی زیادہ ہے کہ ہم پر لازم ہے کہ ______________ جہاں بھی اور جس طرح بھی ممکن ہو، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی ______________ بلکہ ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں کہ __________ کی ان تاریک ترین گھڑیوں میں ______________________

____

حصہ 18:

آیئے ہم اس یونٹ کو اُن روحانی خوبیوں اور رویوں پر جنہوں نے تبلیغ کی ہماری کوششوں کو ممتاز کرنا ہے، مغرب میں اپنے اسفار کے دوران حضرت عبدالبہاء کی قائم کردہ مثال کو یاد کرتے ہوئے ختم کرتے ہیں۔ ولی عزیز کی جانب سے لکھی گئی درج ذیل عبارت بیان کرتی ہے کہ حضرت عبدالبہاء کس طرح ان لوگوں کو جن سے آپ کی ملاقات ہوتی تھی اپنے والد محترم کا پیغام پیش کرتے تھے۔ یہ ہمیں اگلے یونٹ کے لئے تیار کرے گی جس میں ہم خود تبلیغ کے عمل کی کھوج لگائیں گے:

''ان سفروں کے دوران حضرت عبدالبہاء نے ایسی قوت وجرأت، بے نظیر ذہانت اور مقصد جس کے حصول کے لئے آپ نے کوشش شروع کی تھی اس کی عظمت کا ایسا زبردست مظاہرہ کیا کہ جن لوگوں کو آپ کی روزانہ حرکات وسکنات کو زیادہ قریب سے دیکھنے کا موقع ملا وہ خود بخود متحیر ہو کر تحسین وآفرین کرنے لگے۔ وہ نظارے اور عجیب چیزیں جو سیاحوں کو عموماً اپنی طرف جذب کر لیتی ہیں حضرت عبدالبہاء نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اگرچہ آپ کے ہمرائیان سفر نے بارہا خواہش کی تھی کہ آپ ان چیزوں کے ملاحظہ کے لئے تشریف لے چلیں؛ آپ کو نہ اپنے آرام کا خیال تھا نہ ہی تندرستی کا اور روزافزوں طور پر آپ اپنی پوری طاقت سے صبح بہت سویرے سے رات کافی دیر تک کام کرتے رہتے تھے۔ اگر کسی شخص نے آپ کی خدمت میں کوئی تحفہ پیش کرنا چاہا یا آپ کے اخراجات سفر کے سلسلہ میں کوئی رقم پیش کی تو آپ نے اس کو کبھی قبول نہیں فرمایا اور ہمیشہ واپس کر دیا۔ بیماروں، غمزدوں اور مظلوموں کی حمایت کا کوئی موقع بھی آپ نے نہیں چھوڑا۔ گری ہوئی قوموں اور طبقوں کی حمایت کے خلاف آپ نے کبھی کسی کی بات نہیں مانی۔ آپ کی سخاوت کا فیض بارش کی طرح غریبوں پر برستا تھا۔ جو وہم پرست اور چوکنے لوگ مذہبی کٹرپن اور فرقہ بندی کے حامی تھے وہ آپ پر حملے کرتے تھے لیکن آپ نے ان کے حملوں کی کبھی وقعت نہ سمجھی۔ آپ نے منبروں اور پلیٹ فارموں پر یہودیوں کے سامنے حضرت عیسیٰ کی رسالت کو، یہودی وعیسائی دونوں کے گرجاؤں میں مذہب اسلام کے منجانب اللہ ہونے کو اور ظہورات الٰہیہ کی سچائی اور مذہب کی ضرورت کو مادہ پرست دہریہ اور بے دین لوگوں کے سامنے بڑی حیرت انگیز صاف گوئی سے بیان فرمایا اور ہر جگہ اور ہر قوم کے سامنے اور ہر موقع پر مختلف الخیال فرقوں اور گروہوں کے عبادت خانوں اور متبرک مقامات میں آپ نے بلا کسی تصنع اور بناوٹ کے حضرت بہاء اللہ کی عظمت کو ثابت فرمایا۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور انگلینڈ دونوں میں آپ دولتمند اور خطاب یافتہ لوگوں کی طرفداری کرنے سے بڑی سختی سے کنارہ کش رہے اور آخری مگر کمتر نہیں یہ بات کہ آپ کی بے اختیارانہ سچی اور محبت آمیز گرم جوشیاں اور ہمدردیاں، دوست ودشمن، مؤمن ومخالف، غریب وامیر، اعلیٰ وادنیٰ سب پر اور ان لوگوں پر جن سے گہری ملاقات تھی، جن سے سرسری طور پر اتفاقیہ جہاز میں، سڑک پر ٹہلتے ہوئے، پارکوں میں، احباب کی محفلوں میں یا علما کے مجمعے میں ملاقات ہو جاتی، غرض یہ کہ سب پر مساوی طور پر مبذول ہوتی تھیں۔ آپ نے، جو ہر بہائی خوبی کا مجسم اور تمام بہائی اخلاق کے ہر معیار کا مجسم تھے زبردست مشغولیت کے پورے تین سالوں تک اس دنیا کے سامنے جو مادیت اور جنگ وجدال کے آثار میں ڈوبی ہوئی تھی اپنے والد محترم کے ظہور کے خداداد اور شفا بخش حقائق کا صور پھونکا۔''[35]

مذکورہ بالا عبارت کو ایک بار اور پڑھنے کے بعد اُن خوبیوں اور رویوں کو ظاہر کرنے والے متعدد جملے تحریر کریں جو حضرت عبدالبہاء کے لوگوں کے ساتھ بات چیت کرنے اور امر اللہ کے بارے میں گفتگو کرنے کے طریقے پر روشنی ڈالتے ہوں۔ مثال کے طور پر'' آپ نے خوش مزاجی، ہمت اور پختہ ارادے کا مظاہرہ کیا۔''

۱۔____

۲۔____

۳۔____

۴۔____

۵۔____

۶۔____

۷۔____

۸۔____

۹۔ ____

۱۰۔____

★★★★★★★★★

حوالہ جات:

1۔ حضرت عبدالبہاء، ٹیبلٹس آف دی ڈیوائن پلان، نمبر 8.13، صفحہ: 54
2۔ حضرت عبدالبہاء، ٹیبلٹس آف دی ڈیوائن پلان، نمبر 10.10، صفحہ: 72
3۔ حضرت ولی عزیز کی جانب سے ایک فرد بہائی کے نام مکتوب 8۔نومبر 1956ء سے
4۔ حضرت ولی عزیز کی جانب سے ایک فرد بہائی کے نام مکتوب 6۔نومبر، 1949ء سے
5۔ حضرت عبدالبہاء، پیرس ٹاکس، نمبر 21.6، صفحہ:76
6۔ حضرت ولی عزیز کی جانب سے ایک فرد بہائی کے نام مکتوب 1۔ستمبر 1933ء سے
7۔ حضرت عبدالبہاء، سیلکشن فرام دی رائیٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 216.1
8۔ حضرت ولی عزیز کی جانب سے ایک د بہائی کے نام مکتوب 30۔جون، 1937ء سے
9۔ حضرت بہاءاللہ،اصلِ کل الخیر، کلماتِ حضرت بہاءاللہ، 10.10
10۔ حضرت عبدالبہاء، سیلکشن فرام دی رائیٹنگز آف عبدالبہاء 213.1،
11۔ حضرت عبدالبہاء، سیلکشن فرام دی رائیٹنگز آف عبدالبہاء 214.2،
12۔ حضرت بہاءاللہ، گلینئگز، V، پیرا 3
13۔ حضرت بہاءاللہ، گلینئگز CXXXII، پیرا 5
14۔ حضرت بہاءاللہ، گلینئگز C، پیرا 1
15۔ حضرت عبدالبہاء، سیلکشن فرام دی رائیٹنگز آف عبدالبہاء، 204.2
16۔ حضرت بہاءاللہ، گلینئگز CXLII، پیرا 5
17۔ حضرت شوقی آفندی، سیلکٹڈ میسیجز (messages) آف شوقی آفندی، بہائی ایڈمنسٹریشن صفحہ:69
18۔ حضرت عبدالبہاء، سیلکشن فرام دی رائیٹنگز آف عبدالبہاء، 217.1
19۔ حضرت عبدالبہاء، سیلکشن فرام دی رائیٹنگز آف عبدالبہاء، 15.3
20۔ حضرت بہاءاللہ، کلماتِ مکنونہ، عربی نمبر 42
21۔ حضرت شوقی آفندی، حضرت ولی عزیز کی جانب سے ایک فرد بہائی کے نام مکتوب 31۔مارچ، 1932ء سے
22۔ بیت العدل اعظم الٰہی کا پیام، مورخہ ۳۰ دسمبر ۲۰۲۱ء بنام کانفرنس ہیتِ مشاورین
23۔ حضرت شوقی آفندی، سیٹاڈل آف فیتھ، شوقی آفندی، صفحہ:26-25
24۔ حضرت شوقی آفندی، پیام مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۲۴ء بنام بہائیان امریکہ
25۔ حضرت عبدالبہاء، سیلکشن فرام دی رائیٹنگز آف عبدالبہاء، 199.6
26۔ حضرت بہاءاللہ، گلینئگز CXXVIII، پیرا 6
27۔ حضرت شوقی آفندی، پیام مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۴ء بنام بہائیان امریکہ
28۔ حضرت بہاءاللہ، گلینئگز CXXXI، پیرا 4
29۔ حضرت عبدالبہاء پیرس ٹاکس، نمبر 26.5&6
30۔ حضرت عبدالبہاء، سیلکشن فرام دی رائیٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 212.1
31۔ ایضاً نمبر 153.3
32۔ ایضاً نمبر 153.4
33۔ حضرت بہاءاللہ، گلینئگز CLIV، پیرا 2
34۔ حضرت ولی عزیز کیجانب سے ایک فرد بہائی کے نام مکتوب 4۔مئی، 1942ء سے
35۔ حضرت ولی عزیز، گاڈ پاسز بائی

تبلیغ کا عمل

مقصد:

مستعدی کو پہچاننے اوراس کی نشوونما کرنے کی صلاحیت کومضبوط کرنا اورامراللہ کی ٹھوس پیشکش کوحالات کے مطابق پیش کرنے کی صلاحیت کوفروغ دیناخواہ وہ ذاتی تبلیغی کوشش کے حصّہ کےطور پرہو یااجتماعی مہم کےتناظر میں

حصہ1

پہلے یونٹ میں تبلیغ کی روحانی نوعیت کے بارے میں غور وفکر کرنے اور دوسرے یونٹ میں مبلغ کی صفات اور رویوں پر بحث کرنے کے بعد، آئیں اب ہم اپنی توجہ خود تبلیغ کے عمل کی طرف کرتے ہیں۔ ہم عام طور پر اس مقدس عمل کو دو سیاق وسباق میں سے کسی ایک میں انجام دیتے ہیں یعنی انفرادی طور پر اپنی ذاتی کوششوں میں اور بنیادی سطح پر اجتماعی کوششوں میں۔ بلا شبہ ہمارے محلوں اور دیہاتوں میں متحرک سماجی تعمیر کی سرگرمیوں میں مصروف دوستوں کے بڑھتے ہوئے مرکزہ کے حصّے کے طور پر، ہم مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے متعدد افراد کے ساتھ رابطے میں آئے ہیں جو کہ ہائی اسکول اور کالج کے طلباء، بچوں کے والدین اور رشتہ دار، اور انسٹی ٹیوٹ کے تعلیمی پروگراموں میں حصّہ لینے والے نوجوان، اساتذہ، کسانوں، گاؤں کے سربراہوں دیگر مقامی رہنماؤں میں سے چند کا ذکر ہے اور ان میں سے کچھ نے امراللہ کے متعلق مزید جاننے میں جو دلچسپی ظاہر کی ہے اُسے دیکھا گیا۔ اسی طرح انسٹی ٹیوٹ پروسس میں ہماری شرکت نے ہم میں نفوس کو حضرت بہاءاللہ کے وحی الہیہ کے سمندر کی طرف رہنمائی کرنے کے لیے درکار صلاحیتوں کو مضبوط کرنے کا کام کیا ہے، خاص طور پر وہ جو ہمیں گہرے تصورات کے بارے میں اپنی تفہیم کا اظہار کرنے اور اہم گفتگو میں روحانی حقیقت کو تلاش کرنے کے قابل بناتی ہیں۔ ان صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز بھی ہے جو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی تبلیغی کاوشوں کو آگے بڑھائیں اور اجتماعی کوششوں میں حصّہ لیں یعنی حضرت بہاءاللہ کے پیغام کی مستعدی کو پہچاننے اور پروان چڑھانے کی صلاحیت۔ ہم آنے والے حصّوں میں اس صلاحیت کی تعمیر کی اہمیت پر غور کریں گے۔ تاہم سب سے پہلے ہم حضرت بہاءاللہ کے مندرجہ ذیل الفاظ پر غور کرتے ہیں جنہیں آپ یاد کرنے کی خواہش کر سکتے ہیں۔

''جب کبھی تمہیں کوئی پیاسا نفس ملے تو اسے حیات ابدی کا جام پلاؤ اور جب تم سننے والے کان پاؤ تو اس کے لئے خداوند مقتدر اور عزیز وحکیم کی آیات تلاوت کرو۔ جب تم لوگوں کو بارگاہ الٰہی کی طرف متوجہ پاؤ تو اپنی زبان سے نرم الفاظ میں دعوت حق پیش کرو۔۔۔'' (1)

حصہ2

ایک اہم تصور جو مستعدی کو پہچاننے اور اس کو ترقی دینے کی صلاحیت کو بڑھانا چاہتے ہیں انہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ تبلیغ امراللہ محض ابلاغ سے کافی بڑھ کر ہے۔ امراللہ کا اعلان عمومی ایک انتہائی قابل تعریف اور ضروری عمل ہے جسے افراد، سماج اور اِن کے ادارے رسمیت کے مختلف درجات سے انجام دیتے ہیں۔ اس طرح کی سرگرمی لوگوں کو امراللہ کے عظیم مقاصد اور نظریات سے متعارف کرانے اور امر کے بارے میں مثبت رویوں کو تقویت دینے میں مدد کرتی ہے۔ تبلیغ کرنے میں ابلاغ کا عنصر شامل ہے لیکن اس کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ حضرت بہاءاللہ کو آج کے دن خدا کے مظہر کے طور پر پہچاننے میں نفوس کی مدد کرنا، آپ کے ظہور کے بارے میں ان کے علم کو گہرا کرنا اور ان کے نئے حاصل کردہ ایمان میں اُن کو مستحکم کرنا۔ بلاشبہ، یہ ممکن ہے کہ ابلاغ کے عمل کے ذریعے کوئی مخصوص مستعد شخص امراللہ سے متاثر ہو جائے اور کچھ تحقیق کرنے کے بعد تصدیق کرنے کا فیصلہ کرلے۔ تاہم، ہمیں کم از کم انسانی تاریخ کے اس مرحلے پر یہ توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ صرف ابلاغ ہی بہت سے لوگوں کے دلوں کو حضرت بہاءاللہ کے لیے کھول دے گا یعنی چاہے کسی منصوبے کو کتنی ہی تفصیل سے ڈیزائن کیا جائے یا کتنی ہی پیشہ ورانہ طریقے سے انجام دیا جائے۔ تبلیغ لوگوں کو معلومات دے کر اور اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دینے کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ اس میں مکالمہ شامل ہے۔ اس کے لیے تسجیلی نفوس اور اُن لوگوں کے درمیان گفتگو کی ضرورت ہوتی ہے جو حضرت بہاءاللہ کے ظہور کی حقانیت کو سننے اور تحقیق کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس نکتہ کو مزید جاننے کے لیے آئیں ایک مثال پر غور کرتے ہیں۔

بیوت تبلیغ امراللہ کی تبلیغ کا ایک مؤثر طریقہ ہے۔ بیوت تبلیغ وہ پُرمحبت اور بے تکلف جلسات ہیں جو کسی کے گھر پر منعقد ہوتے ہیں اور جن میں شرکت

کے لئے ایسے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے جو امر اللہ کے بارے میں سننے میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ ان میں بہترین مواقع فراہم ہوتے ہیں کہ لوگ خیالات کا تبادلہ اور باثمر گفتگو کریں جس سے لوگوں کی حضرت بہاء اللہ کو پہچاننے کی جانب رہنمائی ہوسکتی ہے۔ تاہم اگر احتیاط نہ برتی جائے تو یہی بیت تبلیغ ایک اعلان عمومی کے موقع میں تبدیل ہوسکتا ہے۔

اب ہماری مثال کے مدِ نظر فرض کریں آپ اپنے گھر پر ایک ہفتہ وار بیت تبلیغ منعقد کرتے ہیں۔ آپ ہر جلسے کا آغاز مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے کسی ایک بہائی سے ایک دعا تلاوت کرنے کی گزارش کرتے ہیں۔ اس کے بعد مدعو کیا گیا مقرر امر اللہ سے متعلق موضوع پر تیس یا پینتالیس منٹ کی ایک تقریر کرتا ہے۔ آخر میں، آپ سوال کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور عام طور پر ایک یا دو سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ پذیرائی کی جاتی ہے اور آپ کے مہمان رخصت ہوجاتے ہیں۔ کیا آپ اس بات سے متفق ہوں گے کہ اس قسم کے جلسہ کی اپنی ایک اہمیت ہے جو بڑی حد تک ایک اعلان عمومی کے زمرے میں آتا ہے؟

فرض کریں کچھ عرصے بعد آپ اپنے جلسے کی نوعیت کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں پس ہر بیت تبلیغ میں آپ ایک یا دو فنکار دوستوں کو بھی دعوت دینے لگتے ہیں تاکہ وہ تقریر کے بعد موسیقی پیش کریں، اس امید سے کہ موسیقی کا اضافہ اس جلسہ کے روحانی ماحول کو دوبالا کردے گا۔ کیا آپ کے خیال میں آپ نے بیت تبلیغ کو اعلان عمومی سے تبلیغی نشت میں تبدیل کردیا ہے؟

بعض کون سے ایسے طریقے ہیں جن پر عمل کرکے آپ ایک بیت تبلیغ کو واقعی ایک تبلیغی سرگرمی میں تبدیل کرسکتے ہیں؟

____

____

____

____

____

____

حصہ 3

اب تبلیغ اور اعلانِ عمومی کے درمیان فرق کو ذہن میں رکھتے ہوئے آئیں ہم سوچتے ہیں کہ ہم ایسے مستعد نفوس کی شناخت کیسے کرسکتے ہیں جن کے دل سچائی کی تلاش کررہے ہیں۔ یقیناً، ہمیں مسلسل خدا سے دعا کرتے رہنا ہی ہوگا کہ وہ ہماری رہنمائی ایسے نفوس تک کرے جن کو اُس نے اپنے پیغام کو قبول کرنے کے لئے آمادہ کیا ہے۔ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ جب ہم ان سے ملاقات کریں تو ہم انہیں شناخت بھی کرپائیں۔ یہ کام ہمیشہ اتنا آسان نہیں۔ حتیٰ کہ ایک اجتماعی کوشش میں آپ کسی انتہائی مستعد آبادی میں کام کررہے ہوں تو بھی وہاں ہر ایک فرد امر اللہ کے پیغام کو سننے اور حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوگا؛ اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ اُن مستعد نفوس کو شناخت کریں جو حضرت بہاء اللہ کی پکار سننے کے لیے تیار ہیں۔

ضروری نہیں کہ کوئی مستعد فرد بظاہر امراللہ کے بارے میں متلاشی بھی نظر آئے یا وہ دین میں کوئی خاص دلچسپی بھی رکھتا ہو۔ درحقیقت یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ مستعد ہونا اور مذہبی ہونا ایک نہیں ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آدمی تعلیمات مبارکہ کو سننے کے لئے تیار ہو اور ان کی سچائی کو ایک حد تک کُشادگی کے ساتھ معلوم کرنا چاہتا ہو۔ جوں جوں ہم تبلیغ کرنے میں تجربہ حاصل کرتے جاتے ہیں اور جیسے جیسے ہماری روحانی صلاحیتیں تیز سے تیز تر ہوتی جاتی ہیں اس صورتحال کو محسوس کرنے کی ہماری قابلیت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

اگرچہ اس بارے میں کہ کون سی بات آدمی کو مستعد بناتی ہے کوئی دوٹوک قانون بنانا ممکن نہیں تاہم ہم اس کے چند مددگار عوامل کی شناخت کرسکتے ہیں۔ یہ اکثر لوگوں کو ان کی زندگی کے ایک خاص موقع پر ایک خاص مدت کے لئے مستعد بنا دیتے ہیں۔ یہ افراد اور پوری آبادی دونوں کے بارے میں درست ہے۔ اس موضوع پر اپنے گروپ کے دیگر اراکین کے ساتھ مذاکرہ کریں اور ایسے چند عوامل کو تحریر میں لائیں جو آپ کے خیال میں آدمی کی مستعدی کو متاثر کرسکتے ہیں۔ ایک مثال یہاں درج کی جارہی ہے:

یہ آگاہی کہ دنیا میں بے انصافی پھیل چکی ہے ________________________________

____

____

____

____

____

____

____

____

یہ تجویز کی جارہی ہے کہ اگلے حصہ کی طرف بڑھنے سے قبل آپ حضرت شوقی آفندی کے اِس اقتباس پر غور وفکر کریں۔ یہ موجودہ دور کے سنگین بحران اور امراللہ کے بارے میں لوگوں کی استعداد کے درمیان تعلق کے بارے میں ہے۔

''موجودہ دور کی افراتفری جن مواقع کو پیش کرتی ہے، اپنے اُن تمام دکھوں کے ساتھ جو یہ اُبھارتی ہے، وہ خوف جسے یہ برانگیختہ کرتی ہے، وہ مایوسی جو یہ پیدا کرتی ہے، وہ الجھنیں جو یہ خلق کرتی ہے، وہ طیش جو یہ جگاتی ہے، وہ بغاوتیں جن کو یہ ہوا دیتی ہے، وہ شکایات جو اس سے جنم لیتی ہیں، انتھک تلاش کا وہ جذبہ جو یہ بیدار کرتی ہے، چاہیے کہ اسی طرح انہیں حضرت بہاء اللہ کے امر مبارک کی نجات

کی قوت کے علم کو دور دراز تک پھیلانے کے مقصد اور آپ کے پیروؤں کی ہمیشہ بڑھتی ہوئی فوج میں نئی نفری کی شمولیت کے لیے استعمال کیا جائے۔" (2)

اب ہم بالکل واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ ولی عزیز امراللہ نے کئی دہائیوں پہلے جس عالمی افراتفری کا ذکر کیا تھا وہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ شدت اختیار کر گئی ہے کیونکہ پرانا نظام بکھرتا جا رہا ہے۔ ذیل میں کچھ ایسے حالات ہیں جن کی وجہ سے یہ افراتفری جنم لیتی ہے۔ اپنے گروپ کے ساتھ اپنی تبلیغی کوششوں کے لئے ہر ایک کے مضمرات پر تبادلہ خیال کریں۔

__ وہ دکھ جو یہ ابھارتی ہے

___ وہ خوف جسے یہ برانگیختہ کرتی ہے

___ وہ مایوسی جو یہ پیدا کرتی ہے

___ وہ الجھنیں جو یہ خلق کرتی ہے

___ وہ طیش جو یہ جگاتی ہے

___ وہ بغاوتیں جن کو یہ ہوا دیتی ہے

___ وہ شکایات جو اس سے جنم لیتی ہیں

___ انتھک تلاش کا وہ جذبہ جو یہ بیدار کرتی ہے

حصہ 4

جب ہمیں ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو مستعد ہیں تو ہم ان کے ساتھ مکالمہ شروع کرتے ہیں، کبھی یہ گفتگو نسبتاً مختصر اور کبھی جاری رہتی ہے، مقصد یہ ہے کہ انہیں حضرت بہاءاللہ کے مقام کو سمجھنے اور اسے تسلیم کرنے میں مدد کی جائے۔ لیکن ایسی گفتگو میں کیا مواد ہونا چاہیے؟ ہم جنہیں تبلیغ کرتے ہیں ان سے کیا کہیں گے؟

اس سوال کا کوئی سادہ جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ امراللہ کی تعلیمات اور اصولوں کو اپنے دوستوں اور اپنے سماج کے مختلف گھرانوں میں بانٹنے کے تجربات کی بنا پر آپ پہلے سے جانتے ہیں کہ ایسا کوئی فارمولا نہیں جسے ہم سیکھ لیں اور ہر ایک کے ساتھ ہر موقع پر دہراتے رہیں۔ جن افراد کے ساتھ ہم نے اس طرح کی قریبی گفتگو کی ہے ان میں سے ہر ایک مخصوص روحانیت کے کسی الگ درجہ پر فائز ہوتا ہے جس کے متنوع اغراض اور سوالات ہوتے ہیں۔ جیسے جیسے ہم امراللہ کی تبلیغ کی سعی کرتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم مسلسل اس بات پر غور و فکر کرتے رہیں کہ ہر ایک کے سامنے ہم امراللہ کی حقائق کو کس طرح سے پیش کریں یعنی کیا کہا جائے اور کس ترتیب سے اپنے خیالات کا اظہار کیا جائے۔

انفرادی اختلافات سے آگاہ ہونے کے باوجود ہمیں یہ غلطی نہیں کرنی چاہیئے کہ اس نکتہ پر ضرورت سے زیادہ زور دے کر انسانی وجود میں موجود وحدت کو اپنی نظر سے اوجھل کر دیں۔ لوگ حضرت بہاءاللہ کے پیغام پر جو ردعمل ظاہر کرتے ہیں وہ ایک خاص سانچے میں ڈھلا ہوتا ہے اور یہ سانچہ

خاص کر ایک ہی ثقافت و پس منظر کے لوگوں میں زیادہ ابھر کر سامنے آتا ہے۔ مثال کے طور اگر آپ ایک طالب علم ہیں اور آپ اپنے ہم عمروں میں تبلیغ کرنا شروع کرتے ہیں تو بتدریج آپ کو یہ معلوم ہوجائے گا کہ آپ کے دوستوں میں سے اکثر کے لئے امراللہ کی ایک خاص طرح کی پیشکش موثر ہوتی ہے۔اس کی تفصیلات جو آپ پیش کریں گے وہ ہر موقع پر تبدیل ہو جائیں گی، مختلف سوالات پوچھے جاتے ہیں اور مختلف دلچسپیوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔لیکن بنیادی نمونہ وہی رہے گا۔

جب آپ دوسروں کے سامنے امراللہ کو پیش کرنے کے بارے میں منظم طور پر سوچنا شروع کرتے ہیں تو بہتر یہ ہوگا کہ اس پیغام کو پہنچانے کے دو پہلوؤں پر غور کرلیں۔ پہلا ہے اطلاع۔ سننے والا یقینا امراللہ کے بارے میں کئی حقائق جاننا چاہے گا۔اس کا آغاز کب ہوا؟ بہائی سماج کتنا وسیع ہے؟ یہ کتنا پھیلا ہوا ہے؟ کیا اہلِ بہاء موت کے بعد کی زندگی پر یقین رکھتے ہیں؟ امر بہائی کے بنیادی اصول کیا ہیں؟ آپ کو احساس ہوگا کہ امراللہ کے بارے میں ایسے حقائق کی تعداد انتہائی زیادہ ہے۔کسی بھی فرد کے سامنے کسی خاص موقع پر آپ کیا اطلاع پہنچاتے ہیں آپ کی گفتگو کی نوعیت پر منحصر ہوگا۔لیکن چند حقائق ایسے ہوتے ہیں جن کا جاننا ایک سننے والے کے لئے تحقیق کے ابتدائی مراحل میں ہی ضروری ہوتا ہے اور ان کے بارے میں سوچنا کافی مفید ہے۔ نیچے دی گئی جگہ میں ایسی چند اطلاعات تحریر کریں جنہیں آپ دینا چاہیں گے۔اپنی فہرست مرتب کرتے ہوئے آپ بہت زیادہ قطعی نہ ہوں۔آنے والے حصوں میں دیگر نکات پر ہماری بات چیت کے بعد آپ کو اس فہرست پر نظر ثانی اور ترمیم کرنے کو کہا جائے گا۔

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

اب آپ اپنی فہرست کا کورس میں شامل اپنے ساتھی شرکاء کی فہرست سے موازنہ کریں۔

حصہ 5

گزشتہ حصے میں ہم نے امراللہ کی تبلیغ کے لئے اپنی کوششوں کے دوران لوگوں کے سامنے پیش کئے جانے والے پیغام کے جس پہلو پر گفتگو کی تھی وہ ہے، اطلاع۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ تبلیغ اطلاع فراہم کرنے سے کچھ زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر اس حقیقت پر غور کریں جو بہائیوں کا انتہائی مرکزی عقیدہ ہے کہ حضرت بہاءاللہ اس زمانے کے لئے مظہرظہورالہٰی ہیں۔ اب یہ بیان کہ ''بہائی ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت بہاءاللہ اس زمانے کے لئے مظہر ظہور الہٰی ہیں'' بذات خود ایک اطلاع ہے، یہ ایک ایسی اطلاع ہے جو اس کائنات کی سب سے زیادہ اہم اطلاع تسلیم کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود اس کا محض اعلان ہی کیا زیادہ تر لوگوں کو حضرت بہاءاللہ کے مقام کو پہچاننے میں مدد دینے کے لیے کافی ہے؟

اب اس بات پر غور کریں جو اگرچہ اسی حقیقت سے متعلق ہے لیکن محض ایک اطلاع نہیں یعنی یہ تصور (concept) کہ ''حضرت بہاءاللہ اس دور کے بہاءاللہ اس دور کے مظہرظہورالہٰی ہیں۔'' اطلاع صرف دی یا لی جانے کے لئے ہوتی ہے جبکہ ایک تصور کو جذب کرنے میں تفہیم شامل ہوتی ہے۔ حضرت بہاءاللہ کے نزدیک ''خدا'' اور ''مظہر'' کا کیا مراد ہے اور آپ کے اس دعوے کی نوعیت کیا ہے کہ آپ اس دور کے لئے مظہرظہورالہٰی ہیں؟

ایک اور مثال اس بیان کی ہے کہ ''اہل بہاء حضرت بہاءاللہ کے لائے ہوئے قوانین کی اطاعت کرتے ہیں''۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ بیان پوری طرح سے ایک اطلاع ہے، ایک بہت ہی اہم اطلاع۔ لیکن کسی کو محض اس بات سے مطلع کر دینا کہ بہائی حضرت بہاءاللہ کے لائے ہوئے قوانین کی پابندی کرتے ہیں، کسی کے سامنے اس کی تشریح کرنے کا ایک بہت ہی معمولی سا حصہ ہے کہ ایک بہائی کی حیثیت سے اسے بعض قوانین کی پابندی کرنی ہوگی۔ کیونکہ ایسا کرنے کے لئے ضروری ہوگا کہ اس شخص کی اس بات میں مدد کی جائے کہ وہ کئی اور متعلقہ خیالات کو بھی ایک حد تک سمجھ سکے مثلاً ''قانون'' کے بارے میں حضرت بہاءاللہ نے جو خوبصورت تصور پیش کیا ہے یعنی اپنے قوانین کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے ''میرے بندوں کے درمیان میری عنایت کے چراغ اور میری مخلوق کے لئے رحمت کی کلید ہیں۔''

ایک بار جب آپ اطلاع اور تصور کے درمیان فرق سمجھ جائیں گے تو پھر آپ کو ایسے بہت سے تصورات کی شناخت میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی جن کی سمجھ متلاشی کے لیے حضرت بہاءاللہ کو تسلیم کرنے اور آپ کے پیروؤں کاروں کی صف میں شامل ہونے میں مدد دے گی۔ کوشش کریں اور ایک ایسی فہرست بنائیں۔ اس بار بھی جو بھی تصور آپ کے ذہن میں آتا ہوا سے لکھ لیں اور اپنی فہرست کی طوالت یا اس کی ترتیب کے بارے میں فکرمند نہ ہوں۔ آپ پھر واپس آئیں گے اور بعد میں اس کا جائزہ لیں گے۔

اب آپ اپنی فہرست کا موازنہ اپنے اِس کورس کے ساتھی شرکاء کی فہرست سے کریں۔

حصہ 6

اب جب ہم تصورات اور اطلاع کے درمیان فرق پر غور کر چکے ہیں، آئیں اب ہم اپنی بحث کو اِس بات پر مرکوز کرتے ہیں کہ آپ کسی ایسے شخص کے ساتھ ابتدائی گفتگو میں کیا کہیں گے جو امر اللہ کے بارے میں سیکھنے میں دلچسپی رکھتا ہے لیکن اِس کے بارے میں بہت کم جانتا ہے۔ یاد رکھیں کہ آپ کا مقصد متلاشی کے دل کے شہر کے دروازوں کو حضرت بہاء اللہ کے لئے کھولنا ہے۔ اپنی پیش کش میں آپ سننے والے کے سامنے کچھ اطلاعات پیش کریں گے اور کئی بنیادی تصورات کو سمجھنے میں اس کی مدد کریں گے۔ خیال رہے کہ جو بنیادی تصور آپ واضح کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت بہاء اللہ اس دور کے لئے مظہر ظہور الٰہی ہیں، کیونکہ اپنی اسی سمجھ کی بنیاد پر وہ بہائی سماج میں شمولیت کا فیصلہ کرے گا یا کرے گی۔ اس مرکزی تصور کو ذہن میں رکھتے ہوئے آپ کو کئی اور باتیں بھی کہنی ہوں گی جو سب کی سب اسی تصور کو واضح کرنے کے لئے ہی ہوں گی اور متلاشی کی حضرت بہاء اللہ کے مقام کو تسلیم کرنے کی طرف رہنمائی کریں گی۔

> آپ جن تصورات اور اطلاعات کا انتخاب کریں گے اور جس ترتیب سے انہیں پیش کریں گے اس کا فیصلہ کرتے ہوئے آپ کو بیت العدل اعظم الٰہی کی تحریر کی گئی اس عبارت پر خوب توجہ مبذول کرنی ہوگی:
>
> **''لازم ہے کہ جو لوگ خود کو بہائی ظاہر کر رہے ہیں وہ تعلیمات مبارکہ پر فریفتہ ہوں اور حضرت بہاء اللہ کا پیار ان کا دل لبھا رہا ہو۔ ضروری نہیں ہے کہ مصدقین، امر اللہ کے تمام دلائل، تاریخ، قوانین اور اصولوں کو جانتے ہوں۔ لیکن شمولیت کے عمل کے دوران ضروری ہے کہ ایمان کی چنگاری سے شعلہ ور ہونے کے ساتھ ساتھ وہ بنیادی طور پر امر اللہ کی مرکزی شخصیات کے بارے میں آگاہ ہوں اور یہ جانتے ہوں کہ ایسے قوانین موجود ہیں جن کی انہیں پاسداری کرنی ہوگی اور ایک نظم اداری ہے جس کی انہیں اطاعت کرنی ہوگی۔''(3)**

اب آپ نے پچھلے حصوں میں تصورات اور اطلاعات کی جو فہرستیں مرتب کی تھیں انہیں ملاحظہ کریں۔ بیت العدل اعظم الٰہی کے درج بالا بیان کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ اطلاعات فراہم کرنے والی فہرست سے آپ کن کن نکات کو نکال دیں گے اور مزید اس میں کیا اضافہ کرنا چاہیں گے۔ پھر ایک نئی فہرست تیار کریں جس میں اِن کو ایک ایسی ترتیب سے رکھیں جس ترتیب سے آپ انہیں امر اللہ کو متعارف کراتے ہوئے پیش کریں گے۔ اور ایسا ہی تصورات کی فہرست کے ساتھ بھی کریں:

اطلاعات:

____

____

____

____

____

تصورات:

حصہ 7

کسی کے سامنے پہلی بار امراللہ پیش کرتے ہوئے آپ جن تصورات اور اطلاعات کو شامل کریں گے ان کے بارے میں مزید سوچنے میں آپ کی مدد کے لئے، ہم ایک خیالی صورتحال کا سہارا لیں گے اور جو کچھ کہا جارہا ہے اس کا تجزیہ کریں گے۔

اینا ایک سترہ سالہ جوان ہے جو اپنے خاندان کے ساتھ ایک گاؤں میں رہتی ہے اور نزدیکی شہر کے اسکول میں پڑھتی ہے۔ اینا کی پرورش ایک

کیتھولک کی حیثیت سے ہوئی تھی اور اس نے چار سال پہلے امر بہائی کے بارے میں اپنے بڑے بھائی سے سنا تھا۔ اُس وقت سے وہ انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کا مطالعہ کر رہی ہے اور خدمت کے کاموں کو انجام دے رہی ہے جس میں گاؤں کی ایک نوجوان ماں کی مدد سے وہ گاؤں کے بچوں کے لئے ہفتہ میں ایک بار بہائی بچوں کی کلاس منعقد کرتی ہے۔

امیلیا بھی اینا کے اسکول میں ہی پڑھتی ہے۔ وہ بھی ایک کیتھولک کی حیثیت سے پلی بڑھی ہے۔ اس نے پہلے بھی امر بہائی کے بارے میں سنا ہے لیکن اس کے بارے میں بہت کم جانتی ہے۔ اس کے اپنے عقیدے کا جہاں تک تعلق ہے اسے دین سے کوئی بہت زیادہ سروکار نہیں، بس اس کے دل میں حضرت مسیح کا پیار موجود ہے اور وہ مہربان ہے۔ جب اینا اس سے پوچھتی ہے کہ کیا وہ اس بچوں کی کلاس میں آنا چاہتی ہے جسے وہ پڑھاتی ہے تو امیلیا خوشی سے اس کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے۔ وہ کلاس میں معاونت کرنا اور بچوں کو بہائی تحریروں سے دعاؤں اور اقتباسات کو زبانی یاد کرنے میں مدد کرنا پسند کرتی ہے۔ حضرت بہاءاللہ کے الفاظ اس کے دل کو چھوتے ہیں اور وہ اینا سے کہتی ہے، "کیا آپ مجھے بہائی عقیدے کے بارے میں مزید بتا سکتی ہیں؟"

اِس کے بعد کے حصّوں میں آپ اینا کے ان تعارفی کلمات کو پڑھیں گے جب وہ اپنی سہیلی کو تبلیغ کرنا شروع کرتی ہے۔ آپ اچھی طرح سے اِن کا مطالعہ کریں اور اس کے بعد مشقوں کو بڑی احتیاط سے حل کریں۔ یہ مشقیں اس طرح ترتیب دی گئی ہیں جو آپ کو اس بارے میں چند نتائج تک پہنچنے میں مدد کریں گی کہ آپ مختلف گروپ کے لوگوں کے سامنے امراللہ کس طرح پیش کریں۔ اِن حصوں میں جانے سے قبل ایسے چند لوگوں کے پس منظر یہاں درج کریں جنہیں آپ سب سے زیادہ تبلیغ کرنا چاہیں گے۔

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

حصہ 8

جس طرح اینا نے امیلیا سے امراللہ کے بارے میں اپنی تعارفی پیشکش کا آغاز کیا وہ یہ ہے:

آپ پہلے ہی جانتی ہیں کہ امرِ بہائی ایک عالمی دین ہے جس کی تعلیمات انسانیت کے اتحاد پر مرکوز ہیں۔ بہائی حضرت بہاءاللہ کے پیروکار ہیں، ان

کے عقیدہ کے مطابق آپ موعودِ کُل ادوار ہیں۔ جیسا کہ آپ جانتی ہیں کہ تقریباً تمام لوگوں کی روایات میں ایک ایسے مستقبل کا وعدہ موجود ہے جب اس دھرتی پر امن وسکون قائم ہوجائے گا اور نوع بشر خوشحالی میں زندگی بسر کرے گی۔ ہم مانتے ہیں کہ وہ موعود وقت آگیا ہے اور حضرت بہاء اللہ وہ عظیم شخصیت ہیں جن کی تعلیمات نوع بشر کو ایک نئی دنیا کی تعمیر کرنے کے قابل بنائیں گی۔ حضرت بہاء اللہ اپنی تحریروں میں سے ایک میں فرماتے ہیں:

> **''خدا نے جس چیز کو تمام عالم کی صحت یابی کے لئے تریاقِ اعظم اور سب سے طاقتور سبب قرار دیا ہے وہ اس کے لوگوں کا ایک عالمگیر امر اور ایک مشترکہ دین میں متحد ہونا ہے۔''**[4]

اگر آپ سننا چاہتی ہیں تو میں سب سے پہلے اس بارے میں چند الفاظ کہوں گی کہ امرِ بہائی کی تعلیمات خدا اور اس کے ساتھ ہمارے تعلقات کو کس طرح بیان کرتی ہیں۔ حضرت بہآء اللہ ہمیں تعلیم دیتے ہیں کہ خدا اپنے جوہر کے لحاظ سے ناقابل ادراک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ذہن میں خدا کی جو بھی شبیہ ہے مثال کے طور پر اُسے ایک انسان کے طور پر سوچنا ہمارے اپنے تخیل کا پھل ہے۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ کوئی بھی تخلیق اپنے خالق یا بنانے والے کو نہیں سمجھ سکتی۔ مثلاً ایک میز اُس بڑھئی کی فطرت یا نوعیت کو نہیں جان سکتی جس نے اسے بنایا ہے۔ بڑھئی کا وجود ان چیزوں کے لئے بالکل ہی ناقابل ادراک ہے جنہیں وہ بناتا ہے۔

خدا تمام چیزوں کا خالق ہے۔ حضرت بہاء اللہ ہمیں بتاتے ہیں کہ خدا نے عالمِ انسانی کو اپنے پیار کی وجہ سے پیدا کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

> **''اے فرزندِ انسان! مجھے تیری تخلیق پسند آئی، لہٰذا میں نے تجھے خلق کیا، پس تو مجھ سے محبت کر، تاکہ میں تیرے نام کا ذکر کروں اور تیری روح کو جوہر حیات سے بھر دوں۔''**[5]

پس اگرچہ خدا کا وجود ہماری سمجھ سے بہت ہی دور ہے، اس کا پیار ہمیشہ ہماری حیات اور ہمارے وجود کو چھوتا رہتا ہے۔ اس کا پیار ہم تک اس کے ازلی ابدی میثاق کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ اس ازلی ابدی میثاق کے مطابق خدا ہمیں کبھی بھی اکیلا نہیں چھوڑتا اور بغیر ہدایت کے نہیں رکھتا۔ ہر دور میں جب بھی نوع بشر اس سے دور ہوجاتی ہے اور اس کی تعلیمات کو بھلا بیٹھتی ہے تو ایک مظہر ظہور الہٰی ظاہر ہوتا ہے اور ہمیں خدا کی مرضی اور مقصد سے آگاہ کرتا ہے۔

لفظ ''ظاہر کرنا'' سے مراد کوئی ایسی بات سامنے لانا ہے جو، اب تک معلوم نہیں تھی۔ خدا کے مظاہر ظہور وہ خصوصی ہستیاں ہوتی ہیں جو نوع بشر کے لئے خدا کا کلام اور اس کی مشیت کا اظہار کرتی ہیں؛ اس طرح جب ہم ان کے کہنے پر کان دھرتے ہیں تو اصل میں ہم خدا کی پکار کا جواب دے رہے ہوتے ہیں۔

مادی دنیا سے ایک مثال ہے جو ''مظہر ظہور'' کے اس تصور کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتی ہے جسے حضرت بہاء اللہ نے ہمارے لئے پیش کیا ہے۔ اس دنیا میں سورج حرارت اور روشنی کا منبع ہے، اس کے بغیر اس دھرتی پر کوئی زندگی نہ ہوتی۔ تاہم سورج خود اتر کر زمین پر نہیں آتا اور اگر ہم نے اس کے قریب جانے کی کوشش کی تو ہم پوری طرح بھسم ہوجائیں گے ۔

لیکن فرض کریں کہ ہم ایک شفاف آئینہ لیں اور اسے سورج کے سامنے رکھیں۔ اس میں ہم سورج کا عکس دیکھیں گے، اور یہ آئینہ جس قدر زیادہ شفاف ہوگا سورج کی تصویر اسی قدر زیادہ کامل ہوگی۔ مظہر ظہور الہٰی کامل آئینوں کی طرح ہوتے ہیں جو خدا کی روشنی کو اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ منعکس کرتے ہیں۔ اور یہ سب آئینے ایک ہی روشنی کو منعکس کرتے ہیں۔ خدا چونکہ ہماری پہنچ سے بہت دور ہے، یہ کامل ہستیاں وقتاً فوقتاً ہمارے پاس آتی ہیں اور ہمارے درمیان رہتی ہیں، ہماری رہنمائی کرتی ہیں اور ہمیں توانائی بخشتی ہیں جو ہماری مادی اور روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے۔

آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کو ان تعلیمات کے مطابق پرورش پانے کا موقع ملا ہے جو خدا نے نوع بشر کے لئے کوئی دو ہزار سال پہلے اپنے مظہرظہور حضرت مسیح کے ذریعہ بھیجی تھی جن کا مقام خدا کے بیٹے کا ہے۔ اب آپ خدا کی تعلیمات کو ایک نئے مظہرظہور حضرت بہاءاللہ کے ذریعے حاصل کرسکتی ہیں، بہاءاللہ کا مطلب ہے خدا کا جلال۔ حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات حضرت مسیح کی تعلیمات کے ساتھ اس وقت پوری طرح ہم آہنگ ہیں لیکن وہ ان حالات کے لئے ہیں جن کا نوع بشر آج سامنا کر رہی ہے۔ اگر آپ ایک لمحہ کے لئے نوع بشر کی حالتِ زار پرغور کریں تو مجھے یقین ہے کہ آپ اس بات سے متفق ہوں گی کہ اب وقت آچکا ہے کہ خدا کا ایک اور مظہرظہور ظاہر ہو۔ میں آپ کے لئے حضرت بہاءاللہ کے بیانات مبارکہ میں سے ایک اقتباس تلاوت کرتی ہوں جو آج کے دور کے بارے میں ہے جس میں ہم رہ رہے ہیں۔

''یہ وہ دن ہے جس میں انسان پر خدا کا فضلِ عظیم نازل کیا گیا ہے۔ ایسا دن ہے جس میں تمام مخلوق میں اُس کا فیضِ اکبر سرایت کر گیا ہے۔ تمام دنیا کے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے اختلافات کو مٹا ڈالیں اور کامل اتحاد اور امن کے ساتھ اس کی حفاظت اور شفقت کے درخت کے سائے میں زندگی بسر کریں۔''(6)

آگے جانے سے پہلے میں سمجھتی ہوں کہ یہاں مجھے رُک جانا چاہیئے تا کہ اگر آپ کے پاس کوئی سوالات ہوں تو ہم اس پر بات چیت کرلیں۔ ابھی میں نے جو کچھ شیئر کیا ہے اس کے بارے میں آپ کیا سوچتی ہیں؟

حصہ9

اینا نے اب تک جو کچھ کہا ہے آئیں ہم اس کا تجزیہ کرتے ہیں۔ نیچے دی گئی مشق میں پیش کش کے پانچ پہلوؤں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ ان بیانات پر نشان لگائیں جن سے آپ متفق ہیں۔ ان مشقوں کے لئے طویل مباحثہ کی ضرورت نہیں۔ پہلے آپ ہر بیان کو پڑھیں، اس کا جائزہ لیں، اور فیصلہ کریں کہ آیا آپ اس سے متفق ہیں یا نہیں۔ جو بات یاد رکھنے کے لیے اہم ہے وہ یہ کہ تبلیغ کا کام سیکھنے والے رویہ کے ساتھ کرنا ہوگا۔

ا۔ اینا یہ کہہ کر اپنا بیان شروع کرتی ہے کہ امر بہائی ایک عالمی دین ہے جس کی مرکزی تعلیمات عالمِ انسانی کے اتحاد پر مرکوز ہیں۔ اس کے فوراً بعد وہ حضرت بہاءاللہ کا تعارف موعودِ کُل ادوار کے طور پر کرتی ہے۔

______ حضرت بہاءاللہ کو فوراً موعودِ کل ادوار کے طور پر پیش کرنا تمام مذاہب کے لوگوں کے سامنے امراللہ کو پیش کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے کیونکہ موعود کا تصور اسلام، مسیحیت، ہندومت، بدھ مت، اور دیگر سب ادیان کی روایات میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔

______ آج کے دن اکثر لوگ دین میں دلچسپی ہی نہیں رکھتے، خواہ وہ کسی نہ کسی دین سے تعلق ہی رکھتے ہیں، اس لئے فوراً حضرت بہاءاللہ کی شخصیت کو متعارف نہ ہی کرایا جائے تو بہتر ہے۔ اگر بہائی عقائد پر پہلے بات کرلی جائے، کچھ بہائی اصولوں مثلاً مساوات مرد وزن، تعلیم عمومی اور عالمی امن کو کسی حد تک تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جائے تو زیادہ مؤثر رہے گا۔

______ اگر آپ کسی ایسے فرد کو تبلیغ کر رہے ہوں جسے خدا کے وجود کو تسلیم کرنے میں دشواری پیش آتی ہے تو بھی آپ حضرت بہاءاللہ کی شخصیت کو فوری طور پر متعارف کرواسکتے ہیں۔ تاہم اس صورت میں آپ حضرت بہاءاللہ کا حوالہ عالمگیر معلمین کے طور پر دیں گے جو وقتاً فوقتاً

نوع بشر کے پاس آتے رہتے ہیں۔ بعد میں آپ ''مظہر ظہور الٰہی'' کے تصور کو متعارف کرائیں گے۔

______ اگر حضرت بہاءاللہ کو موعودِ کُل ادوار کے طور پر متعارف کرنے کے بعد اینا امیلیا کے سامنے چند پیش گوئیوں کو یہ ثابت کرنے کے لیے پیش کرتی کہ ان میں سے ہر ایک کو حضرت بہاءاللہ ہی پورا کرنے والے ہیں تو اینا کی پیش کش زیادہ مؤثر ہوتی۔

______ اکثر صورتحال میں حضرت بہاءاللہ کے مقام کی توثیق کے لیے لوگوں کو قائل کرنے میں پیش گوئیوں کا استعمال مشکلات کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ عمل لوگوں میں سوچنے سمجھنے اور غور و فکر کرنے کا جذبہ ابھارنے کی بجائے انہیں بحث و تکرار کرنے پر مائل کرتا ہے۔ اینا نے اچھا کیا کہ اس نے یہ اہم تصور تو پہنچا دیا کہ حضرت بہاءاللہ موعودِ کُل ادوار ہیں لیکن وہ اس کی تفصیل میں نہیں گئی۔

۲۔ حضرت بہاءاللہ کی شخصیت کے بارے میں بات کرنے کے بعد اینا خدا کے تصور اور اس کے ساتھ عالمِ انسانی کے روابط کے بارے میں مختصراً گفتگو کرتی ہے۔ وہ ان خیالات کو جس طرح سے پیش کرتی ہے وہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ وہ یہ کہہ کر بات شروع نہیں کرتی کہ: ''بہائیوں کا عقیدہ ہے کہ۔۔۔'' یا اس سے بھی کم کہ ''میرا عقیدہ ہے کہ۔۔۔'' بلکہ وہ اس بات کو بالکل واضح کرتی ہے کہ وہ حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات سے استفادہ کر رہی ہے تاکہ توجہ کا مرکز آپ کی ہستی ہی رہے۔

______ آج کی دنیا میں امراللہ کے بارے میں اپنی گفتگو کے شروع میں ہی خدا کے بارے میں یا اس کے ساتھ نوع بشر کے تعلق کے بارے میں بات شروع کر دیں تو اس طرح لوگ دور ہو جائیں گے۔ زیادہ تر لوگ روحانی مسائل کی نسبت سماجی مسائل میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ اگر اینا یہ موضوع نہ چھیڑتی تو بہتر ہوتا۔

______ اس خیال کو متعارف کرانا کہ خدا ایک ناقابلِ ادراک جوہر ہے، جیسا کہ بہائی تعلیمات میں بیان کیا جاتا ہے، ہر پس منظر سے تعلق رکھنے والے متلاشیوں اور یہاں تک کہ اُن لوگوں کے لیے بھی بہت فائدہ مند ہے جنہیں خدا پر ایمان لانے میں دشواری ہوتی ہے۔ یہ فوری طور پر امراللہ کو تمام توہمات اور نامعقول اعتقادات سے الگ کر دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی متلاشی کی روح کی اس خواہش کو بیدار کر دیتا ہے کہ وہ اپنے وجود کے منبع کو پہچانے۔

۳۔ اینا محتاط رہی ہے کہ ہر دفعہ جب حضرت بہاءاللہ یا حضرت مسیح کا حوالہ دے تو ''مظہر ظہور'' کی اصطلاح کا استعمال کرے۔ آئینہ کی تمثیل امیلیا کے سامنے اس تصور کی تشریح پیش کرنے میں اس کی مدد دیتی ہے۔

______ لفظ ''مظہر ظہور'' بہت مشکل لفظ ہے۔ اینا کو لفظ ''پیغمبر'' استعمال کرنا چاہیئے جو زیادہ سادہ اور سمجھنے میں آسان ہے۔

______ کیتھولک پس منظر سے تعلق رکھنے والے کسی فرد کے سامنے اگر حضرت مسیح کے لئے لفظ پیغمبر استعمال کریں گے تو وہ اسے آپ کے لئے بے احترامی محسوس کرے گا۔ اور اسی معیار پر اگر اینا نے حضرت بہاءاللہ کے لئے ''پیغمبر'' کی اصطلاح استعمال کی ہوتی تو امیلیا کو یہ تاثر ملتا کہ آپ کا مقام حضرت مسیح سے کمتر ہے۔

______ اگر ہم کسی مسلمان کو تبلیغ کر رہے ہوں تو لفظ ''رسول'' بہتر رہے گا کیونکہ مسلمان حضرت محمد ﷺ کو ''رسول اللہ'' ﷺ کہہ کر پکارتے ہیں مگر ''مظہر ظہورِ الٰہی (خدا کا مظہر)'' کے تصور کی وضاحت بھی کی جانی چاہیے۔

______ اینا نے واضح طور پر حضرت بہاء اللہ کو حضرت مسیح کی دوبارہ آمد کے طور پر پیش نہ کر کے صحیح کیا ہے کیونکہ یہ تصور لوگوں کے ذہنوں میں اس قدر مختلف خیالات اور روایات کے ساتھ گڈ مڈ ہے کہ یہ جاننے کا کوئی طریقہ نہیں کہ امیلیا کے ذہن میں اس بارے میں کیا ہے۔ آئینہ کی تمثیل استعمال کر کے اینا اسی تصور کو پیچیدہ بنائے بغیر پیش کرتی ہے۔

______ اینا نے ''حضرت مسیح کے خدا کا بیٹا'' ہونے کے تصور پر کوئی گفتگو نہ کر کے دانشمندی کی ہے۔ وہ سادہ انداز میں اس کا ذکر کر کے آگے بڑھ جاتی ہے اور پھر کہتی ہے کہ حضرت بہاء اللہ خدا کا جلال ہیں۔ ایسا کر کے اینا ایک خاص سچائی کو تسلیم کرتی ہے لیکن اپنی گفتگو کو اپنی ڈگر سے دور نہیں لے جاتی۔

______ اگر آپ ہندو پس منظر سے تعلق رکھنے والے کسی شخص کو تبلیغ کر رہے ہوں تب بھی آئینے کی مثال کو ''مظہر'' کے تصور کو بیان کرنے کے لیے استعمال کریں گے۔ لیکن حضرت مسیح کا حوالہ دینے کی بجائے آپ بھگوان کرشنا کا ذکر کریں گے ''اے بھارت! جب راست بازی میں زوال آتا ہے تب میں اپنی روح کو بھیجتا ہوں۔ نیکوں کی نجات، شریروں کی تباہی اور سچے مذہب کو مضبوطی سے قائم کرنے کے لیے میں ہر زمانے میں اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہوں''۔

______ خدا کو ایک نا قابل ادراک جوہر کے طور پر متعارف کروا کر اینا تسلیم کرتی ہے کہ خدا کے علم کا دروازہ ہم پر بند ہے۔ پھر بھی خدا اپنی رحمت سے ہمیں اپنے مظاہر بھیجتا ہے جو کامل آئینہ کے طور پر اس کی تمام صفات کی عکاسی کرتے ہیں اور ہم پر اس کا مقصد ظاہر کرتے ہیں۔ ''مظاہر ظہورِ الٰہی'' کے تصور کی یہ وضاحت ہر ایک کے لیے موزوں ہے بشمول اُن لوگوں کے جنہیں خدا پر ایمان لانے میں مشکل کا سامنا ہے، وہ مشکل جو اکثر اس طرح سے پیدا ہوتی ہے جس طرح خدا کو عام طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

۴۔ اینا جب امیلیا سے باتیں کر رہی ہوتی ہے چند مقامات پر حضرت بہاء اللہ کی تحریروں سے براہ راست اقتباس پڑھتی ہے۔

______ اقتباسات کے الفاظ بہت مشکل ہیں۔ اگر اینا اپنی پیش کش میں خاص طور اتنی جلدی اقتباسات کو براہ راست پڑھنے سے احتراز کرتی اور اس تصور کو اپنے الفاظ میں پیش کرتی تو زیادہ بہتر ہوتا۔ اس کے علاوہ اس سے یہ خطرہ بھی ہوتا کہ وہ سننے میں خطیب معلوم ہوتی۔

______ اینا اپنی پیش کش میں بڑے فطری انداز سے اقتباسات کو پروتی ہے جس میں اس نے بڑی حد تک حضرت بہاء اللہ کی ہدایت پر ہی عمل کیا ہے۔ اگر اُس کی دوست امیلیا ان اقتباسات کو پوری طرح نہ سمجھی ہو تو بھی کلمات اس کے دل پر ایک اثر ڈالیں گے۔

۵۔ اینا مشکل تصورات کو بیان کرنے کے لئے دو تمثیلیں بھی استعمال کرتی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے سورج اور آئینے کی تمثیل جو اینا کی اس بات میں مدد کرتی ہے کہ وہ ''مظہر ظہور الٰہی'' کے تصور کو واضح کر سکے۔ دوسری تمثیل بڑھئی اور میز کی ہے اس سے وہ اس تصور کو واضح کرتی ہے کہ خدا انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔

______ اگر آپ لوگوں کے سامنے امر اللہ کی تشریح کرتے ہوئے تمثیلات کا استعمال کرتے ہیں تو لوگ یہ خیال کریں گے کہ آپ انہیں کمتر سمجھ کر بات کر رہے ہیں۔ لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ ان سے بچوں کی طرح سلوک کیا جائے۔

______ تمثیلات کا استعمال جوان اور بوڑھے، ناخواندہ یا رسمی تعالیم یافتہ ہر قسم کے لوگوں کو تبلیغ کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ امراللہ کی تعلیمات میں موجود بعض بہت ہی گہرے حقائق کا تمثیلات کے بغیر سمجھنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

حصہ 10

اگرچہ اینا اپنی سہیلی کو اپنے احساسات کا اظہار کرنے اور سوالات پوچھنے کا موقع دینے کے لیے رکتی ہے، لیکن بات چیت کے اس ابتدائی مرحلے میں امیلیا کم باتیں کرتی ہے۔بس وہ اینا سے کہتی ہے کہ اب تک اس نے جو کچھ سنا ہے اسے وہ پسند کرتی ہے۔خاص کر اسے یہ بات پسند آئی کہ امر بہائی چیزوں کو بڑے واضح استدلال میں پیش کرتا ہے؛ یہ آج لوگوں کو مذہب کے بارے میں الجھن میں ڈالنے والی بہت سی چیزوں کو حل کرتا ہے۔تب اینا بات چیت کے سلسلہ کو جاری رکھنے کا فیصلہ کرتی ہے:

اب میں آپ کے سامنے امرِ بہائی کی مرکزی تعلیم ، وحدتِ عالمِ انسانی سے متعلق کچھ خیالات شیئر کرتی ہوں۔حضرت بہاءاللہ ہم سے فرماتے ہیں کہ ہم سب ایک ہی درخت کے پھل اور ایک ہی شاخ کے پتے ہیں۔ اگرچہ ہم جسمانی لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور اگرچہ ہماری قابلیتیں اور صلاحیتیں الگ الگ ہیں لیکن ہم سب ایک ہی جڑ سے پھوٹے ہیں؛ ہم سب کا تعلق ایک ہی انسانی خاندان سے ہے۔

نوع بشر کو ایک بہت بڑے باغ سے تشبیہ دی جا سکتی ہے جس میں طرح طرح کے مختلف رنگ و خوشبو والے پھول ساتھ ساتھ کھلے ہوئے ہیں۔باغ کی خوبصورتی اور دلکشی اسی رنگا رنگی میں ہے۔ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے اندر موجود تنوع یعنی اپنی جسمانی خصوصیات، اپنے مزاج ، اپنے پس منظر ، اپنے خیالات اور نظریات کو یہ موقع نہ دیں کہ ان کی وجہ سے تنازعات اور جھگڑے پیدا ہوں۔ہمیں چاہیئے کہ ہم نسلِ انسانی کے ارکان کو عالمِ انسانی کے باغ میں اُگنے والے خوبصورت پھولوں کی طرح سمجھیں اور اس باغ سے اپنے تعلق پر مسرور رہیں۔

اگرچہ وحدت نوع بشر ایک ناقابل تردید حقیقت ہے لیکن دنیا کے لوگ اس سے اس قدر دور ہیں کہ انہیں متحد کرنا کوئی آسان کام نہیں۔اگر آپ نے امرِ بہائی میں شمولیت کا فیصلہ کر لیا، اور اگر آپ ایسا کر لیں کہ آپ حضرت بہاءاللہ کو اس دور کے مظہرِ ظہور کی حیثیت سے قبول کر لیں اور آپ کی تعلیمات کو نہ صرف اپنی زندگی میں لاگو کرنے کی کوشش کریں بلکہ متحرک اور متحد سماج کی تعمیر میں ہم سب کے ساتھ مل کر شانہ بشانہ کام کرنے کی کوشش کریں تو مجھے یقیناً بڑی خوشی ہوگی۔ہم سب اپنے خیالات اور اعمال کو وحدت عالمِ انسانی کے اپنے عقیدے کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ہم سے کہا گیا ہے کہ جب ہمارے ذہنوں میں جنگ کا خیال آئے تو ہمیں چاہیے کہ اسکی جگہ فوراً امن کا خیال لے آئیں۔ جب ہمارے دلوں میں نفرت کا احساس ابھرنے لگے تو ہمیں چاہیے کہ فوراً اس کی جگہ محبت کا احساس لے آئیں۔ہمیں اپنے تعصّبات پر قابو پانے کے لئے ہر ممکن کام کرنا چاہیئے۔بہتر دنیا کی تعمیر کی راہ میں آنے والی بڑی رکاوٹوں میں نسل، رنگ، قومیت، ثقافت، دین اور جنس کے تعصّبات ہیں۔ بہائی تحریروں کے بہت سارے حصے ہمیں سکھاتے ہیں کہ ہم اتحاد کی راہوں پر کس طرح چلیں اور دوسروں کی بھی اسی راہ پر چلنے میں کس طرح مدد کریں۔حضرت عبدالبہاء کے خطابات میں سے ایک بہت خوبصورت حصہ ہے جسے میں نے زبانی یاد کر لیا ہے، حضرت عبدالبہاء کے بارے میں میں آپ کو بعد میں بتاؤں گی:

> ''حضرت بہاءاللہ نے اتحاد کا دائرہ کھینچ دیا ہے، آپ نے تمام اقوام کو متحد کرنے اور عالمگیر اتحاد کے خیمے کی پناہ میں ان سب کو جمع کرنے کا خاکہ عطا کیا ہے۔ یہ خدائی فضل کا کام ہے، اور ہم سب کو چاہیئے کہ جان و دل سے سخت کوشش کریں یہاں تک کہ ہمارے درمیان اتحاد حقیقت بن جائے، اور جب ہم کام کریں گے تو ہمیں قوت بخشی جائے گی۔''[7]

نیچے دی گئی مشقوں سے آپ کو مدد ملے گی کہ آپ اینا کی پیش کش کے دو پہلوؤں کا تجزیہ کر سکیں:

ا۔ اس خصوصی صورتحال میں اینا نے پہلے خدا اور اس کے مظہرِ ظہور کے موضوع پر گفتگو کرنا مناسب خیال کیا اور اس کے بعد اتحاد کے اصول پر۔ وہ اس کے برعکس بھی کر سکتی تھی یعنی اتحاد کے اصول سے بات شروع کرتی اور اس کے بعد خدا اور مظہرِ ظہور کا موضوع سامنے لاتی۔ شاید اس نے پہلی ترتیب اس لئے اپنائی کہ وہ امیلیا کو جانتی ہے اور سمجھتی ہے کہ اس کے لئے خیالات کو پیش کرنے کی بہترین ترتیب یہ ہو سکتی ہے۔ کیا آپ کو پہلی یا دوسری ترتیب میں کوئی خاص فائدہ نظر آتا ہے؟ کیا خیالات کو آپ جس ترتیب سے پیش کریں گے کیا وہ اس پر منحصر ہے جسے آپ جسے تبلیغ کر رہے تھے؟ ایسا کیسے؟ کیا آپ چند مثالیں دے سکتے ہیں؟

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

۲۔ اپنی پیش کش کے دوران اینا نے اس امید کا اظہار بھی کیا کہ امیلیا بہائی بن جائے گی اور ایک فرد کے طور پر اپنی پرورش کو فروغ دینے اور متحرک اور متحد سماج سازی کے کام میں تعلیمات سے استفادہ کرنا سیکھے گی۔ درج ذیل بیانات میں سے کس کے ساتھ آپ متفق ہوں گے؟ ان کی نشاندہی کریں۔

_____ کسی کو اس وقت امراللہ میں شمولیت کی دعوت دینا ایک نادانی ہے جب اسے پوری طرح معلوم بھی نہ ہو کہ یہ ہے کیا؟ شاید امیلیا اس حقیقت سے بیزار ہو جائے کہ اس کی سہیلی اسے بہائی بنانا چاہتی ہے۔

_____ اس امید کا اظہار کر کے کہ امیلیا بہائی ہو جائے گی اینا اعتدال کا دامن چھوڑ دیتی ہے اور اُس کا عقیدہ تبدیل کر رہی ہے۔

_____ اس امید کا اظہار کر کے کہ اس کی سہیلی بہائی ہو جائیگی۔ اینا یہ بات شروع ہی میں واضح کر دیتی ہے کہ امیلیا جب بھی بہائی سماج میں شامل ہونا چاہے گی تو اس کا استقبال کیا جائے گا۔ لیکن وہ ایسا اس انداز میں کرتی ہے کہ امیلیا کو ہرگز یہ محسوس نہیں ہوتا کہ اس پر غیر

ضروری دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔

______ اینا کے لیے اس امید کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ امیلیا امر اللہ میں داخل ہو جائے گی۔ اینا کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنی دوست کی سماج کی خدمت میں سرگرمیاں شروع کرنے میں زیادہ سے زیادہ مشغول ہونے میں مدد کرے، کیونکہ یہ واقعی اہم ہے۔

______ اگر ہم چاہتے ہیں کہ لوگ بہائی سماج میں شامل ہوں تو ہمیں ان سے اس وقت تک اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہیئے کہ انھوں نے اس کے بعد کیا کرنا ہے جب تک وہ امر اللہ سے بہت قریب نہ آ جائیں۔ اس لئے بہتر تو یہ ہے کہ جب تک وہ تسجیل نہ ہو جائیں تب تک ہمیں انتظار کرنا چاہیئے۔

______ افسوس کے ساتھ، حقیقت یہ ہے کہ اکثر لوگ اس بات میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں کہ انہیں کیا فائدہ پہنچے گا۔ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ وہ اپنے اردگرد کی دنیا کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں۔ اس لئے امیلیا کو یہ بتانے کی بجائے کہ کیسے وہ متحرک اور متحد سماج سازی کے قیام کی کوششوں میں مدد کرے گی، اینا کو چاہیے کہ اس الفت اور دوستی کے بارے میں بات کرے جو امر اللہ میں داخل ہونے کے بعد کسی کو محسوس ہوتی ہے۔

______ اینا اپنی دوست کو اس بات سے آگاہ کرتے ہوئے کہ اس کے بہائی ہونے کا عملی طور پر کیا مطلب ہوگا درست توازن برقرار رکھتی ہے۔ اس نے یہ بات اس انداز سے کہی ہے کہ یہ ایک چیلنج محسوس ہوتا ہے لیکن حاوی نہیں۔ اینا نے جو اقتباس چُنا ہے وہ بھی بہت مؤثر ہے۔ اس سے امیلیا کو یہ پیغام ملتا ہے کہ اپنے گاؤں کی ترقی اور اتحاد کے کام کے لئے اس کی کوششوں میں اسے قوت بخشی جائے گی۔ جب امیلیا بہائی سماج کی ایک ممبر بن جائے گی جس کی توقع بہت زیادہ ہے، تو وہ ایک غیر فعال مشاہدہ کرنے والی نہیں بلکہ امر اللہ کی ایک سرگرم کارکن ہوگی۔

حصہ 12

اکثر لوگوں کی طرح ہی امیلیا بھی اتحاد کے بارے میں بہائی تعلیمات سے بہت متاثر ہے۔ بہت سی جگہوں میں متحدہ سماجوں کی تعمیر کے لیے بہائیوں کی کوششوں کے بارے میں اس نے جو کچھ سنا ان سے جذبہ پا کر وہ اینا کے ساتھ مختصر لیکن ایک پر جوش گفتگو کرتی ہے کہ کس طرح ہر قسم کے تعصّبات نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس کے بعد اینا اپنی پیشکش کو جاری رکھتی ہے۔

حضرت بہاءاللہ ۱۸۱۷ء میں طہران میں پیدا ہوئے جو ایران کا دارالحکومت ہے۔ اوائل عمر سے ہی آپ میں عظمت کی نشانیاں ظاہر تھیں۔ اگرچہ آپ نے گھر سے کچھ تعلیم حاصل کی، آپ کو اسکول جانے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ خدا نے آپ کو علم لدنی بخشا تھا۔ حضرت بہاءاللہ ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور جب آپ جوان تھے تو آپ کو شاہ ایران کے دربار میں ایک اعلیٰ عہدے کی پیش کش کی گئی تھی لیکن آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ آپ اپنا وقت مظلوموں، بیماروں اور غریبوں کی مدد اور انصاف کا بول بالا کرنے میں گزارنا چاہتے تھے۔

حضرت بہاءاللہ کی زندگی کے دو پہلوؤں کا میں خاص طور پر ذکر کرنا چاہوں گی۔ ایک ان سختیوں کے بارے میں ہے جو آپ کو اس زندگی میں جھیلنی پڑیں۔ دوسرا وہ شاندار اثر ہے جو آپ نے لوگوں کے دل و دماغ پر ڈالا تھا۔ یہ درحقیقت تمام مظاہر ظہور الٰہی کی زندگیوں کو نمایاں کرتے ہیں۔

حضرت بہاءاللہ نے جس لمحہ امر اللہ کو پھیلانے کے لئے قیام کیا تو آپ کے لئے مصائب آغاز ہو گیا۔ آپ زندگی جلاوطنی، قید و بند اور تکالیف سے عبارت تھی۔ آپ کو زنجیریں پہنا کر طہران کی ایک تنگ و تاریک زمین دوز کوٹھری میں قید کیا گیا۔ آپ کو چار بار ایک جگہ سے دوسری جگہ جلاوطن کیا جاتا رہا۔ اس طویل جلاوطنی کے دوران نازل ہونے والی الواح میں سے ایک میں آپ فرماتے ہیں:

''اور اپنی زندگی کے دنوں میں میرے دنوں کو یاد کرتے رہنا۔ پھر میری تکلیف اور جلاوطنی کو جو اس دور کے قید خانے میں ہے یاد رکھنا۔ اور میری محبت میں اس طرح مستقیم رہنا کہ اگرچہ تم دشمنوں کی تلواروں سے مارے جاؤ تو بھی تمہارا دل میری محبت سے نہ ہٹے۔ اگرچہ سب آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والے میری محبت سے تمہیں روکیں۔''(8)

حضرت بہاء اللہ کو آخر کار 'عکا'، سلطنت عثمانیہ کے شہر زندان میں قید کر دیا گیا۔ وہاں آپ پر مصائب اتنے شدید تھے کہ آپ نے 'عکا' کو 'سجنِ اعظم' قرار دیا ہے۔ اپنے پرس میں ہمیشہ میں ایک نوٹ بک رکھتی ہوں جس میں میں نے بہائی تحریروں سے اپنی پسند کے اقتباسات لکھ رکھے ہیں۔ حضرت بہاء اللہ نے خود اپنے مصائب کے بارے میں کیا فرمایا ہے میں آپ کے لئے پڑھتی ہوں:

''جمالِ قِدَم نے خود کو زنجیروں میں بندھوانا قبول کیا تا کہ نوعِ انسانی اپنی قید سے آزاد ہو اور اس انتہائی مضبوط قلعہ کے اندر قید کیا جانا پسند کیا تا کہ ساری دنیا سچی آزادی پالے۔ اس نے غم کا پیالہ تلچھٹ تک پی لیا تا کہ دھرتی کے سب لوگ دائمی خوشی پا سکیں اور مسرت سے سرشار ہوں۔ یہ تمہارے اُس مالک کا فضل ہے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اے توحیدِ الٰہی پر ایمان رکھنے والو! ہم نے اپنے لئے ذلت پسند کی تا کہ تمہارا مرتبہ بلند ہو اور ہم نے بے شمار مصیبتیں جھیلی ہیں تا کہ تم خوشحال ہو اور ترقی کرو۔ وہ جو تمام دنیا کو نئے سرے سے تعمیر کرنے آیا ہے دیکھو کس طرح مشرکوں نے ان کو ویران ترین شہر میں رہنے پر مجبور کر دیا ہے۔''(9)

دو طاقتور درباروں یعنی ایران اور سلطنتِ عثمانیہ کے بادشاہوں کی طرف سے ہر ممکن کوشش کی گئی کہ حضرت بہاء اللہ اور آپ کی تعلیمات کو پھیلنے سے روکا جائے۔ لیکن حقیقت کی روشنی آسانی سے بجھائی نہیں جا سکتی۔ اس آگ کو بجھانے کے لئے جو پانی اس پر ڈالا جاتا ہے وہی تیل میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کے شعلوں کو تیز تر کر دیتا ہے۔ حضرت بہاء اللہ کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو روکنے کے لئے کچھ بھی تو نہ کیا جا سکا۔ حکام انہیں جتنا دور دراز جلاوطن کرتے گئے اتنی ہی بڑی تعداد میں لوگ آپ کی تعلیمات کی طرف مجذب ہوتے اور آپ کی قوت اور شان کو پہچانتے چلے گئے۔ مسلسل ظلم و ستم کے باوجود حضرت بہاء اللہ نے چالیس سال سے زائد عرصے تک کلام الٰہی کا نزول جاری رکھا اور ایسی زبردست روحانی توانائی کا اجراء کیا کہ یہ بالآخر پوری دنیا کو دوبارہ زندہ کرے گی۔

حضرت بہاء اللہ ۱۸۹۲ء میں وفات پا گئے۔ آپ کا روضہ مبارک جسے ہم اس دھرتی پر مقدس ترین مقام سمجھتے ہیں عکا شہر کے قریب ہی ہے۔ یہ روضہء اقدس میں داخل ہونے کا دروازہ اور اس کے اردگرد کے باغات کی چند تصویریں ہیں۔ آپ کو نہیں معلوم کہ میرے دل میں کتنی شدید خواہش ہے کہ ایک روز میں ارض اقدس زیارت پر جا سکوں۔ میں امید کرتی ہوں کہ آپ کو بھی ایک دن یہ موقع نصیب ہوگا۔

حصہ 13

حضرت بہاء اللہ کی حیات مبارکہ کے بارے میں اینا نے جو کچھ بتایا ہے نیچے دی گئی مشقیں اس کو سمجھنے میں مدد دیں گی:

۱۔ حضرت بہاء اللہ کی زندگی کی کہانی بتانے کے لئے اینا نے فیصلہ کیا کہ وہ دو بنیادی تصورات کو واضح کرے گی۔ اس عمل میں وہ آپ کی زندگی کے کئی اور حقائق کو بھی بیان کرتی ہے لیکن یہ واضح ہے کہ اس کا ارادہ نہیں ہے کہ وہ بہت زیادہ اطلاعات فراہم کرے۔ وہ جانتی ہے کہ اگر اس کی امید کے مطابق امیلیا بہائی ہو جاتی ہے تو وہ حضرت بہاء اللہ کی زندگی کی داستان کا زیادہ تفصیل سے مطالعہ کرے گی۔ یہاں اس نے جن دو تصورات

کو واضح کیا ہے وہ کیا ہیں؟

الف۔ ______________

ب۔ ______________

۲۔ آپ کے خیال میں اس نے ان دو تصورات کا انتخاب کیوں کیا؟ ______________

____

____

____

____

۳۔ کیا آپ اس کی اس بات سے متفق ہیں کہ اس مرحلے پر امیلیا کے لئے ان دونوں تصورات کو سمجھنا بہت ضروری ہے؟ اگر نہیں، تو آپ کے پاس دوسری تجاویز ہیں؟ ______________

____

____

____

____

____

____

____

۴۔ اینا حضرت بہاءاللہ کی زندگی کے حالات بیان کرتے ہوئے جو اطلاعات فراہم کرتی ہے ان کی ایک فہرست مرتب کریں؟

____

____

____

____

____

____

____

۵۔ کیا کوئی اور اطلاع بھی ہے جسے آپ اس مرحلے پر سامنے لانا ضروری محسوس کرتے ہیں؟

٦۔ دو بنیادی تصورات اور کچھ ضروری اطلاعات پہنچانے کی کوشش کے علاوہ وہ اپنا واضح طور پر امیلیا کو مخصوص احساسات بتانے کی امید کر رہی ہے۔ یہ کیا ہیں؟ کیا وہ کامیاب ہوتی ہے؟

۷۔ اب جب کہ آپ حضرت بہاء اللہ کی زندگی پر اینا کی پیش کش کے بارے میں سوچ چکے ہیں تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ کسی اور دینی پس منظر رکھنے والے کسی شخص سے گفتگو کر رہے ہوں تو اس میں کچھ ترمیم کی ضرورت پڑے گی؟ اگر ایسا ہے، تو کیا جو تبدیلیوں آپ کریں گے اُن کی کچھ مثالیں دے سکتے ہیں؟____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

حصہ 14

حضرت بہاء اللہ نے اپنے مصائب کے بارے میں جو کلام فرمایا اُسے سُن کر امیلیا کے دل پر بہت اثر پڑا۔ اسے یاد آتا ہے کہ بلاشبہ حضرت مسیح نے نوع بشر کی نجات کے لئے اپنی زندگی نچھاور کردی تھی۔ پس دونوں سہیلیاں کچھ دیر تک مظاہر ظہور کی زندگیوں میں تکالیف اور مصائب کے بارے میں گفتگو کرتی ہیں کہ اگر چہ وہ سب چیزوں پر قادر ہوتے ہیں لیکن وہ راضی خوشی مصائب قبول کرتے ہیں تا کہ ہم حقیقی آزادی حاصل کرسکیں۔ پھر اینا پوچھتی ہے کہ اگر وہ چاہے تو بات کو جاری رکھے اور امر بہائی کی ایک اور مرکزی شخصیت، حضرت باب کا تعارف کروائے۔ پھر اس طرح بات شروع کرتی ہے:

حضرت بہاء اللہ نے جب اپنے مشن کا اعلان کیا اس سے کئی برس پہلے خدا نے اپنا ایک خصوصی فرستادہ بھیجا تھا تا کہ وہ آپ کی آمد کا اعلان کرے۔ اس عظیم ہستی نے جو خود مظہرِ ظہورِ الٰہی تھے ''باب'' کا لقب اختیار کیا جس کا مطلب ہے ''دروازہ''۔ دراصل وہ علمِ الٰہی کے لئے اور انسانی وجود کے ایک نئے زمانے کے لئے دروازہ تھے۔ آپ نے چھ سال تک مسلسل اس بات کا اعلان کیا کہ ایک نئے مظہرِ ظہورِ الٰہی کا ظہور اب بہت قریب ہے اور اُن کی آمد کے لئے راستہ ہموار کیا۔ آپ نے لوگوں کو بتایا کہ وہ ایک نئے دور کے طلوع کے گواہ ہیں، خدا کے یوم موعود کا طلوع۔ آپ نے انہیں دعوت دی کہ اپنے دلوں کو دنیاوی خودنمائیوں سے پاک کریں تا کہ وہ اسے پہچان پائیں ''جسے خدا بہت جلد ظاہر کرنے والا ہے۔''

ہزار ہا لوگوں نے حضرت باب کے پیغام کو قبول کیا اور آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے لگے۔ لیکن حکومت ایران اور وہاں کے طاقتور علمائے دین جو عوام الناس پر حکمران تھے آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کے پیروکاروں پر ظلم وستم کیے گئے اور ان میں سے ایک بہت بڑی تعداد کو مار دیا گیا۔ حکومت کے حکم سے ایک ریجمنٹ کے سپاہیوں نے خود حضرت باب کو ۳۱ برس کی عمر میں کھلے میدان میں لٹکا کر گولیوں کی بوچھاڑ سے شہید کر دیا۔

دیکھیں حضرت باب کے کلمات کس قدر دل پذیر ہیں۔ میں آپ کے لئے اُن کی دو دعائیں تلاوت کرتی ہوں:

’’کیااللہ کے سوا اورکوئی مشکل کُشا ہے؟ کہو سبحان اللہ! وہی ہے اللہ! سب اس کے خادم ہیں اور اس کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں۔‘‘(10)

’’کہدو! سب چیزوں اور تمام اشیا پر اللہ ہی کافی ہے اور آسمانوں میں اور زمین پر کوئی ایسی چیز نہیں جس پر اللہ کافی نہ ہو۔ یقیناً، وہ بذاتِ خود سب کچھ جاننے والا، سب کو قائم رکھنے والا اور قادرِ مطلق ہے۔‘‘(11)

بہت سے بہائیوں کو خاص طور پر ان میں سے پہلی دعا زبانی یاد ہے اور وہ مشکل کے اوقات میں اس دعا کی تلاوت کرتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو یہاں رُک کر اسے زبانی یاد کر سکتی ہیں۔ درحقیقت اس کا یاد کرنا بہت آسان ہے۔

زبانی یاد کرنے کے بعد اینا اپنی بات جاری رکھتی ہے۔

حضرت باب کی شہادت کے فوراً بعد آپ کے جسدِ مبارک کو آپ کے پیرکاروں نے حاصل کرلیا اور امراللہ کے دشمنوں سے چھپا کر اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے رہے۔ آخر کار انہیں ارضِ اقدس میں کوہ کرمل پر منتقل کر دیا گیا۔ یہ دیکھیں حیفا میں کوہ کرمل پر حضرت باب کے روضہ مبارک اور عکا میں دیگر مقدس بہائی مقامات کی چند تصویریں ہیں، عکا جو اس خلیج کی دوسری جانب ہے۔ اب یہ جڑواں شہر امر بہائی کا روحانی اور اداری مرکز ہیں یعنی روحانی مرکز اس لئے کہ یہاں حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کے روضہ ہائے مقدسہ نیز بہت سے دیگر مقدس مقامات بھی ہیں اور اداری مرکز اس لئے کہ یہاں امر بہائی کا اعلیٰ ترین انتظامی ادارہ (بیت العدل اعظم) کوہ کرمل پر واقع ہے۔

حصہ 15

نیچے دی گئی مشقیں آپ کی مدد کریں گی کہ آپ اینا کی پیش کش کے اس حصہ کے بارے میں غور کر سکیں:

ا۔ اینا حضرت باب کی زندگی کے بارے میں بتاتے ہوئے جن تصورات اور اطلاعات کو پیش کرتی ہے ان کی ایک فہرست مرتب کریں:

تصورات:

____

____

____

____

____

____

____

____

____

اطلاعات:

۲۔ حضرت باب کی شخصیت کو اپنی پیش کش کے اس ابتدائی مرحلے میں متعارف کروانا کیوں ضروری ہے جیسا کہ اینا نے یہاں کیا ہے؟

جڑواں مظاہر ظہور کی زندگیوں کو مختصر طور پر بیان کرنے کے بعد اپنا حضرت عبدالبہاء اور حضرت بہاء اللہ کے عہد و میثاق پر بات شروع کرتی ہے:

بہائی کی حیثیت سے ہماری زندگی کا سب سے زیادہ مرکزی خیال یہ ہے کہ ہم نے حضرت بہاء اللہ کے ساتھ ایک عہد و میثاق باندھا ہے۔ جیسا کہ آپ جانتی ہیں کہ دیگر ادیان میں مظہر ظہور کی وفات کے بعد ان کے پیروؤں میں ہزاروں اختلافات پیدا ہوگئے جن کی وجہ سے دین کئی فرقوں میں بٹ گیا۔ نااتفاقی کی وجہ بعض اوقات مخصوص طالع آزما افراد کی طرف سے قیادت کی خواہش تھی۔ لیکن بعض اوقات جب دین کے انتہائی مخلص پیروکاروں کے درمیان بھی مظہر ظہور کی کسی تعلیم کے حقیقی معنوں کے بارے میں کوئی اختلاف رائے پیدا ہوجاتا تو ایسی کوئی مرکزی شخصیت موجود نہیں ہوتی تھی جسے خود مظہر ظہور نے یہ اختیار بخشا ہو کہ وہ ایسے اختلافات کو حل کرے اور اس نے تصادم اور جھگڑے کو جنم دیا۔ ہر تفسیر ایک مختلف فرقہ کی تخلیق کی طرف لے گئی۔

حضرت بہاء اللہ نے اپنے امر مبارک کو اس طرح کی تقسیم سے بچانے کی خاطر اسے ایک بے مثال قوت عطا کی ہے یعنی میثاق کی قوت۔ اپنی وفات سے قبل آپ نے واضح ترین انداز میں، تحریر کر کے یہ بتا دیا کہ آپ کے بعد سب بہائیوں کو آپ کے بڑے بیٹے حضرت عبدالبہاء کی جانب رجوع کرنا چاہیئے۔ انہیں آپ نے اپنے کلام کا واحد مفسر اور اپنے میثاق کا مرکز نامزد کیا۔ آپ کی پرورش خود حضرت بہاء اللہ نے کی اور آپ نے بچپن میں ہی اپنے والد بزرگوار کے مقام کو پہچان لیا تھا اور ان کی تمام آزمائشوں میں ان کے ساتھ ہی رہے تھے۔ آپ نوع بشر کو دیا گیا ایک انتہائی قیمتی تحفہ اور بہائی تعلیمات کے مَثَلِ اعلیٰ تھے۔

حضرت عبدالبہاء نے اس زمین پر ۷۷ برس زندگی گزاری۔ آپ ۱۸۴۴ کی اسی شب کو پیدا ہوئے تھے جس رات حضرت باب نے اپنے مشن کا اظہار فرمایا تھا اور نومبر ۱۹۲۱ء میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کی زندگی مصائب سے بھری ہوئی تھی لیکن جو بھی آپ کے حضور میں حاضر ہوتا آپ اس کے دل کو اعلیٰ ترین خوشی و مسرت سے بھر دیتے تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد بہائی سماج کی ذمہ داری آپ کے شانوں پر آگئی اور آپ نے دن رات محنت کی کہ امر اللہ مشرق و مغرب میں ہر جگہ پھیل جائے۔ آپ نے ہر جگہ افراد اور گروپوں کے لیے ہزاروں الواح تحریر کیں اور اپنے والد بزرگوار کی تعلیمات کی وضاحت فرمائی۔ آپ کی تفسیریں اب بہائی مقدس تحریروں کا لازمی حصہ ہیں۔

حضرت بہآاللہ کے مرکزِ میثاق کی حیثیت سے حضرت عبدالبہاء پر توجہ مرکوز کر کے پوری دنیا کے اہل بہاء بہائی زندگی بسر کرنے اور معاشرے کی کایا پلٹ میں اعانت کرنے کی اپنی جدوجہد میں متحد رہتے ہیں۔ ہم یاد رکھتے ہیں کہ حضرت بہاء اللہ کے ساتھ ہمارے عہد کا ایک حصہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ پیار کریں اور ہم حضرت عبدالبہاء کے وجود میں ایک محبت کا مکمل مظہر مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہم یاد رکھتے ہیں کہ ہمیں انصاف کا بول بالا کرنا ہے، ہمیں سخی ہونا ہے اور ہمیں دوسروں کی خطاؤں کو نظر انداز کرنا ہے، اور حضرت عبدالبہاء کی مثالوں سے ہم انصاف، سخاوت اور معافی سیکھتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت عبدالبہآء پر توجہ مرکوز رکھنے سے ہم حضرت بہاء اللہ کے ساتھ اپنا میثاق یاد رکھتے ہیں کہ ہمیں آپ کے مومنین کے درمیان اتحاد کو کسی صورت میں نہیں بگاڑنا، ایک عالمگیر سماج کی صورت میں متحد ہوکر ہم اس وقت تک سخت محنت کریں گے جب تک وحدت عالم انسانی مضبوطی سے قائم ہوجائے۔

اپنے الواح وصایا میں حضرت عبدالبہاء نے اپنے نواسے، حضرت شوقی آفندی کو ولی امر اللہ مقرر کیا، جو آپ کی وفات کے بعد حضرت بہاء اللہ کے کلام کے بااختیار مفسر بنے۔ حضرت شوقی آفندی نے ۳۶ برس تک اپنے نانا کے کام کو جاری رکھا یعنی مظہر ظہور کے کلام کی وضاحت کرنا اور دنیا کے ہر خطے میں امر اللہ کو مضبوطی سے قائم کرنا۔ حضرت ولی عزیز کی وفات کے ساڑھے پانچ سال بعد دنیا بھر کے بہائیوں نے بیت العدل اعظم الٰہی کا انتخاب کیا جس کا تصور

حضرت بہاءاللہ نے دیا تھااور جس کے بارے میں حضرت عبدالبہاء اور حضرت ولی عزیز نے وضاحتیں فرمائیں تھیں۔ بیت العدل اعظم الٰہی امر بہائی کا اعلیٰ ترین ادارہ ہے جس کی جانب دنیا کے سب بہائی رجوع کرتے ہیں۔

حصہ 17

آپ نے شاید نوٹ کیا ہوگا کہ اینا کی پیشکش کا یہ حصّہ ثقیل ہے کیونکہ وہ چند مختصر جملوں میں بہت ہی گہرے تصورات بیان کرتی ہے۔ درج ذیل مشق اس کے بیان کا اور بھی اچھی طرح تجزیہ کرنے میں آپ کی مدد کرے گی۔

۱۔ اب تک اینا نے بیت العدل اعظم الٰہی کے بیان کو جس کا ذکر حصّہ ۶ میں کیا گیا ہے نظر میں رکھتے ہوئے امیلیا کے سامنے امراللہ کے مبشر حضرت باب اور اس کے بانی حضرت بہاءاللہ کے مقام پر گفتگو کی ہے۔ اب وہ حضرت عبدالبہاء کے مقام کو پہچاننے میں امیلیا کی مدد کرنا چاہتی ہے۔ ایسا کرنے کے لیے اینا حضرت بہاءاللہ کے عہدو میثاق کے تصور کو متعارف کراتی ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ان تصورات کے سمجھنے میں امیلیا کی مدد کرنے کی خاطر اینا چند اور حقائق بیان کرتی ہے۔

نیچے ان حقائق میں سے بعض کی ایک فہرست دی جارہی ہے۔ ان میں سے ہر بیان امیلیا کی اس بات میں مدد کرنے کے لئے ہے کہ وہ ان میں سے کسی نہ کسی تصور کو سمجھ سکے یا پھر دونوں کو سمجھ سکے۔ ایسے بیانات جو آپ سمجھتے ہیں کہ حضرت عبدالبہاء کے مقام کے تصور کو تقویت دیتے ہیں ان کے سامنے ''۱'' لکھیں اور جو حضرت بہاءاللہ کے عہدو میثاق کے تصور کی طرف زیادہ متوجہ کرتے ہیں ان کے سامنے ''۲'' لکھیں۔ اگر آپ کسی بیان کے بارے میں سوچتے ہیں کہ یہ دونوں تصورات کو سمجھنے میں اعانت کرتا ہے تو اس کے سامنے ''۱'' اور ''۲'' لکھیں۔

______ تمام دیگر ادیان اس لئے متعدد فرقوں میں بٹ گئے تھے کہ واضح طور پر بااختیار مفسر ان کے درمیان نہیں تھا۔

______ حضرت عبدالبہاء، حضرت بہاءاللہ کے عہدو میثاق کے مرکز ہیں۔

______ حضرت عبدالبہاء، حضرت بہاءاللہ کے کلام کے مفسّر ہیں۔

______ بیت العدل اعظم کا قیام حضرت بہاءاللہ کا تصور کردہ تھا۔

______ حضرت عبدالبہاء نے اپنی الواح وصایا میں اپنے نواسے کو ولی امراللہ مقرر فرمایا۔

______ حضرت عبدالبہاء نے امراللہ کی تعلیمات کی تشریح و تفسیر کے لئے ہزاروں الواح تحریر فرمائیں۔

______ حضرت بہاءاللہ نے اپنے امر کو قوت میثاق عطا کرکے تفرقہ سے محفوظ کیا۔

______ حضرت عبدالبہاء، حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات کی کامل مثال ہیں۔

______ جو بھی حضرت عبدالبہاء کے حضور پہنچتا، آپ اس کے دل کو خوشی و مسرت سے بھر دیتے۔

______ حضرت بہاء اللہ نے واضح الفاظ میں، تحریری طور پر بیان فرمایا کہ آپ کے صعود کے بعد اہل بہاء حضرت عبدالبہاء کی جانب رجوع کریں۔

______ قیادت کی خواہش دین میں نااتفاقی کی وجہ بن سکتی ہے۔

______ حضرت عبدالبہاء، نے امراللہ کو مشرق و مغرب میں پہنچانے کے لئے دن رات محنت کی۔

______ حضرت ولی عزیز کے صعود کے بعد دنیا بھر کے بہائیوں نے بیت العدل اعظم کا انتخاب کیا۔

______ دین میں بااختیار مفسر کا فقدان تصادم اور جھگڑوں کے لیے دروازے کھول دیتا ہے۔

حصہ 18

حضرت بہاء اللہ کا میثاق اور حضرت عبدالبہاء کا مقام بیان کرتے ہوئے اینا نے محسوس کیا کہ امیلیا کسی حد تک جذباتی ہوگئی ہے۔ وہ تیزی سے اپنے ذہن میں موجود دو انتخابوں پر غور کرتی ہے؛ وہ وقت نکال کر زیادہ گہرائی میں اس موضوع پر بات کرسکتی ہے یا اپنی پیشکش کو جاری رکھ سکتی ہے اور اس بات کو یقینی بنا سکتی ہے کہ جلد ہی ایک اور گفتگو میں وہ میثاق کے موضوع کا دوبارہ مطالعہ کریں گے۔ وہ اپنے دوسرے انتخاب پر فیصلہ لیتی ہے اور اپنی بات کو یوں جاری رکھتی ہے۔ میں نے آپ کے سامنے آخری موضوع پر جو خیالات پیش کیے ہیں ان پر بہت زیادہ سوچنے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ متفق ہوں تو ہم اس موضوع پر کسی اور وقت مزید گہرائی سے بات چیت کریں گے۔ اس بات چیت کے لئے میں حضرت بہاء اللہ کی کتابِ عہد سے نیز حضرت عبدالبہاء کے الواح وصایا سے چند اقتباسات بھی ساتھ لاؤں گی تا کہ ہم انہیں اکٹھا پڑھ سکیں۔ لیکن میں اپنی بات کو آگے بڑھاتی ہوں اور آپ کے سامنے چند اور خیالات پیش کرتی ہوں جو امرِ بہائی کے بارے میں جاننے کے لیے شروع سے ہی اہم ہیں۔

امیلیا اس سے اتفاق کرتی ہے اور مہربانی سے کہتی ہے کہ اسے واقعی یہ تشریح پسند آئی ہے اور اسے حضرت بہاء اللہ کے میثاق کا ایک اندازہ ہوگیا ہے اور اب جلد ہی کسی اور موقع پر وہ اس موضوع کے بارے میں مزید جاننے کی منتظر ہے۔ اینا، خوش اور مطمئن، اپنی بات جاری رکھتی ہے:

ہر دین کا ایک اہم ترین پہلو اس کے قوانین ہیں جو مظہرِ ظہورِ الٰہی نوع بشر کے لئے لاتا ہے تا کہ وہ ان کی درست راستے کی طرف راہنمائی کر سکے۔ ان میں سے بعض قوانین اور احکام ابدی ہوتے ہیں جبکہ دوسرے نوع بشر میں آنے والی ترقی اور ارتقا کے مطابق بدل جاتے ہیں۔ امر مبارک میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہم بہائی قوانین کو صرف قوائد کے ایک مجموعہ یعنی اوامر و نواحی کے ایک سلسلہ کے طور پر نہ دیکھیں۔ حضرت بہاء اللہ ہمیں بتاتے ہیں کہ آپ کے قوانین ''میرے بندوں کے درمیان میری عنایت کے چراغ اور میری مخلوق کے لئے میری رحمت کی کنجیاں ہیں''۔ نہ ہی ان قوانین کو سزا کے خوف سے ماننا چاہیئے کیونکہ آپ نے اپنی مقدس ترین کتاب میں فرمایا ہے: ''میرے جمال کی محبت کی خاطر میرے احکام پر عمل کرو۔''

اگر میں بہائی قوانین کی چند مثالیں پیش کروں تو یہ خیالات اور بھی واضح ہو جائیں گے۔ جسمانی دنیا میں ہم جانتے ہیں کہ انسانوں کو ہر روز کھانا پڑتا ہے۔ یہ انسانی جسم کی ایک ضرورت ہے؛ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو بیمار پڑ جائیں گے اور جلد ہی مر جائیں گے۔ اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ روزانہ کھانا ہمارے جسمانی وجود کا ایک قانون ہے جس کی اطاعت ضروری ہے۔ اسی طرح حضرت بہاء اللہ کے قوانین میں سے ایک یہ ہے کہ ہم ہر روز دعا و مناجات کریں۔ ہمارے جسم کی طرح ہماری روح کو مستقل غذا کی ضرورت ہوتی ہے اور دعا ہماری روحانی نشوونما کے لیے غذا فراہم کرتی ہے۔ حضرت بہاء اللہ، حضرت باب اور

حضرت عبدالبہاء نے بہت ساری خوبصورت دعائیں عطا کی ہیں جنہیں ہم تنہائی میں اور اجتماعات میں تلاوت کر سکتے ہیں۔ کچھ دعائیں فرض ہیں اور دیگر مخصوص دعاؤں کے ساتھ ان میں خاص قوت ہے۔ روزانہ فرض دعاؤں میں سے ایک میں یوں کہا گیا ہے:

''اے میرے پروردگار! میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ تو نے مجھے اس لئے خلق کیا ہے کہ میں تجھے پہچانوں اور تیری عبادت کروں۔ میں اس وقت اپنے عجز اور تیری قوت، اپنے فقر اور تیری غنا کی گواہی دیتا ہوں۔

تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔ تو ہی ہے محافظ اور مہیمن، اے خدا!'' (12)

یہ ایک مختصر اور خوبصورت دعا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے لئے آیات حفظ کرنا بہت آسان ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ محض چند بار دہرانے سے یہ دعا آپ کو یاد ہو جائے گی۔

ایک اور حکم میں حضرت بہاء اللہ غیبت اور بہتان سے منع فرماتے ہیں۔ یہ بہت اہم قانون ہے کیونکہ اگر آپ اس کے بارے میں سوچیں تو غیبت اتحاد کے سب سے بڑے دشمنوں میں ایک ہے۔ اور بدقسمتی سے اکثر نسل انسانی میں یہ ایک مروجہ عادت ہوگئی ہے کہ وہ دوسروں کی غیر موجودگی میں ان کی برائیاں کرتے ہیں۔ ہر ایک دوسروں کی کوتاہیوں کے بارے میں فکر مند نظر آتا ہے اور جیسے جیسے اُن کا بار بار ذکر کیا جاتا رہتا ہے اس طرح وہ بڑی سے بڑی ہوتی جاتی ہیں۔ حضرت عبدالبہاء ہم سے اس کے برعکس کرنے کو کہتے ہیں۔ ہمیں دوسروں کی کوتاہیوں کو نظر انداز کرنا چاہیے اور معافی کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔ ہمیں خدا کی خاطر لوگوں سے پیار کرنا چاہیے۔ حضرت عبدالبہاء ہمیں بتاتے ہیں کہ ہر انسان میں خامیاں ہوتی ہیں اور اگر ہم، خود لوگوں کی طرف دیکھیں گے تو ہم ہمیشہ ناخوش ہوں گے۔ لیکن اگر ہم خدا کی طرف دیکھیں تو ہم اُن سے پیار کریں گے اور اُن کے ساتھ مہربان رہیں گے۔

امیلیا جواینا کے بیان کے اس آخری حصے کو بڑے دلچسپی سے سن رہی تھی اچانک اپنے اسکول میں ہونے والے چند تازہ واقعات کی یاد میں کھو جاتی ہے جس میں غیبت کی وجہ سے کئی لوگ رنجیدہ ہو گئے تھے۔ دونوں سہیلیاں کچھ اور دیر تک اس پر گفتگو کرتیں ہیں کہ کس طرح فضول گپ شپ دوستی کو ختم کر سکتی ہے۔ اینا اپنی نوٹ بک سے درج ذیل اقتباس تلاش کر کے پڑھتی ہے:

''اے رفیق عرشی! بری بات نہ سن اور برا کام نہ دیکھ۔ اپنے آپ کو ذلیل نہ کر اور گریہ و زاری نہ کر۔ کسی کو برا نہ کہہ، تاکہ تو بھی بُرا نہ سنے اور لوگوں کے عیب کو بڑا نہ کر تاکہ تیرے عیب بھی بڑے دکھائی نہ دیں۔ کسی کی ذلت پسند نہ کر، تاکہ تیری ذلت ظاہر نہ ہو جائے۔ پس تو اپنے پاک ضمیر، پاکیزہ قلب، پاکیزہ فکر، اور پاکیزہ طبیعت رکھتے ہوئے اپنی تمام عمر میں جو ایک آن سے بھی کم شمار ہوتی ہے فارغ البال ہو کر رہ۔ تاکہ تو فراغت کے ساتھ اس جسم فانی سے فردوسِ معانی میں جا پہنچے اور عالم بقا میں جائے قرار حاصل کر لے۔'' (13)

پھر وہ اپنا بیان جاری رکھتی ہے:

حضرت بہاء اللہ نے الکوحل اور بلاشبہ دیگر تمام نشہ آور اشیاء کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ آج کی دنیا میں جو سماجی برائیاں ہیں ان میں سے ایک حقیقی برائی شراب نوشی ہے۔ شراب نوشی تشدد کی عام وجوہات میں سے ایک ہے اور یہ صحت مند گھریلو زندگی کو تباہ کر دیتی ہے۔ آپ کو اگر سچ بتاؤں تو آج تک میری سمجھ میں نہیں آیا کہ لوگ کوئی ایسی چیز استعمال کرتے ہی کیوں ہیں جو ان کے ذہن کو ماؤف کر دیتی ہے اور انہیں ٹھیک سے سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں چھوڑتی۔ نشہ انسان کو شرمناک حرکتیں کرواتا ہے جبکہ ہم شریف پیدا کئے گئے ہیں۔ حضرت بہاء اللہ کی تحریروں میں سے شرافت کے بارے میں مجھے ایک

خوبصورت حوالہ یاد ہے:

''اے فرزندِ روح! میں نے تجھے غنی بنایا ہے محتاج کیوں بنتا ہے۔ میں نے تجھے معزز بنایا ہے، خود کو ذلیل کیوں کرتا ہے۔ میں نے تجھے اپنے جوہرِ علم کا مظہر بنایا ہے۔ میرے سوا اوروں سے کیوں علم طلب کرتا ہے؟ میں نے تجھے اپنی محبت کی مٹی سے گوندھا ہے، میرے ماسوا سے کیوں دل لگاتا ہے۔ تو اپنے آپ پر غور کر، تو مجھے اپنے اندر موجود، قادر، مقتدر اور قیوم پائے گا۔'' (14)

حضرت بہاء اللہ کا ایک اور حکم جو میرے دل کی آواز ہے وہ والدین اور معاشرے کے اس فرض سے متعلق ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم و تربیت کریں۔ میری نوٹ بک میں حضرت عبدالبہاء کی تحریروں میں سے ایک مختصر اقتباس موجود ہے جو اس موضوع کی اچھی تشریح کرتا ہے:

''۔۔۔لہٰذا احبائے الٰہی اور اماء الرحمٰن کو چاہیے کہ جان و دل سے نیکی و تکمیل کے مدرسے میں بچوں کو تعلیم و تربیت دیں۔ انہیں اس معاملے میں ذرہ برابر لاپرواہی یا کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔۔۔۔۔۔

''احبائے الٰہی اور اماء الرحمٰن پر پہلا فرض یہ ہے کہ وہ تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لا کر تمام بچوں، لڑکے اور لڑکیوں کی ایک جیسے تربیت کریں۔ لڑکیوں کو بھی لڑکوں کی طرح ہی؛ ان کے درمیان کسی طرح کا بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں کی جہالت قابلِ الزام ہے، اور دونوں صورتوں میں غفلت قابلِ مزمت۔ 'کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے یکساں ہیں؟' '' (15)

یہ حکم اتنا اہم ہے کہ بہائی سماج سارے علاقے کے دیہاتوں میں چھوٹے بچوں کی روحانی تعلیم و تربیت کے لیے کلاسوں کا انعقاد کر رہا ہے۔ بہائی ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے دیا گیا ایک کورس میں کر رہی ہوں تا کہ مجھے ان میں سے ایک کلاس کو پڑھانے کی صلاحیت میں مدد مل سکے جس میں آپ نے اب تک میری کئی بار مدد کی ہے۔ انسٹی ٹیوٹ کے کورس ہر اس شخص کے لیے پیش کیے جاتے ہیں جو انہیں ہمارے سماج کی خدمت کا راستہ دکھاتا ہے اور اگر آپ دلچسپی رکھتی ہیں تو میں آپ کو اُن کے بارے میں کسی وقت بتا سکتی ہوں۔

حصہ 19

اینا نے جو خیالات پیش کیے ہیں اُن کے بارے میں سوچنے میں آپ کی مدد کے لیے، درج ذیل مشقوں کو مکمل کریں۔

ا۔ اپنی پیشکش کے اس حصہ میں اینا بیت العدل اعظم الٰہی کی اس ہدایت کو پورا کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ ہمیں متلاشی کو بتانا چاہیئے کہ بعض ایسے قوانین موجود ہیں جن کی اطاعت ضروری ہے۔ درج ذیل بیانات میں سے کن کے ساتھ آپ متفق ہیں؟

______ اس مرحلے پر بہتر ہوتا کہ اینا قوانین کے موضوع کو بالکل نہ چھیڑتی۔ آج کے معاشرے میں لوگ اپنی ذاتی آزادی کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور ''مذہبی قوانین'' کا خیال انہیں دور لے جائے گا۔

______ اینا کو چاہیئے کہ وہ امیلیا کے سامنے اگر سب ممکن نہ ہو تو بھی اکثر قوانین بیان کر دے مثلاً وراثت، شادی، کفن دفن اور حقوق اللہ۔ ورنہ امیلیا کو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ بہائی ہونے کا مطلب کیا ہے۔

______ امیلیا کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس حقیقت کو سمجھتی ہو کہ امرِ بہائی میں قوانین موجود ہیں، اسے کچھ اندازہ ہو کہ ان قوانین کی نوعیت کیا ہے اور آگاہ ہو کہ ایک بہائی کی حیثیت سے اسے ان کی پابندی کرنی ہوگی۔ اس مرحلے پر اس کے لئے ضروری نہیں کہ اسے تمام قوانین

کے بارے میں علم ہو۔

______ اینا کے مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف ایک ہی قانون کی مثال دینا کافی تھا یعنی دعاومناجات کا قانون۔ اس نے چار قوانین بتا کر اعتدال کا دامن چھوڑ دیا ہے۔

______ اینا نے جس طرح سے دعاومناجات کے قانون کی وضاحت کی ہے وہ بہت مؤثر ہے۔ سب سے پہلے عالم وجود پر لاگو قوانین میں سے ایک قانون کو بیان کر کے اینا بڑے مؤثر انداز میں امیلیا کو ''قوانین'' کی اہمیت سمجھنے میں مدد کرنے کے قابل ہوتی ہے۔ اس طریقے سے وہ قوانین الٰہی کو قوانین کے ایک مجموعہ کے طور پر پیش نہیں کرتی جیسا کہ عموماً کیا جاتا ہے۔

______ متلاشی سے شراب کی ممانعت سے متعلق حضرت بہاءاللہ کے قانون کا ذکر کرنا کوئی اچھا خیال نہیں ہے، خاص طور پر ایک جوان کے ساتھ جو اپنی خودمختاری قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور ظاہر کرتی ہے کہ وہ بالغ ہو رہی ہے۔ یہ فطری بات ہوگی کہ ایک جوان شخص شراب کو آزمانا چاہے اور اسی کے خلاف کسی قانون کا ذکر اسے امراللہ سے دور کر دے گا۔

______ شراب کی ممانعت کے بارے میں قانون کا جس طرح سے اینا ذکر کرتی ہے وہ مناسب ہے۔ کسی کے ذہن کی صراحت پر الکوحل کے اثرات پر بات کر کے وہ اس قانون کی حکمت ظاہر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ انسان کے شریف ہونے کا تصور پیش کر کے وہ اس قانون کو ایک برتر روحانی تناظر میں رکھ دیتی ہے۔

______ اینا سے غلطی یہ ہوگئی ہے کہ اس نے حضرت بہاءاللہ کے قوانین کی اطاعت کے بارے میں زیادہ سختی ظاہر نہیں کی۔ اصل میں اسے تشکیلاتی پابندیوں کا سوال اُٹھانا چاہیے تھا تاکہ امیلیا جان جاتی کہ نافرمانی کے کیا نتائج ہیں۔

______ حضرت بہاءاللہ کے قوانین کی اطاعت کے موضوع پر بہت زیادہ زور نہ دے کر اینا امیلیا کو یہ پیغام دیتی ہے کہ قوانین کی اطاعت عشق الٰہی کی وجہ سے کی جاتی ہے نہ کہ سزا کے خوف سے۔ جب امیلیا بہائی ہوجاتی ہے تو قوانین کی اطاعت کرنا حضرت بہاءاللہ کے لیے اُس کے پیار کا فطری نتیجہ ہوگا۔

______ اگر آپ کسی ایسے فرد کو تبلیغ کر رہے ہوں جس کے ساتھ شراب نوشی کا مسئلہ ہے تو یہ آپ کے لیے ضروری ہوگا کہ آپ الکوحل کی ممانعت کے بارے میں قانون کی وضاحت کریں۔ بلاشبہ اس صورت میں آپ کو اسے یہ بتانا ضروری ہوگا کہ بہائی ہونے کے فوراً بعد شراب نوشی چھوڑنی ہوگی۔

______ اگر آپ کسی ایسے فرد کو تبلیغ کر رہے ہیں جس کے ساتھ شراب نوشی کا مسئلہ ہے تو یہ آپ کے لیے ضروری ہوگا کہ آپ الکوحل کی ممانعت کے بارے میں قانون کی وضاحت کریں۔ تاہم اس کے مسئلے کو سمجھتے ہوئے آپ اس سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ بہائی ہونے کے بعد شراب نوشی جاری رکھ سکتا جب تک کہ کوئی اُسے نہ دیکھے۔

______ اگر آپ کسی ایسے شخص کو تبلیغ کر رہے ہوں جسے شراب پینے کا مسئلہ درپیش ہو تو یہ ضروری ہوگا کہ آپ اس کے لئے دیگر قوانین کے ساتھ شراب کی ممانعت کے بارے میں حضرت بہاءاللہ کے قانون کی وضاحت کریں۔ آپ اس سے یہ بھی کہیں گے کہ ہمیشہ ہر قانون پر عمل

کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا؛ ہم کسی طرح مکمل نہیں ہیں اور بعض اوقات ہم غلطیاں کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم حضرت بہاء اللہ کو تسلیم کرتے ہیں، اور آپ سے دعا کرتے ہیں تو آپ خود ہی ہماری مدد کرتے ہیں کہ ہم اپنی کمزوریوں پر قابو پا سکیں اور ہمیں قوت بخشتے ہیں کہ آپ کے قوانین کی اطاعت کر سکیں۔

۲۔ فرض کریں آپ ایسے کسی شخص کو تبلیغ کر رہے ہیں جسے خدا پر ایمان لانے میں دشواری پیش آ رہی ہے۔ تو کیا پھر بھی آپ اس کے سامنے دعا کے بارے میں قانون کو بیان کریں گے؟ اگر ہاں، تو آپ ایسا کس طرح سے کریں گے؟

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

حصہ 20

اینا کی امیلیا کے ساتھ امر اللہ کے بارے میں پہلی گفتگو اب اپنے آخری مرحلے میں ہے۔ امیلیا نے اینا کے پیش کردہ بہائی تعلیمات میں بڑی دلچسپی دکھائی ہے اور اس سے اس کو حوصلہ ملا ہے کہ وہ مخصوص خیالات کو کچھ تفصیل کے ساتھ بیان کرے۔ اب اسے اپنی تعارفی پیش کش کو اختتامی الفاظ دینا ہے:

مجھے یقین ہے کہ آپ اس بات سے آگاہ ہیں کہ میں آپ کو ایک دین میں شمولیت کی دعوت دے رہی ہوں نہ کہ چند دلکش نظریات کے مجموعہ کو تسلیم کرنے کی۔ حقیقت میں امر بہائی ایک بہت ہی منظم دین ہے جس کے ارکان حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کو اپنی زندگیوں اور معاشرے کی زندگی پر منظم طریقے سے لاگو کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اس کام کو ایک عالمی تہذیب وتمدن کی تعمیر کی حیثیت سے دیکھنا آپ کے لیے مددگار رہوگا۔ بیت العدل اعظم الٰہی ہمیں فرماتے ہیں کہ اس کوشش میں تین شرکاء ہیں اور ہر ایک کا بہت ہی اہم کردار ہے۔

اس کا پہلا شریک فرد ہے۔ اس فرد کا فرض ہے کہ وہ عہد و میثاق پر قائم رہے، ہر روز یہ کوشش کرتا رہے کہ اس کی زندگی حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کے مطابق ہوتی چلی جائے اور وہ نوع بشر کی خدمت کے لیے، ہمیشہ اس بات سے آگاہ رہے کہ زندگی اس موت کے بعد ختم نہیں ہوجاتی اور یہ کہ خدا کے ساتھ

اس کا تعلق ایک ابدی ہے۔ مرنے کے بعد ہماری روحیں ابداًلآباد تک خدا کی جانب ترقی کرتی رہتی ہیں۔ اس زمین پر ہماری زندگیاں بڑی حد تک ماں کی کوکھ میں ایک بچے کی زندگی کی طرح ہیں۔ ماں کی کوکھ میں تقریباً نو ماہ تک بچہ ان استعدادوں کو ترقی دیتا ہے جو اسے اس دنیا میں بعدازاں استعمال کرنی ہوں گی مثلاً آنکھیں، کان، ہاتھ اور دیگر ارکانِ بدن۔ اسی طرح ہمیں اپنی ان روحانی صلاحیتوں کو اس دنیا میں ترقی دینی ہوگی جن کی ہمیں خدا کی دیگر دنیاؤں میں ترقی کرنے کے لیے ضرورت ہوگی۔ یقیناً ہم اپنا یہ مقصد صرف اس کے بارے میں سوچ سوچ کر حاصل نہیں کر سکتے۔ بلکہ خدمت کے میدان میں جب ہم معاشرے کی بہتری کے لئے کام کرتے ہیں تو ہم روحانی اور فکری ترقی کرتے ہیں۔

دوسرا شریک سماج ہے۔ انسان کو اکیلے رہنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا۔ ہم سماجوں میں رہتے ہیں اور لازمی ہے کہ ہم سب مل جل کر ایک نئی تہذیب کو پروان چڑھانے کے لئے کام کریں۔ جو سماج ہم سے نزدیک ترین ہے وہ ہمارا مقامی سماج ہے جو ہمارے گاؤں یا شہر کے بہائیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم کہاں رہتے ہیں، ہر ایک کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ خدمت کے لیے صلاحیت سازی کی ہماری کوششوں میں شامل ہو اور اپنے محلوں اور دیہاتوں کی ترقی میں اعانت کرے۔ یہ مقامی سماج ہی ہے جہاں، دوست اور پڑوسی جو ہمارے ساتھ ساتھ کام کرتے ہیں، ہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا سیکھتے ہیں، اکھٹا آگے بڑھتے ہیں اور متحد ہوتے ہیں۔ مقامی سماج کے ارکان ہونے کے ساتھ ساتھ ہم ملی سماج اور پھر عالمی سماج کے ارکان بھی ہیں جو مستقل طور پر وسعت پاتا جارہا ہے اور ہر مذہب، قوم، رنگ و نسل، اور قبائلی پس منظر کے لوگوں کو مجذب کر رہا ہے۔

بیت العدل اعظم الٰہی فرماتے ہیں کہ امراللہ کے ادارے ایک نئی تہذیب کی تعمیر کے تیسرے رکن کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جب ہم عہد و میثاق پر گفتگو کریں گے تو اس موضوع پر بھی تفصیلاً مشورہ کرنا ہوگا۔ اس وقت میں صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ حضرت بہاءاللہ کے احکام میں بہت سے ایسے احکام بھی ہیں جن کا تعلق اس بات سے ہے کہ معاشرے کو کس طرح سے منظم کیا جائے۔ ماضی میں مظاہر ظہورالہیٰہ نے اس بارے میں بہت زیادہ نہیں بتایا تھا کہ ان کے پیروکاروں کو کس طرح منظم ہونا ہے اور لوگوں کو یہ طریقہ خود ہی سیکھنا پڑا تھا۔ لیکن امر بہائی کے معاملے میں ہمارے پاس ملکوتی تصور شدہ تشکیلاتی نظام کا فضل ہے، یعنی حضرت بہاءاللہ نے ہمیں بتایا ہے کہ ہمیں کون سے ادارے ضرور تخلیق کرنے چاہئیں اور ان کو کیسے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے ہیں اور نوع بشر اپنے آپ پر کیسے حکمرانی کرے۔

ہم پہلے ہی اعلیٰ ترین ادارے یعنی بیت العدل اعظم الٰہی کے بارے میں گفتگو کر چکے ہیں۔ ہر ملک میں اہلِ بہاء سال میں ایک بار محفل روحانی ملی اور ہر علاقے میں محفل روحانی محلی کا انتخاب کرتے ہیں۔ یہ وہ ادارہ ہے جس کے بارے میں جلد ہی آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ امر بہائی میں پیشہ ور پادری یا دینی پیشوا نہیں ہیں، اور یہ محفل روحانی محلی ہی ہے جو سماج کے امور کی دیکھ بھال اور انفرادی ارکان کی فلاح و بہبود پر نظر رکھتی ہے۔ محفل روحانی محلی نو (۹) ارکان پر مشتمل ہے جن کا انتخاب خفیہ پرچیوں کے ذریعہ دعا و مناجات کی فضا میں سماج کے تمام بالغ افراد کرتے ہیں۔ محافل روحانیہ بہائیوں کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ ان کے ذریعہ ہم سیکھتے ہیں کہ انسانی امور کی دیکھ بھال کیسے ہوتی ہے اور معاشرے میں نیا نظام کس طرح قائم کیا جاسکتا ہے، وہ نظام جسے حضرت بہاءاللہ کا عالمی نظام کہا جاتا ہے۔

ہم تصور کرسکتے ہیں کہ اینا اور امیلیا کے درمیان گفتگو یہاں آکر ختم ہوتی ہے۔ امیلیا اس گفتگو کو کسی اور روز جاری رکھنے کی خواہشمند ہے۔ اینا اپنے بیگ میں سے ایک چھوٹی دعا کی کتاب نکالتی ہے اور امیلیا کو تحفہ کے طور پر پیش کرتی ہے اور مشورہ دیتی ہے کہ اب جدا ہونے سے قبل انہیں ساتھ مل کر ایک دعا کرنا چاہیئے۔ امیلیا دعا کی کتاب کھولتی ہے اور پڑھتی ہے۔

''اے میرے معبود! میرے وجود میں ایک پاکیزہ قلب خلق فرمادے اور اے میری امید! مجھ میں ایک پُرسکون ضمیر عطا فرمادے۔ اے

میرے محبوب! اپنی روح القدس کی قوت سے مجھے اپنے امر پر ثابت قدم رکھ۔ اے میری آرزو! اپنی عظمت کے نور سے اپنی صراطِ مستقیم کی طرف میری رہنمائی فرما۔ اے سرچشمہِ وجود! اپنی مافوق قوت وقدرت سے مجھے اپنی تقدیس کے آسمان تک پہنچادے۔ اے میرے معبود! اپنے صمدانی جھونکوں سے مجھے مسرور فرما۔ اے میرے مونس! مجھے اپنے لازوال نغمات کی دھنوں سے محظوظ فرما۔ اے میرے آقا! مجھے اپنے قدیم چہرے کی دولت عطا فرما اور اپنے سوا سب سے بے نیاز کردے اور اے وہ کہ جس کا ظاہر و باطن سب سے زیادہ ظاہر اور پوشیدہ ہے، اپنے لافانی وجود کے ظہور کی بشارت سے مجھے مسرور فرمادے۔'' (16)

اگرچہ اینا اور امیلیا کی کہانی جو ہم نے بیان کی ہے وہ حقیقی نہیں ہے، یہ دنیا بھر میں ہزاروں بہائیوں کے تجربہ پر مبنی ہے۔ اس کہانی کے انجام کے بارے میں ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ چند دنوں میں اور ایک یادواور گفتگوؤں کے بعد امیلیا بہائی سماج میں شامل ہوجائے گی اور اینا کی مدد سے امراللہ کی خدمت کی راہ پر گامزن ہوجائے گی۔

حصہ 21

آئیں ہم درج ذیل دو مشقوں کے ذریعہ پوری پیشکش کا ایک تجزیہ کرتے ہیں۔

ا۔ اینا اپنی سہیلی کے ساتھ جو خیالات بانٹتی ہے، خاص طور پر وہ اپنے اختتامی تبصروں میں، اس بات کو نمایاں طور پر متاثر کرے گی کہ امیلیا کس طرح سماج کے ایک فرد کے طور پر اپنی ذمہ داریاں، اس کے کاموں میں اپنی شرکت اور امراللہ کے اداروں کے ساتھ اپنے آئندہ روابط سمجھتی ہے۔

الف۔ اینا فرد کی کیا تصویر پیش کرنے کی کوشش کر رہی ہے؟ اس فرد کی بعض خصوصیات کیا ہیں؟

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

ب۔ اینا بہائی سماج کی کیا تصویر پیش کرنے کی کوشش کر رہی ہے؟ اس سماج کی چند خصوصیات کیا ہیں؟

ج۔ ایناامراللہ کے اداروں کی کیا تصویر پیش کرنے کی کوشش کررہی ہے؟اس کی چند خصوصیات کیا ہیں؟

۲۔ پوری گفتگو کے دوران ایناواضح طور پر امیلیا کے لیے بہائی سماج میں شامل ہونے کا دروازہ کھولنے کی پوری طرح کوشش کررہی ہے۔درج ذیل میں سے کس بات کو آپ سمجھتے ہیں کہ اس پر اس نے اپنی اپیل میں بہت زیادہ زور دیا تھا؟

_____ یہ کہ بہائی اچھے لوگ ہیں اور بہائی سماج متحد ہے۔اس لئے مجھے امید ہے کہ آپ ہم میں شامل ہوں۔

______ یہ کہ امر بہائی میں اکثر ترقی پسند روحانی اور سماجی اصول موجود ہیں اور چونکہ آپ انہیں پسند کرتی ہیں تو آپ بھی بہائی ہیں ۔

______ یہ کہ چونکہ میں نے ایک مختصر سا تعارف پیش کیا ہے اب آپ کے لئے امر بہائی کا مزید تفصیل سے مطالعہ کرنا ضروری ہے تا کہ آپ فیصلہ کر سکیں کہ آپ بہائی ہونا چاہتی ہیں یا نہیں ۔

______ یہ کہ جو باتیں میں نے آپ سے کہی ہیں اُن کی بنیاد پر اور جو مزید تشریحات میں آپ کے سوالات کے جواب میں پیش کروں گی، مجھے امید ہے کہ آپ حضرت بہاءاللہ کو اس دور کے مظہرِ ظہورِ الٰہی کی حیثیت سے قبول کر لیں گی اور خواہش کریں گی کہ آپ کے فدا کار پیروکاروں میں شامل ہو جائیں ۔

حصہ 22:

ہم نے ان صفحات میں جس پیش کش کا جائزہ لیا ہے، جو حصّہ ۶ میں بیت العدل اعظم الٰہی کے بیان کو وسیع تر الفاظ میں پیش کرتا ہے، امر بہائی کی بنیادی خصوصیات کو واضح کرنے کے لیے خیالات کا ایک معقول مجموعہ اُس کے لیے پیش کرتا ہے جو اس کے بارے میں کم جانتا ہے لیکن مزید سیکھنے میں دلچسپی رکھتا ہے۔ ہم نے یہ اکتشاف ایک ذاتی تبلیغی کوشش کے تناظر میں، دو دوستوں کے درمیان ہونے والی گفتگو میں کیا۔ قدرتی طور پر ہم جن حالات میں اپنے آپ کو پاتے ہیں وہ مختلف ہوتے ہیں اور آپ کو اپنی تمام تبلیغی کوششوں میں اپنی پیش کش کو مخصوص حالات سے ہم آہنگ کرنے کے لیے تیار رہنے کی ضرورت ہوگی یعنی ان لوگوں کی قبولیت کی حد تک جن سے آپ رابطہ کرتے ہیں، امراللہ کے بارے میں اُن کے علم کی حد اور بہائی سماج کے ساتھ اُن کی وابستگی، اور اُن کے مخصوص پس منظر تک۔ لہذا جب ان خیالات کی پیش کش کو اچھی طرح سیکھنے کے لیے آپ کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جو اینا امیلیا کے ساتھ بانٹتی ہے، تو آپ کے لیے اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے آپ اس میں موجود منطق کو سراہیں۔ صرف اسی طرح سے آپ آسانی سے اس کی طرف متوجہ ہو سکیں گے، اسے فارمولے میں تبدیل کرنے کی خوہش کی مزاحمت کر سکیں گے اور حالات کے مطابق اسے ڈھال سکیں گے۔

یہ آپ کے لیے مفید ہوگا کہ آپ یہاں رکیں اور ایک لمحہ کے لیے سوچیں کہ داؤ پر کیا ہے۔ چونکہ ان کورسوں کے ذریعہ کھلے ہوئے خدمت کے راستے میں داخل ہو کر آپ نے بہائی تعلیمات اور اس کے مصنف کے بارے میں دوسروں کے ساتھ بات چیت کے لیے مطلوبہ صلاحیتوں کی تعمیر کی ہے۔ اب آپ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ مزید آگے بڑھیں اور امراللہ کی ایک بھرپور پیش کش کی صلاحیت کو ترقی دیں جو اُن لوگوں کی قبولیت اور دلچسپی کا جواب دے جن کو آپ جانتے ہیں یا مختلف حالات میں ملاقات کرتے ہیں۔ اس کتاب میں پیش کش کے ساتھ فراہم کردہ مشقوں کا مقصد آپ کو یہ سوچنے میں مدد کرنا تھا کہ اس صلاحیت کی نوعیت کیا ہے اور یہ آپ سے کیا تقاضا کرے گی۔ آپ کی خواہش ہوگی کہ ذیل میں اپنے ابتدائی خیالات میں سے کچھ لکھیں۔

____

____

____

____

حصہ 23:

جیسا کہ آپ نے یقینی طور پر مندرجہ بالا حصّوں میں نوٹ کیا ہے کہ زیرِ غور صلاحیت عمل کے میدان میں ترقی پاتی ہے اور وقت کے ساتھ اس میں اضافہ ہوتا ہے جیسے جیسے کوئی زیادہ سے زیادہ لوگوں کو امراللہ کی تبلیغ کرتا ہے۔ ہماری کہانی میں اینا کی طرح ہم سب کے دوست، رشتہ دار، ہمکار اور ساتھی ہیں، اِن میں سے ہر ایک اپنے اپنے طریقہ سے سچائی کی تلاش میں ہے اور چند ایک حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات پر ایک معقول اور براہ راست پیش کش پر آپ کے پیغام کی تحقیق کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔ ہم اپنے گاؤں یا محلے میں مستعد آبادی کے اندر ایسے لوگوں سے اسی طرح کی گفتگو میں مشغول ہو سکتے ہیں جن سے اجتماعی کمپین کے ایک حصّہ کے طور پر ہم نے ابھی ملاقات کی ہے۔ مؤخرالذکر کی صورت میں ہمیں بیت العدل اعظم الٰہی کی درج ذیل ہدایت کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔

> ''ایسے نئے دوستوں کو پہلی ملاقات میں چاہے بہائی سماج میں داخلے کی براہ راست دعوت دی جارہی ہو یا اُن کو سماج کی سرگرمیوں میں شامل ہونے کی دعوت دی جارہی ہو اس کی کوئی زیادہ اہمیت نہیں ہے بلکہ اہم بات تو یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے استقبال کا احساس ہو کہ اسے معاشرے کی سدھار میں ہاتھ بٹانے کے لیے بہائی سماج کے ہاتھ میں ہاتھ ملا کر چلنے کے لیے خیر مقدم کہا جارہا ہے اور وہ عالمِ انسانی کی خدمت کی راہ پر چلنا شروع کرے تو اُسی وقت یا بعد میں باقاعدہ داخلہ ہوسکتا ہے۔'' (17)

پھر جو بات ہمیں یاد رکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ ہماری سماج سازی کی کوششوں میں ہمارے شانہ بشانہ کام کرنے والوں میں یا مختلف طریقوں سے ان کی حمایت کرنے والوں میں وہ لوگ ہیں جو پہلے انسانیت کی خدمت کی خواہش سے متاثر ہو کر اب ظہورِ بہاءاللہ کی زیادہ گہرائی میں جانے کے لیے تیار ہیں۔ اس سلسلہ میں بیت العدل اعظمِ الٰہی فرماتے ہیں:

> ''یقیناً سماج کسی بھی درجے کی وابستگی کا خیر مقدم کرتا ہے چاہے زیادہ ہو یا کم۔ تاہم حضرت بہاءاللہ کو مظہرِ ظہورِ الٰہی کے طور پر پہچاننا اور بہائی سماج کی رکنیت سے جڑے منفرد استحقاق اور ذمہ داریوں کو قبول کرنا ایک انسان کی روحانی ترقی میں ایک بے نظیر لمحہ ہے جو بہائی سرگرمیوں میں عام شمولیت یا بہائی اصولوں کی حمایت میں آواز اُٹھانے سے کاملاً ممتاز ہے۔ تجربے نے دکھایا ہے کہ سماج سازی کی کوششوں سے ایک مقامی علاقے میں تخلیق کیا گیا ماحول ہر فرد کو جو مائل ہو قابل بناتا ہے کہ یہ قدم نسبتاً آسانی سے اُٹھا سکے۔ جہاں بھی یہ کاوشیں جاری ہیں احباب کو متوجہ رہنا چاہیے کہ امرِ الٰہی کے دروازے ہر کسی کے لیے کھلے ہیں اور جو اس کی دہلیز پر کھڑے ہیں ان کا خیر مقدم کیا جائے۔'' (18)

لہذا، چاہے ہماری ذاتی تبلیغی کوششوں میں ہو یا اجتماعی اقدام میں ہمیں اس قسم کی کشادہ گفتگو کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے جس کا اُوپر تصور دیا گیا ہے جو اس کی دہلیز پر کھڑے لوگوں کو امراللہ کے قلعہ میں داخل ہونے اور میثاق کی متحدہ طاقت سے قوت حاصل کرنے کی ترغیب دے۔

ہم نے کہا کہ عام طور پر دو سیاق وسباق ہیں جن میں ہم تبلیغ کے عمل میں مشغول ہیں: خود اپنی ذاتی کوششوں میں اور اجتماعی مہموں میں۔ ہم اگلے کئی حصّوں میں ان دونوں سیاق وسباق کا باری باری جائزہ لیں گے۔ آیئے ہم اپنی ذاتی تبلیغی کوششوں کے متعلق سوچنے سے آغاز کرتے ہیں۔ آپ درج ذیل اقتباس سے اپنے ابتدائی کورسوں کے مطالعہ سے پہلے ہی آگاہ ہیں، لیکن اب اس کے معنوں پر اور ذرا گہرائی سے سوچنے کا کہا گیا ہے کیونکہ اس سے ہم روحانی اصول اخذ کر سکتے ہیں جو ہر انفرادی تبلیغی منصوبے کی بنیاد بناتے ہیں۔

”اے خدا کی راہ کے مسافر! تو اس کے فضل کے سمندر سے اپنا حصہ لے اور اپنے آپ کو ان چیزوں سے محروم نہ کر جو اس کی گہرائیوں میں پوشیدہ پڑی ہیں۔ تو ان لوگوں میں شامل ہو جا جو اس کے خزانوں سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ اس سمندر کا ایک قطرہ بھی اگر ان سب پر جو آسمانوں میں ہیں یا زمین پر گرایا جائے تو وہ انہیں خدائے مقتدر علیم حکیم کے فضل سے غنی کرنے کے لیے کافی ہوگا۔ تو انقطاع کے ہاتھوں سے اس آبِ حیات سے کچھ پانی لے اور اسے تمام مخلوق اشیاء پر چھڑک دے تاکہ وہ انسان کی تیار کردہ تمام حدود سے پاک وصاف ہو جائیں اور خدا کے منظرِ اکبر کے قریب پہنچ جائیں جو مقرِ الٰہی کی مقدس ومنیر ہے۔

”تو اس بات پر محزون نہ ہو کہ اگر تو اسے تنہا ادا کر رہا ہے۔ خدا ہی تیرے لیے کافی ہے۔ تو اس کی روح کے ساتھ ہمراز ہو اور شکر گزاروں میں شامل ہو جا۔ تو ان سب کے سامنے اپنے رب کے امر کا اعلان کر جو آسمانوں میں ہیں یا زمین پر۔ اگر کوئی تیری پکار کا جواب دے تو تو اس کے سامنے اپنے رب اپنے خدا کی حکمت کے موتی کھول کے رکھ دے جو اُس کی روح نے تمہارے پاس بھیجے ہیں اور اُن لوگوں میں شامل ہو جا جو ایمان صادق رکھتے ہیں اور اگر کوئی تیری پیشکش کو رد کر دے تو اس سے منہ پھیر لے اور اپنا بھروسہ اور اطمینان اپنے رب اور عالمین کے رب پر رکھ۔“ (19)

ا۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ ہمیں اس کے ________ سمندر سے اپنا ______ حاصل کرنا چاہیئے۔

ب۔ ہمیں ______ کے ہاتھوں سے ______________________ نکالنا چاہیئے۔

ج۔ ہمیں ____________________ پر آبِ حیات چھڑک دینا چاہیئے۔

د۔ اگر ہمیں یہ کام ________ کرنا پڑے تو بھی _______ نہیں ہونا چاہیئے۔

ہ۔ ہمیں اس کی روح سے ____________ ہونا چاہیئے۔

و۔ ہمیں ________________ ہونا چاہیئے۔

ز۔ ہمیں آسمانوں اور زمین کے سب باشندوں کے سامنے اپنے مالک کے امر کا __________ کرنا چاہیئے۔

ح۔ اگر کوئی آدمی ہماری پکار کا جواب دے تو ہمیں چاہیے کہ اُس کے سامنے ________________________ دیں۔

ط۔ اگر کوئی آدمی ہماری پیشکش کو رد کر دے تو ہمیں چاہیے کہ اُس سے __________ اور خدا پر __________ رکھیں۔

۲۔ اس بات کا کیا مطلب ہے کہ ہمیں اپنے رب کی رحمت کے سمندر سے اپنا حصہ حاصل کرنا چاہیئے؟ __________

____

____

____

____

۳۔ اس سمندر کی گہرائیوں میں جو چیزیں پوشیدہ ہیں ان میں سے بعض کیا ہیں کہ اگر ہم انہیں منکشف کر لیں تو وہ ہمیں مسلسل بڑھتی ہوئی تاثیر کے ساتھ تبلیغِ امر اللہ میں مدد کریں گی۔

____

____

____

____

____

۴۔ خدا کے بحرِ رحمت کا ایک قطرہ کیا کر سکتا ہے؟ __________

____

____

۵۔ اس سمندر کے آبِ حیات سے کچھ نکالنے کے لئے ہمیں ''انقطاع کے ہاتھوں'' کا استعمال کیوں کرنا ہوگا؟ __________

____

____

۶۔ ہم خدا کے بحرِ رحمت کے سمندر سے جو پانی نکالیں اس سے ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ __________

۷۔ اس چھڑکاؤ کا کیا اثر ہوگا؟____

____

____

____

۸۔ کیا ہمیں ہمیشہ دوسرے بہائیوں کی مدد سے تبلیغ کرنا ہوگا؟_____________________

۹۔ جب ہم امر اللہ کا ابلاغ اور تبلیغ کرتے ہیں تو کیا ہمیں خدا کے سوا کسی اور کی ضرورت ہوتی ہے؟__________

۱۰۔ جب ہم امر اللہ کا ابلاغ اور تبلیغ کر رہے ہوں تو ہمیں کس کے ساتھ راز و نیاز کرنا چاہیئے؟__________

۱۱۔ جب ہم امر اللہ کا ابلاغ اور تبلیغ کرتے ہیں تو ہمیں کس بات کے لئے شکرگزار رہنا چاہیئے؟______________

____

____

____

____

۱۲۔ ہمیں کس کے سامنے امر اللہ کا ابلاغ کرنا چاہیئے؟________________________________

____

۱۳۔ ہمیں کسے تبلیغ کرنا چاہیئے؟

۱۴۔ ہم جو پیغام دیتے ہیں اگر اسے مسترد کر دیا جائے تو ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟______________________

۱۵۔ یہ حقیقت کہ جولوگ پیغام کومسترد کرتے ہیں ان سے مُنہ پھیرلیا جائے توکیا یہ مطلب ہے کہ مزید ان کے ساتھ دوستی نہ رکھیں؟ یا کیا اس سے مراد صرف اتنا ہے کہ ہمیں چاہیے کہ انہیں تبلیغ کرنے کی کوشش پر اصرار نہ کریں۔_______________

____

____

۱۶۔ درج ذیل تبلیغ کے بارے میں چند فقرے ہیں۔فیصلہ کریں کہ ان میں سے کون سے حضرت بہاءاللہ کی تحریروں میں سے درج بالا حوالہ سے سب سے زیادہ مطابقت رکھتے ہیں۔ان کی نشاندہی کریں:

___ میں نے فیصلہ کیا ہے جس شخص کو مجھے تبلیغ کرنی چاہیئے وہ میرا جگری دوست میگوئل ہے۔پس میں نے گزشتہ پانچ برسوں سے اپنی تمام کوششوں کوصرف اسی پر مرکوز رکھا ہے۔اس کا ردِعمل کوئی اچھا تونہیں ہے لیکن ایک نہ ایک دن وہ ایسا ہی کرے گا۔بنیادی طور پر یہ میرا ذاتی تبلیغی منصوبہ ہے۔

___ میں سوچتا ہوں لوگوں کے سامنے ابلاغ امراللہ کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔اس بعد یہ ان پر ہے کہ آیا وہ اس کی مزید تحقیق کرنا چاہتے بھی ہیں۔اگر وہ واقعی چاہتے ہیں تو پڑھنے کے لئے کتابیں مانگ سکتے ہیں تاکہ وہ خود ہی فیصلہ کرسکیں۔

___ کل جب ہم اکٹھے کافی پی رہے تھے تو میں اپنی پڑوسیوں میں سے ایک کے سامنے حضرت بہاءاللہ کے پیغام کے بارے میں تشریح کررہی تھی۔کچھ دیر بعد اس نے مجھ سے کہا کہ اگرچہ وہ میرے جذبہ کا احترام کرتی ہے لیکن وہ خود اپنے دین سے خوش ہے۔لیکن اس نے ایسا اس انداز سے کہا تھا کہ یہ ظاہر ہورہا تھا کہ وہ امراللہ پرگفتگو کے دروازے بندنہیں کررہی۔پس جب میری اس سے اگلی ملاقات ہوگی تو میں اِن تعلیمات کے اُن پہلوؤں کی نشاندہی کرنے کی کوشش کروں گی جو اُس کی دلچسپی کا باعث بن سکتے ہیں اور اُسے اس دور کے مظہرظہور کے قریب لاسکتے ہیں۔

___ صرف اس لئے کہ کوئی مجھے کہے کہ وہ امراللہ کے بارے میں سُننے میں دلچسپی نہیں رکھتے،اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایسا ضروری ہے میں صرف اصرار کرتی ہوں۔

___ اگرکوئی شخص یہ جانتا ہے کہ میں بہائی ہوں لیکن وہ مجھ سے امراللہ کے بارے میں کوئی سوال نہیں پوچھتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس میں دلچسپی نہیں رکھتا۔

___ اگرکوئی شخص جو میرے ساتھ سماج سازی کی سرگرمیوں میں کام کرتا ہے،اس نے کبھی یہ نہیں پوچھا کہ کوئی شخص امراللہ میں کیسے تسجیل ہوسکتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حضرت بہاءاللہ کوقبول کرنے کا روحانی عہدنہیں کرنا چاہتا۔

____ میں کوشش کرتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں سے ملوں اور جب مواقع سامنے آتے ہیں تو میں امراللہ کی کچھ تعلیمات اُن کے ساتھ بانٹتا ہوں۔ اگر میں انہیں مستعد پاتا ہوں تو انہیں تبلیغ کرتا رہتا ہوں یہاں تک کہ بالآخر کار میں انہیں امراللہ میں شرکت کی دعوت نہ دے دوں۔

حصہ 25

''دی ایڈونٹ آف ڈیوائن جسٹس'' (ظہورِ عدلِ الٰہی) میں ولی عزیز نے ایک عبارت تحریر فرمائی ہے جو بڑی فصاحت سے منظم ذاتی تبلیغی منصوبے کے بنیادی عناصر بیان کرتی ہے۔ اس عبارت کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے نیچے دیا جا رہا ہے۔ ہر حصے کو پڑھیں اور پھر اس کے بعد دیئے گئے جملے مکمل کریں:

> **''جس شخص نے خود پہل کرتے ہوئے اور ایسی تمام رکاوٹوں کی پروا کئے بغیر جو دوست یا دشمن، دانستہ یا نادانستہ اس کے راستے میں کھڑی کر سکتے ہیں، قیام کرنے اور اس امر مبارک کی تبلیغ کرنے کا عزم کر لیا ہے، اسے چاہیئے کہ وہ جن لوگوں کو امراللہ کی صفوں میں شامل کرنا چاہتا ہے اُن کی توجہ حاصل کرنے، ان کی دلچسپی کو برقرار رکھنے اور ان کے ایمان کو مضبوط کرنے کے تمام ممکنہ طریقوں کے بارے میں احتیاط کے ساتھ غور و فکر کرے۔ اسے چاہیئے کہ وہ جن خاص حالات میں رہتا ہے وہ اس کے لئے جو امکانات پیش کرتے ہیں ان کا جائزہ لے، ان کے فوائد کا اندازہ لگائے اور انہیں اُس مقصد کے حصول کے لیے جو اس کے ذہن میں ہے استعمال میں لانے کے لیے ہوشیاری اور منظم انداز میں آگے بڑھے۔''** (20)

۱۔ حضرت ولی عزیز ہم سے کہتے ہیں کہ ہمیں چاہیے کہ ہم خود ____________، ____________ اور ____________ عزم کریں۔

۲۔ ہمیں کسی ________ کی پروا کئے بغیر جو ____________، ____________ ہمارے راستے میں کھڑی کر سکتے ہیں ____________ کرنا اور ____________ کرنا چاہیے۔

۳۔ ہمیں چاہیے ____________ احتیاط سے غور و فکر کریں جنہیں ہم اپنی ذاتی کوششوں میں استعمال کر سکتے ہیں تا کہ ان کی ____________ کریں، ان کی ____________ رکھیں اور ____________ کو مضبوط کریں جنہیں ہم تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔

۴۔ ہمیں چاہیے کہ تمام ممکنہ طریقوں پر احتیاط کے ساتھ ________ کریں جنہیں ہم اپنی ذاتی کوششوں میں ____________ کر سکتے ہیں تا کہ اُن کی توجہ ____________، اُن کی دلچسپی کو ____________، اُن کے ایمان کو ____________ جنہیں ہم تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔

۵۔ ہمیں کہا گیا ہے کہ ہم ان امکانات کا ________ لیں جو وہ خاص ________ ہمیں پیش کرتے ہیں جس میں ہم رہتے ہیں۔

۶۔ ہمیں چاہیے کہ اُن ممکنات کے فوائد کا ____________ جو ہمارے سامنے ہیں۔

۷۔ ایسا کرنے کے بعد ہمیں ________ اور ________ میں آگے بڑھنا چاہیے تاکہ ہم امر اللہ کی تبلیغ کرنے کے ایک ذریعے کے طور پر انہیں ________ کریں۔

''اسی طرح لازم ہے کہ وہ ایسے طریقے معلوم کرنے کی کوشش کرے جیسے کلبوں، نمائشوں اور سوسائٹیوں کے ساتھ میل جول، تعلیمات مبارکہ اور اس کے اصولوں سے موافقت رکھنے والے موضوعات پر لیکچر مثلاً امور میں اعتدال، اخلاقیات، سماجی بہبود، دینی اور نسلی روا داری، معاشی تعاون، اسی طرح اسلام اور تقابل ادیان یا اپنے دین کی سالمیت کی حفاظت کرتے ہوئے سماجی، ثقافتی، انسانی، خیراتی اور تعلیمی تنظیموں یا اداروں میں شرکت جو اس کے سامنے بہت سی راہیں کھولنے کا باعث بنیں گی جس سے وہ یکے بعد دیگرے ان لوگوں کی امر اللہ کے لئے ہمدردی، تعاون اور آخر کار وفاداری کو حاصل کر سکے گا جن کے ساتھ اس کا تعلق قائم ہوتا ہے'' (21)

۸۔ ہمیں چاہیے کہ ایسے طریقوں کے بارے میں سوچنے کی کوشش کریں جیسے کہ ________، ________ اور ________ کے ساتھ میل جول اور ________ اور امر اللہ کے ________ سے موافقت رکھنے والے موضوعات پر ________۔

۹۔ اس کے علاوہ، ہمیں چاہیے کہ اپنے دین کی سالمیت کی حفاظت کرتے ہوئے ________، ________، ________، ________ اور ________ اور ________ میں شرکت کرنے کے طریقوں کو معلوم کرنے کی کوشش کریں۔

۱۰۔ ہمیں ایسا اس لئے کرنا چاہیے کہ اس طرح سے ہمارے سامنے بہت سی ________ کھلیں گی جن سے ہم ان لوگوں کی ________، ________ اور آخر کار ________ حاصل کر سکیں گے جن کے ساتھ ہمارا تعلق قائم ہوتا ہے۔

''جب اس طرح رابطے کئے جا رہے ہوں تو اسے ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اس کا دین اس سے تقاضہ کرتا ہے کہ وہ اس کے وقار اور مقام کو قائم رکھے، اس کے قوانین اور اصولوں کی سالمیت کو محفوظ رکھے، اس کی جامعیت اور عمومیت کو ظاہر کرے، اور اس کے کثیر و بنیادی مفادات کی بے خوفی کے ساتھ دفاع کرے۔ اسے اپنے سننے والے کی قبولیت کے درجہ کے بارے میں خود ہی غور و فکر کرنا چاہیے اور تبلیغ کے بلاواسطہ یا بالواسطہ طریقے کی مناسبیت کا فیصلہ کرنا چاہیے جس کے ذریعہ وہ اسکے سامنے ملکوتی پیغام کی بنیادی اہمیت پر زور دے سکے اور اس کو آمادہ کر سکے کہ وہ بھی خود کو ان لوگوں میں شریک کر لے جو پہلے ہی اسے قبول کر چکے ہیں۔'' (22)

۱۱۔ جب ہم اس طرح کے روابط قائم کر رہے ہوں تو ہمیں اپنی یہ ذمہ داری ہرگز نہیں بھولنا چاہیے کہ ہمیں امر مبارک کے وقار اور ________ کو ________ رکھنا ہے، اس کے ________ اور ________ کی سالمیت کو ________ رکھنا ہے، اس کی جامعیت اور ________ کو ________، اور اس کے کثیر و بنیادی ________ کی بے خوفی کے ساتھ ________ کرنا ہے۔

۱۲۔ حضرت ولی عزیز ہم سے کہتے ہیں کہ سننے والے کی ________ کے درجہ کے بارے ہمیں غور کرنا چاہیے اور خود تبلیغ کے ________ یا۔

__________ طریقے کی __________ کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

۱۳۔ کسی بھی طریقے کا انتخاب کرتے ہوئے ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارا مقصد سننے والے کے سامنے ملکوتی پیغام کی __________ پر __________ ہے اور اس کو __________ کرنا ہے کہ وہ بھی __________ __________ جو پہلے ہی اسے قبول کر چکے ہیں۔

''اسے حضرت عبدالبہاء کی قائم کردہ مثال اور متلاشی پر اس طرح کی مہربانی برسانے کی اُن کی مستقل نصیحت کو یاد رکھنا چاہیے، اور تعلیماتِ مقدسہ کی روح کی اس درجہ تک مثال پیش کرے جو وہ اس کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہے کہ سننے والا بے ساختہ ایک ایسے دین سے اپنا تعلق ظاہر کرنے پر مجبور ہو جائے جو اس قدر اعلیٰ تعلیمات کا پیکر ہے۔ اسے شروع شروع میں ایسے قوانین اور رسوم پر زور دینے سے باز رہنا چاہیے جو متلاشی کے نئے بیدار ایمان پر بہت زیادہ دباؤ ڈالتے ہیں، اور صبر اور تدبر کے ساتھ تاہم پکے ارادے سے اسے پوری طرح بلوغت تک پرورش کرنے کی کوشش کرے اور اس کی اس بات میں مدد کرے کہ حضرت بہاءاللہ نے جو احکام بھی دیئے ہیں انہیں غیر مشروط طور پر قبول کرنے کا اعلان کر سکے'' (23)

۱۴۔ اپنی تبلیغی کوششوں میں، ہمیں حضرت عبدالبہاء کی قائم کردہ __________ اور متلاشی پر اس طرح کی __________ اُن کی مستقل نصیحت کو یاد رکھنا چاہیے، اور کوشش کرنی چاہیے کہ تعلیماتِ مقدسہ کی __________ جو ہم اس کے ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں۔

۱۵۔ ہمیں چاہیے کہ ہم حضرت عبدالبہاء کی مثال کی اتنی احتیاط سے پیروی کریں کہ سننے والا __________ کر امراللہ سے اپنا تعلق جوڑ لے گا۔

۱۶۔ متلاشی کو امراللہ سے قریب لانے کے بعد ہمیں محتاط ہونا چاہیے کہ شروع شروع میں ایسے __________ اور __________ پر __________ سے باز رہیں جو اس کے نئے بیدار ایمان پر __________ ڈالتے ہیں۔

۱۷۔ ہمیں صبر اور تدبر کے ساتھ تاہم پکے ارادے سے اسے __________ اور اس کی اس بات میں __________ کہ حضرت بہاءاللہ نے جو احکام بھی دیئے ہیں __________ اعلان کر سکے۔

''جیسے ہی یہ مرحلہ حاصل ہو جائے اُسے چاہیے کہ اُسے اپنے ساتھی مومنین کی جمعیت سے متعارف کروائے، مسلسل دوستی اور اس کے سماج کی مقامی سرگرمیوں میں بھرپور شرکت کے ذریعہ، اسے اس قابل بنانے کہ وہ اس کی زندگی کی افزودگی میں اپنا حصّہ ڈال سکے، اس کے کاموں کو آگے بڑھانے، اس کے مفادات کو مستحکم کرنے، اور اس کے ساتھی سماجوں کی سرگرمیوں کے ساتھ اس کی سرگرمیوں کو مربوط کرنے کا خواہاں ہو۔'' (24)

۱۹۔ جوں ہی متلاشی اس مرحلہ تک پہنچ جائے تو ہمیں چاہیے کہ اس کو سماج کے دیگر ارکان سے __________ کروائیں۔

۲۰۔ اس کے بعد سے ہمیں چاہیے کہ ہم ________ اور اُس کے سماج ________ کے ذریعہ، اسے اس قابل بنانے کہ وہ اس کی زندگی کی ________ اپنا حصّہ ________، اس کے کاموں کو ________، اس کے مفادات کو ________، اور دوسرے سماجوں کے ساتھ اس کی مشترکہ سرگرمیوں کو ________ کرنے کے خواہاں ہوں۔

''اسے اس وقت تک قانع نہیں ہونا چاہیے جب تک وہ اپنے روحانی بچے میں ایک ایسی روح پھونکنے میں کامیاب نہ ہو جائے جو اسے اس بات پر مجبور کرے کہ وہ بھی آزادانہ قیام کرے اور اپنی توانائیاں دوسرے نفوس کو زندہ کرنے اور اس نے جو نیا دین قبول کیا ہے اس کے قوانین اور اصولوں کو سربلند کرنے کے لئے خود کو وقف کر دے۔''[25]

۲۱۔ حضرت ولی عزیز ہم سے فرماتے ہیں کہ ہمیں اس وقت تک قانع نہیں ہونا چاہیے جب تک جنہیں ہم تبلیغ کرتے ہیں ان میں ________ میں کامیاب نہ ہو جائیں جو انہیں ________ کہ وہ بھی ________ کریں اور اپنی ________ دوسرے نفوس کو تبلیغ کرنے اور امراللہ کے قوانین اور اصولوں کو سربلند کرنے کے لیے ________ کر دیں۔''

حصہ 26

پچھلے دو حصّوں کے حوالوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے اب آپ سے کہا جا رہا ہے کہ اپنی توجہ خود اپنے لئے ایک منظم ذاتی تبلیغی منصوبہ وضع کرنے پر مرکوز کریں۔ پہلے قدم کے طور پر آپ کو حضرت شوقی آفندی کے دریافت کردہ عناصر کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہوگی جو آپ کے منصوبے کی شکل اختیار کریں گے۔ درج ذیل مشق حل کرنے سے اس میں آپ کو مدد ملے گی۔

ا۔ واضح رہے کہ آپ کے انفرادی تبلیغی منصوبے کا ایک بہت ہی اہم عنصر یہ ہوگا کہ آپ کا ایک غیر متزلزل ارادہ کہ آپ اپنی روزمرہ کی زندگی کے دوران مستعد لوگوں کو پانے اور انہیں تبلیغ کرنے کے لیے ٹھوس کوششیں کریں گے۔ جب بھی ہم کسی کام کے کرنے کا پختہ عزم کر لیتے ہیں تو ہمارے اس ارادے کی آزمائش ہوتی ہے۔ رکاوٹیں لامحالہ پیدا ہوتی ہیں۔ تبلیغ کے معاملے میں بعض رکاوٹیں وہ ہیں جو امراللہ کی مخالفت سے یا ہمارے اردگرد کی دنیاوی صورتحال سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر معاشرے میں مادیت پرستی ہماری کوششوں کو زیادہ مشکل بنا سکتی ہے جیسا کہ روحانی معاملات کے بارے میں لوگوں کی عمومی بے حسی۔ دنیا کی حالت سے پیدا ہونے والی کچھ رکاوٹیں کیا ہیں جن کا سامنا آپ کو تبلیغ کے لیے نکلتے وقت ہو سکتا ہے؟

الف۔ ________

ب۔ ________

ج۔ ________

د۔ ________

ہ۔ ________

و۔ ______________________________________

ز۔ ______________________________________

۲۔ امراللہ کے لیے قیام اور تبلیغ کرنے کا ارادہ کر لینے کے بعد آپ کو اپنی ذاتی زندگی کے حالات اور ماحول پر غور کرنا ہوگا۔ یقیناًاِن میں سے آپ کے گاؤں یا محلہ میں سماج سازی کی سرگرمیوں میں آپ کی شرکت مرکزی حیثیت رکھتی ہے اور ہم پہلے ہی یہ اشارہ کر چکے ہیں کہ اس سے آپ کے لیے تبلیغ کے مواقع کھلیں گے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی اپنی زندگی کے دیگر پہلوؤں پر غور کریں۔ ایک مختصر پیراگراف لکھیں جو ان کو بیان کرتا ہو۔ مثال کے طور پر کیا آپ طالب علم، ماں یا باپ، دادا یا دادی یا نانا یا نانی ہیں؟ آپ کا پیشہ کیا ہے یا آپ روزی کیسے کماتے ہیں؟ آپ کس گروپ اور تنظیم سے وابستہ ہیں، آپ روزانہ کس قسم کے لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں؟

____

____

____

____

____

____

____

____

اوپر کی صورتحال کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایسے متعدد امکانات کا ذکر کریں جو منظم تبلیغ کیلئے آپ کی زندگی میں موجود ہیں۔

____

____

____

____

____

____

____

۳۔ ان امکانات کے علاوہ جن کی آپ نے اوپر نشاندہی کی ہے آپ کے انفرادی تبلیغی منصوبے کے ایک اور عنصر کے طور پر، امراللہ کے وقار کی حفاظت کرتے

ہوئے آپ کو ایسے مختلف طریقے وضع کرنے ہوں گے جس سے آپ مسلسل نئے لوگوں سے ملاقات کرتے رہیں، ان میں سے بعض حضرت بہاء اللہ کے پیغام کے لئے مستعد بھی ثابت ہوں گے۔ مثال کے طور پر آپ کسی ایسی تنظیم کے ممبر بن سکتے ہیں جس کے مقاصد تعلیمات کے ہم آہنگ ہوں۔ آپ کسی تعلیمی مرکز کے قریب رہتے ہیں تو آپ امر اللہ کی تعلیمات اور نظریات سے ملتے جلتے موضوعات پر ہونے والی تقریروں میں شرکت کر سکتے ہیں۔ آپ کے منصوبے کا یہ عنصر انتہائی اہم ہے کیونکہ اگر آپ مسلسل نئے لوگوں سے نہیں ملتے تو آپ اپنی توجہ سالہا سال تک انہی چند لوگوں پر مرکوز رکھیں گے جبکہ ان میں سے اکثر شاید مستعد بھی نہ ہوں۔ چند ایسے طریقوں کا ذکر کریں جن کے ذریعہ آپ زیادہ سے زیادہ لوگوں کے ساتھ رابطہ کر سکتے ہیں۔

____

____

____

____

____

____

____

۴۔ جیسے جیسے آپ مشق ۲ اور ۳ کے شناخت کردہ امکانات کے ذریعے لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے ساتھ رابطے میں آتے ہیں آپ کو یہ سوچنے کی ضرورت ہوگی کہ آپ حضرت بہاء اللہ کے ظہور کے مقاصد کو دانشمندانہ اور باوقار طریقے سے اُن تک کیسے پہنچائیں۔ اگرچہ وہ یقینی طور پر آپ کے اعمال کے ذریعے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کی خوبصورتی کی جھلک دیکھیں گے لیکن آپ اُن کے ساتھ امر اللہ کے مختلف پہلوؤں پر تبادلہ خیال کرنے کے لیے مناسب مواقع تلاش کرنا چاہیں گے۔ کتاب نمبر ۲ کے دوسرے یونٹ "مسرور کُن اور روح پرور گفتگوئیں" کے مطالعے اور بعد کے تجربے سے آپ جانتے ہیں کہ ایسی گفتگو میں کس طرح مشغول ہونا ہے۔ اپنے منصوبے کے اس عنصر پر غور کرتے ہوئے آپ کے لیے سودمند ہوگا کہ آپ اُن لوگوں کے گروپوں کے بارے میں سوچیں جن سے آپ کا رابطہ ہوگا۔ کس طرح سے آپ ہر گروپ کے لوگوں کی توجہ امر اللہ کے مقاصد اور نظریات کی طرف مؤثر طور پر مبذول کر سکیں گے؟ ظاہر ہے کہ اس وقت آپ صرف اپنے ابتدائی خیالات کو ہی لکھ پائیں گے کیونکہ جب آپ حقیقی صورت حال میں ہوں گے تبھی آپ کو یقینی طور پر معلوم ہوگا کہ لوگوں کو کیا بتانا ہے۔ اس کے علاوہ جیسے جیسے آپ تجربہ حاصل کریں گے آپ کے خیالات ارتقاء پائیں گے۔

____

____

____

____

____

____

۵۔ جب آپ امراللہ کے عظیم مقاصد اور نظریات کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا جاری رکھیں گے تو آپ اُن لوگوں کو جنہیں آپ مستعد پاتے ہیں تبلیغ کرنا شروع کر دیں گے۔ آپ کس طرح آگے بڑھنے کا انتخاب کرتے ہیں اس کا انحصار حالات پر ہوگا۔ کچھ لوگوں کے ساتھ آپ یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ امراللہ کے بنیادی لوازمات کو واضح اور صاف صاف پیش کرنا بہتر ہوگا جیسے اینا نے اپنی دوست امیلیا کے ساتھ کیا۔ کچھ دیگر کے ساتھ آپ گفتگو میں مشغول رہ سکتے ہیں مثال کے طور پر بیتِ تبلیغ کے سلسلوں میں۔ کچھ اور دوسروں کو آپ اپنے گاؤں یا محلہ میں کسی دعائیہ جلسات میں مدعو کر سکتے ہیں۔ پھر ایسے لوگ بھی ہوں گے جو پہلے ہی حضرت بہآءاللہ کے نئے عالمی نظام کے تصور سے وابستہ ہیں انہیں صرف آپ کی پُرجوش حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔ ہر صورت میں آپ مسلسل خدا کی طرف رجوع کرتے ہوئے اُس سے درخواست کریں گے کہ اُن نفوس کو جنہیں آپ تبلیغ کر رہے ہیں اس کے امر کی پناہ میں لے آئیں۔ آپ کا مقصد ان میں سے ہر ایک کو حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات کی گہری تفہیم حاصل کرنے میں مدد کرنا ہوگا۔ اور جب وہ انہیں اِس دور کے مظہرِ ظہورِ الٰہی کے طور پر تسلیم کرتے ہیں اور آپ کے پیروکاروں کی صفوں میں شامل ہو جاتے ہیں تو آپ کو اُن کے علم میں اضافہ کرنے اور امراللہ کی خدمت کرنے کی کوششوں میں مدد دینے کی ضرورت ہوگی کیونکہ اگر اُن کے حاصل شدہ جدید ایمان کو معاشرے میں کارفرما اخلاقی زوال کی قوتوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ اُن چیزوں کی فہرست بنائیں جو اُن کی اس طرح کی پرورش کرنے میں آپ کو مدد دے سکتی ہیں۔

حصہ 27

ایک ذاتی تبلیغی منصوبے کے عناصر کی شناخت کر لینے کے بعد اب آپ ایک خاص مدت کے لئے ایک ابتدائی عمل کا منصوبہ بنانا چاہیں گے جو چند ہفتوں یا چند مہینوں کے لئے ہو سکتا ہے۔ آپ کا منصوبہ بہت مددگار ہوگا اگر یہ دقیق ہو یعنی جس میں ان کے نام جن کو آپ جانتے ہیں اور جو طے شدہ اقدام آپ اُٹھانا چاہتے ہیں اُن کا ذکر ہو۔ جب آپ اس منصوبے پر عمل کر رہے ہوں گے تو نئے مواقع سامنے آئیں گے اور روابط مضبوط ہوں گے اور ان کے مطابق آپ نئے اقدامات وضع کریں گے۔

حصہ 28

جیسا کہ آپ نے شاید نوٹ کیا ہے کہ جب آپ اپنے ذاتی تبلیغی منصوبے کے عناصر کے بارے میں سوچتے ہیں اور ابتدائی لائحہ عمل تیار کرتے ہیں تو اکثر ہماری تبلیغ کرنے کی انفرادی کوششیں ہمارے گاؤں اور محلوں میں تہہ کشا ہونے والی سرگرمی کے نمونے سے جڑی ہوتی ہیں۔ آپ نے بھی دیکھا کہ کس طرح ایسی انفرادی کوششیں حصّہ ڈالتی ہیں اور اس نمونے کو مضبوط بناتی ہیں۔لیکن سماج میں نشوونما کے نمونے کو تیز کرنے کے لیے، نہیں بلکہ وسیع پیانے پر پھیلانے کے لیے اجتماعی کمپینوں کی ضرورت ہوتی ہے۔اس طرح کی کمپین میں مؤثر طریقے سے حصّہ لینے کے لیے ضروری ہے کہ ہم متحدہ عمل کے مفہوم کی واضح سمجھ پیدا کریں۔مثال کے طور پر آئیں مندرجہ ذیل منظرنامے پر غور کریں۔

فرض کریں کہ آپ علاقائی تبلیغی کمیٹی کی طرف سے ایک ایسی میٹنگ میں شرکت کر رہے ہیں جس میں آس پاس کے کئی گاؤں اور محلوں کے دوست اکٹھے ہوئے ہیں تا کہ تبلیغی کمپین کی منصوبہ بندی کی جائے۔ یہ جلسہ بڑی روحانی فضا میں منعقد ہوتا ہے۔اس میں تبلیغ کی اہمیت اور افراد کا کردار پر چند مؤثر تقریریں کی جاتی ہیں، اور شرکاء میں کافی جذبہ وشوق بیدار کیا جاتا ہے۔جب تقریریں ختم ہوتی ہیں تو ہر گاؤں اور محلے سے آئے ہوئے لوگ گروپ کی شکل میں تبلیغی مہم کے لیے اپنے منصوبوں پر مشورہ کرتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد تمام گروپ اپنے منصوبے بتانے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ایک گروپ کا نمائندہ اپنی مشورتوں کا خلاصہ ان الفاظ میں کرتا ہے: ''اس مہم میں مدد کے لیے ہم نے جو منصوبہ وضع کیا ہے وہ بہت بے لاگ ہے۔اس کا تقاضہ یہ کہ ہر فرد، روزانہ دعا کرے کہ تبلیغ میں کم از کم ایک کامیابی حاصل ہو، ہر فرد ہر روز کم از کم ایک فرد کے سامنے امراللہ کا ذکر کرے، اور ہر خاندان ہر انیس روز میں کم از کم ایک بار ایک بیت تبلیغی منعقد کرے۔''

آئیں تصور کریں کہ اس گروپ کے دوست اس منصوبے کو اپنے گاؤں یا محلہ میں لے جاتے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ہر کوئی لگن اور جوش وخروش کے ساتھ گروپ کی سفارشات پر عمل کرے تو ہم یہ فرض کر سکتے ہیں کہ سماج تعداد اور استعداد دونوں میں اضافہ دیکھے گا اور اسے شروع کرنے یا اس سے بھی زیادہ کام کرنے کے لیے تیار کرے گا۔تاہم اس موضوع کے بارے میں ہمارے ادراک کو بڑھانے کے لیے یہ پوچھنا مفید ہوگا کہ کیا اس طرح کا منصوبہ منظم اجتماعی عمل کے ہمارے نکتۂ نظر پر پورا اُترتا ہے۔کیا یہ منصوبہ لوگوں کو اپنی ذاتی تبلغی کوششوں کو آگے بڑھانے کی ترغیب دینے سے زیادہ پر مشتمل ہے، کیا اس بات کا اقرار ہے کہ اس علم سے کہ دوسرے لوگ بھی اس قسم کی سرگرمی میں مشغول ہیں اضافی جوش وخروش پیدا ہوتا ہے؟ کیا اجتماعی عمل کو اس طرح ڈیزائن نہیں کیا جانا چاہیے کہ افراد کی صلاحیتیں اور استعداد ایک دوسرے کو تقویت دیں اور اس طرح ان کی قوتوں میں ضربی اضافہ کریں؟ کیا لوگوں کے ایک

گروپ کے متحدہ اقدام کو ان کی الگ الگ انفرادی کوششوں کے مجموعے سے کہیں زیادہ نتائج لانے چاہئیں؟ اپنے گروپ میں ان سوالات پر غور وفکر کریں۔

حصہ 29

مندرجہ بالا سوالات پر تبادلہ خیال کرنے سے یقینی طور پر ان کی تصدیق ہوگی جو آپ پہلے ہی اپنے تجربے سے سمجھنا شروع کر چکے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ گاؤں یا محلہ میں مل کر کام کرنے والے افراد کے وسعت پزیر مرکزہ کے ایک حصّہ کے طور پر آپ دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح متحدہ عمل کی حرکیات میں ہماری طاقتیں بڑھتی جاتی ہیں۔اس یونٹ کے بقیہ حصّہ میں ہمارا مقصد امراللہ کی توسیع وتحکیم کے تناظر میں ان حرکیات کے بارے میں کچھ بصیرت حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

سب سے پہلے آئیں ہم تیزی سے جائزہ لیں کہ دنیا بھر میں امراللہ کی بڑھوتری کے لیے ہمارے نکتہ نظر کے بارے میں جو شاید آپ اب تک جانتے ہیں۔اس وقت بڑھوتری کے عمل کو تیز کرنے کی کوششیں زیادہ تر ایک کلسٹر کے اندر مخصوص محلے یا گاؤں میں کی جاتی ہیں۔ایک '' کلسٹر '' سے مراد منصوبہ بندی کے مقاصد کے لیے قابلِ انتظام سائز کا ایک چھوٹا سا جغرافیائی علاقہ ہے۔ایریا ٹیچنگ کمیٹی اس سطح پر کام کرتی ہے۔بیت العدل اعظم الٰہی ہمیں کلسٹر کی سطح پر '' سرگرمی کے سہ ماہی دورانیہ '' میں کام کرنے کی تشویق کرتے ہیں '' جس کے ذریعے سماج بڑھتا ہے یعنی ایک زوردار عمل کے نتیجہ میں توسیع کا پھوٹ جانا؛ تحکیم کا لازمی عرصہ جس کے دوران صفوں میں اضافہ مضبوط ہوتا ہے مثال کے طور پر وہ دعائیہ جلسات کے اجتماعات اور انیس روزہ ضیافت میں شرکت کرتے ہیں اور ان کے گھروں میں ملاقاتوں کی جاتی ہیں؛ اور سب کے لیے غور وفکر اور منصوبہ سازی کے لیے مواقع مختص کیے جاتے ہیں۔''

دورانیئے، پھر توسیع، تحکیم، غور وفکر اور منصوبہ سازی کے یکے بعد دیگرے مراحل کی خصوصیت رکھتے ہیں۔ ہر دورانیہ پچھلے دورانیئے کی کامیابیوں پر منحصر ہے۔ توسیع کی ہر لہر کے بعد جیسے جیسے زیادہ سے زیادہ لوگ انسٹی ٹیوٹ پروسس میں داخل ہوتے ہیں اجتماعی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ وہ جو سیکھ رہے ہیں اسے عملی جامہ پہنانا شروع کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے منسلک سرگرمیوں کا ایک مجموعہ نتیجے کے طور پر پھیلتا ہے جو بڑھوتری کے پروسس کا بنیادی حصّہ ہے یعنی دعائیہ جلسات، بچوں کی کلاسیں، نوجوانوں کے گروپ اور اسٹڈی سرکل، اور امراللہ کے فعال حامیوں کا نشوونما پاتا ہوا مرکزہ سرگرمی کی مجموعی رفتار کو بڑھانے کے قابل ہوتا ہے۔ اس طرح بڑھوتری کا پروسس بتدریج تیز ہوتا ہے۔

توسیع کا مرحلہ اعلیٰ سطح کی شدت کا مطالبہ کرتا ہے جو اجتماعی کمپینوں کے نفاذ کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بتایا کیا گیا ہے کہ اس کے مقاصد کسی کلسٹر کے حالات کے لحاظ سے مختلف ہونگے۔ بعض اوقات ایک کمپین بنیادی سرگرمیوں میں سے ایک یا دوسری سرگرمی میں شرکاء کی تعداد میں اضافہ کرنے کی کوشش کرسکتی ہے۔ دوسرے موقع پر توجہ بلاواسطہ تبلیغ پر مرکوز ہوسکتی ہے۔ اکثر یہ مؤخرالذکر کوششیں، ایک ایسے علاقے میں کی جاتی ہیں جہاں سرگرمیاں سماجی زندگی کو شکل دینا شروع کررہی ہوتی ہیں، اِن میں لوگوں کے ساتھ اُن کے گھروں پر ملاقاتیں کرنا شامل ہے۔ اس طرح کی کمپینوں کے بارے میں بیت العدل اعظم درج ذیل رہنمائی فراہم کرتے ہیں:

” اس موضوع کا لُبِ لباب پھر یہ ہوا کہ گھریلو ملاقاتوں کے ذریعے امراللہ کی تبلیغ کرنے کی کمپین، محلے میں جو سرگرمیوں کی جارہی ہیں اُن سے کیا تعلق رکھتی ہے یعنی کیسے یہ دعائیہ جلسات منعقد کرنے کی ان کوششوں سے تعلق رکھتی ہے جو وسیع تر سماج کے دعائیہ کردار کو مستحکم کرنے کے لیے کی جاتی ہیں، جو بچوں کے لیے ایسی کلاسوں کا انعقاد کرتی ہیں جن میں اُن کی روحانی تربیت کی جاسکے، جو ایسے گروپس کی تشکیل کرتی ہیں جن کے ذریعہ نوجوانوں کی توانائیوں کو راہ پر ڈالا جاسکے، جو سب کے لیے کھلے اسٹڈی سرکلوں کا انعقاد کرتی ہیں جن میں مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے لوگ برابر کی سطح پر آگے بڑھتے ہیں اور اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں پر بہائی تعلیمات کو لاگو کرنے کی جستجو کرتے ہیں۔“ (26)

حصّہ 30

جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباس میں تجویز کیا گیا ہے کہ ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ تبلیغ کی کمپینیں خلا میں انجام دی جاتی ہیں۔ وہ بڑھوتری کے لیے ہمارے نقطہ نظر کا صرف ایک عنصر تشکیل دیتی ہیں۔ مزید براں امراللہ کی بڑے پیمانے پر توسیع اور تحکیم کی کوششیں اس وقت بہت زیادہ باثمر ثابت ہوتی ہیں جب وہ ایک مخصوص آبادی کے درمیان ایک طویل عرصے تک منظم طریقے سے کی جاتی ہیں۔

اس یونٹ میں ہم نے ایک یا دو بار " مستعد آبادی " کی اصطلاح کا ذکر کیا ہے۔ تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ بالکل افراد کی طرح ہی کچھ آبادیاں اپنی اجتماعی زندگی پر امراللہ کے مضمرات کو تلاش کرنے کے لیے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ تیار ہوسکتی ہے۔ بیت العدل اعظم الٰہی ہمیں بتاتے ہیں کہ اس طرح کی مستعدی، "بنیادی سرگرمیوں سے متحرک ہونے والے سماج سازی کے پراسس میں حصّہ لینے کی اُن کی آمادگی سے ظاہر ہوتی ہے۔" ہر کلسٹر میں دوستوں کے مدِنظر ایک ہدف ہے۔

> **” ایک یا ایک سے زیادہ مستعد آبادیوں میں اپنے امر کی بنیادی باتوں کی وضاحت میں براہِ راست طریقہ استعمال کرتے ہوئے تبلیغ کریں اور اُن نفوس کو تلاش کریں جو اپنے معاشرے کی پیدا کردہ غفلت سے باہر آنا چاہتے ہیں اور اجتماعی کایا پلٹ کے پراسس کو شروع کرنے کے لیے اپنے محلوں اور دیہاتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتے ہیں۔“ (27)**

لہٰذا جو چیز داؤ پر لگی ہے وہ حضرت بہاء اللہ کے نئے عالمی نظام اور خوشحال وہم آہنگ تمدن کے تصور کی طرف آبادی کی حرکت ہے۔ دنیا بھر کے کلسٹروں میں جاری اس پراسس کی اہمیت پر مزید غور کرنے کے لیے بیت العدل اعظم کی طرف سے لکھے گئے ایک پیام سے مندرجہ ذیل اقتباس پڑھیں۔

''جب جمہور نوع بشر بیدار ہوگی اور امر اللہ میں داخل ہوگی تو ایک نیا پراسس حرکت میں آجائے گا اور ایک نئی تہذیب کی رشد ونمو کا آغاز ہوگا۔ آئیں مسیحیت اور اسلام کے ظہور کا مشاہدہ کریں۔ یہ جمہور وہ عوام الناس ہیں جو خود اپنے ہی رسم ورواج میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن نئے کلام الٰہی کے لئے مستعد ہیں۔ جب حقیقت میں وہ اس پر لبیک کہتے ہیں تو اس کے ذریعہ اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ اُن لوگوں کی کایا پلٹ دیتے ہیں جو اُن کے ساتھ رابطہ میں آتے ہیں۔''

''خدا کے معیارات لوگوں کے معیارات سے مختلف ہیں۔ لوگوں کے معیارات کے مطابق جب کسی بھی امر کو مشہور ومعروف مقام اور مرتبہ والے لوگ قبول کرتے ہیں تو اس سے اس امر کی قدر ومنزلت ہوتی ہے۔ لیکن حضرت بہاء اللہ کے الفاظ میں: 'ہماری ندا اور پیغام کسی ایک ملک یا قوم کے لیے خاص نہیں بلکہ نوعِ بشر اس سب پر مضبوطی سے قائم ہو جو منکشف اور نازل کیا گیا ہے۔ صرف اور صرف اسی وقت نوعِ انسان سچی آزادی پاسکے گی۔'' (28)

جہاں تک ہر جگہ کلسٹروں میں تہہ کشا ہونے والے کایا پلٹ کے پراسس کی نوعیت ہے ہم درج ذیل بیت العدل اعظم کی طرف سے لکھے گئے ایک اور پیام میں پڑھتے ہیں:

''ان دو قوتوں کے دباؤ سے جو بہائی سماج کے اندر اور باہر پیدا ہو رہی ہیں، زمین کے لوگوں کو دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ مخالف سمتوں سے ایک دوسرے سے قریب تر ہوتے ہوئے ایسے عالمی تمدن کی طرف حرکت کر رہے ہیں جو اپنے کردار میں اتنا شاندار ہے کہ آج اس کو تصور میں لانے کی ہماری کوشش بے کار ہوگی۔ جیسے جیسے دنیا بھر کی آبادیوں کی مرکزیت کی طرف جانے والی حرکت تیزی اختیار کرے گی ویسے ویسے ہر ثقافت کے کچھ ایسے عناصر جو امر اللہ کی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے ہوں گے بتدریج جھڑتے چلے جائیں گے جبکہ دوسروں کو تقویت ملے گی۔ اسی مثال کے مطابق ثقافت کے نئے عناصر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ارتقاء پاتے رہیں گے جیسے جیسے ہر انسانی گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ حضرت بہاء اللہ کے ظہورِ وحی سے جذبہ پا کر فکر وعمل کے ایسے نمونوں کو سامنے لائیں گے جو آپ کی تعلیمات کی بدولت تخلیق کیے جائیں گے۔'' (29)

ا۔ مندرجہ بالا دوسرے اقتباس کی بنیاد پر نیچے دیئے گئے سوالات کے جوابات دیں۔

الف۔ جب نوع بشر کی جمہور بیدار ہوتی ہے اور امر اللہ میں داخل ہوتی ہے تو کیا ہوتا ہے؟ ________________________

____

ب۔ جب جمہور نئے کلام الٰہی کا حقیقی طور پر جواب دیتی ہے تو ان میں کیا تبدیلی واقع ہوتی ہے؟ ________________

____

____

ج۔ یہ اقتباس کیسے خدا کے معیارات اور انسانوں کے معیارات کے درمیان ایک فرق کو واضح کرتا ہے؟______________

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

۲۔ درج بالا تیسرے اقتباس کی بنیاد پر فیصلہ کریں کہ کون سے بیانات درست ہیں:

_____ تعلیمات میں تصور کردہ عالمی تمدن کے قریب جانے کے لیے ہر آبادی کو ایک غالب ثقافت کے عناصر کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

_____ دنیا کی ہر ثقافت میں ایسے عناصر موجود ہوتے ہیں جو قابلِ تعریف ہوتے ہیں اور ایسے عناصر بھی جنہیں رد کیا جانا بہتر ہوتا ہے۔

_____ کسی بھی تہذیب میں کیا درست ہے اور کیا ناپسندیدہ ہے اس کا معیار حضرت بہاء اللہ کا ظہور ہے۔

_____ لوگوں کے ایک گروپ کا ثقافت کے نام پر خواتین کو مردوں سے کمتر سمجھنا ناقابلِ قبول ہے۔

_____ کسی بھی ثقافت کے اُن پہلوؤں کی جو تعاون پر زور دیتے ہیں تعریف اور قدر کی جانی چاہیے۔

_____ ثقافت کے وہ پہلو جو قابلِ تعریف ہوتے ہیں پورے انسانی خاندان کے تنوع اور خوبصورتی کو بڑھانے میں معاون ہوتے ہیں۔

_____ ثقافت کے ناقابلِ قبول پہلوؤں کو تبدیل ہونا پڑے گا کیونکہ یہ امر اللہ کی روشنی سے منوّر ہو جاتا ہے۔

_____ ایسے لطیفے اور تبصرے جو کسی نہ کسی طرح لوگوں کے کسی گروہ کو نیچا دکھاتے ہیں؛ وہ انسانیت کے بچپن کے باقیات ہیں جنہیں پھینک دینا چاہیے۔

_____ جب کوئی آبادی امر اللہ میں داخل ہوگی تو وہ بتدریج اپنی ثقافت کے اُن عناصر کو پیچھے چھوڑ دے گی جو تعلیمات کے مطابق نہیں ہیں۔

_____ جب کوئی آبادی امر اللہ میں داخل ہوگی تو اس کی ثقافت کے ان عناصر کو جو تعلیمات کے مطابق ہیں تقویت اور استحکام ملے گا۔

_____ ہر آبادی وقت کے ساتھ ساتھ حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے متاثر ثقافت کے نئے عناصر کو اپنائے گی جیسے مثال کے طور پر وہ جو نوجوان نسل کو

تعلیم وتربیت دینے کی اہمیت کی عکاسی کرتے ہیں۔

______ جوں جوں آبادیاں حضرت بہاءاللہ کے ظہور کے سمندر کے قریب آتی جائیں گی تو وہ لامحالہ ایک دوسرے کے قریب بھی آتی جائیں گی۔

______ متنوع آبادیاں بالآخر ایک دوسرے کے قریب آئیں گی جیسا کہ ان میں سے ہر ایک اپنی ترقی کی راہ پر گامزن ہے، خواہ وہ حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں یا نہ ہوں۔

______ مستعد آبادی کے اندر بنیادی سرگرمیوں میں شرکت کی زیادہ سے زیادہ تعداد تبدیلی کے پراسس کو متحرک کرتی ہے جو اسے حضرت بہاءاللہ کے نئے عالمی نظام کے تصور کے قریب سے قریب تر لے جائے گی۔

مندرجہ بالا کی روشنی میں آپ جس کلسٹر میں رہتے ہیں اس میں اپنے تجربے پر غور کریں۔ جب سے آپ نے خدمت کے راستے پر چلنا شروع کیا ہے تو آپ نے ایک دوسرے سے وابستہ سرگرمیوں کو مضبوط بنانے اور توسیع دینے میں کردار ادا کیا ہے خواہ یہ آپ کے گاؤں کے باشندوں یا آپ کے محلہ کے کسی علاقے میں رہنے والی مخصوص آبادی کے درمیان یا پورے کلسٹر میں منتشر ہوں۔ سرگرمیوں کو اُن کے مجموعی طور پر اور تبدیلی کے اُس پراسس کے بارے میں سوچیں جو یہ حرکت میں لائی ہیں۔ وضاحت کریں کہ کس طرح آبادی کی حرکت پیدا کی جا رہی ہے کیونکہ جس وسعت پاتے مرکزہ سے آپ تعلق رکھتے ہیں وہ مندرجہ ذیل سرگرمیوں کو مربوط طریقہ سے کرنا سیکھ رہا ہے؛ سماج کے دعائیہ کردار کو فروغ دینا؛ زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو روحانی اور فکری طور پر بااختیار کرنے میں مدد دینا؛ زیادہ سے زیادہ جوانوں کو خدمت کی راہ پر چلنے کی دعوت دینا اور اس راہ پر چلنے میں اُن کی مدد کرنا؛ زیادہ سے زیادہ بچوں کو روحانی تعلیم وتربیت فراہم کرنا ؛اور بچوں اور نوجوانوں کے زیادہ سے زیادہ خاندانوں کے لیے ممکن بنانا کہ وہ تعلیمات کے بارے میں سیکھیں اور انہیں اپنی زندگیوں پر لاگو کریں۔

اب جبکہ آپ نے اپنے گاؤں یا محلہ میں دوستوں کے وسعت پاتے مرکزہ کی کوششوں پر غور کیا ہے کہ کیسے وہ حضرت بہاءاللہ کے تصور کردہ نئے عالمی نظام کی طرف آبادی کی حرکت پیدا کر رہی ہیں، آیئے ان شرائط کا جائزہ لیں جو اس طرح کے اجتماعی عمل کو مؤثر بناتی ہیں۔ آپ اس بات پر اتفاق کریں گے کہ پہلی شرط جو پوری ہونی چاہیے وہ اتحاد ہے۔ 'حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

''اگر تم واقعی متحد ہو، اگر اپنے اس ضروری مقصد کو فروغ دینے اور ایک متحدہ محبت کو ظاہر کرنے کے لیے متفق ہو تو میں اس کی قسم کھاتا ہوں جو بیج کو پھاڑتا ہے اور ہوا کو چلاتا ہے کہ تمہارے چہروں سے اتنی عظیم روشنی چمکے گی جو بلند ترین آسمانوں کو چھو لے گی، تمہارے جلال کی شہرت دور دور تک پھیل جائے گی، تمہاری عظمت کے آثار تمام علاقوں میں نمایاں ہوں گے، تمہاری قوت تمام اشیاء کی حقیقتوں میں سرائیت کر جائے گی، تمہارے اغراض و مقاصد طاقتور اور عظیم قوموں پر اثر انداز ہوں گے، تمہارے جذبے تمام عالمِ وجود کو گھیریں گے، اور تم اپنے آپ کو بادشاہت کے بادشاہوں کے طور پر پاؤ گے، اور تم غیبی ملکوت کے شاندار تاجوں سے مزیّن ہو گے، اور امن کی فوج کے سپہ سالار، اور نورکی قوتوں کے شہزادے اور کمال کے افق پر چمکتے ہوئے ستارے، اور لوگوں پر چمکدار روشنی ڈالنے والے چراغ بن جاؤ گے۔''(30)

ایسے متحد ہو جانا کہ ہماری قوتیں کئی گنا بڑھ جائیں، جیسا کہ اوپر حضرت عبدالبہاء بیان فرماتے ہیں، یہ ایسی حالت نہیں ہے جو ہم ایک بار حاصل کر لیں۔ یہ روزانہ کی کوشش کا تقاضا کرتی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ہم کتنی اچھی منصوبہ بندی کرنا سیکھتے ہیں اور اپنے منصوبوں کو نافذ کرنے میں کتنے اہل بن جاتے ہیں، اگر ہم ذرا سا بھی تناؤ یا تنازعات کو گھسنے کی اجازت دیں گے تو یہ تھوڑا سا ہی پھل دیں گے۔

اختلاف کی وجوہات عام طور پر معمولی اور شاید ہی کسی بدنیتی کی بنا پر ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی تناؤ کا باعث کسی کے غلط اقدامات پر بے چینی یا اپنے طریقہ کو اختیار کرنے پر اصرار سے ہوتا ہے۔ اس کا علاج اعلیٰ ظرفی اور زندگی کی معمولی باتوں سے بلند رہنے کی صلاحیت میں ہے۔ حضرت عبدالبہاء ہم سے فرماتے ہیں:

''اے احبائے الٰہی، یہ پُر جوش کوشش کا وقت ہے۔ سعی و جدوجہد کریں اور چونکہ جمال قِدَم دن رات میدان شہادت میں پیش پیش تھے، آئیں ہم بھی اپنی باری میں سخت محنت کریں اور خدا کی نصیحتوں کو سنیں اور غور و فکر کریں؛ آئیں ہم اپنی جانیں نثار کر دیں اور اپنے مختصر اور گنے چنے ایام زندگانی کو خیر باد کہہ دیں۔ آئیں ہم دنیاوی خیالات کے خالی خولی میٹھے سپنوں سے اپنی نظریں پھیر لیں اور اس کی بجائے اپنے مقصد جلیل اور مقصود عظیم کے لئے کام کریں۔ آئیں ہم خود اپنے وہموں کی وجہ سے اس درخت کو کاٹ نہ دیں جسے ملکوتی رحمت کے ہاتھوں نے لگایا ہے؛ آئیں ہم اپنے فریب کے سیاہ بادلوں اور خود غرض مفاداتوں سے اس نور کو نہ چھپا دیں جو افق ابہیٰ سے پھوٹا ہے۔ آئیں ہم اُن رکاوٹوں کی طرح نہ بن جائیں جو قادرِ مطلق خدا کے بہتے ہوئے سمندر کی دیوار بنتی ہیں۔ آئیں ہم جمال ابہیٰ کے باغ کی پاکیزہ اور بھینی خوشبوؤں کو دور دراز تک پھیلنے سے نہ روکیں۔ آئیں ہم ملاپ کے اس زمانے میں آفاق سے برسنے والی بہار کی پھواروں کو نہ روکیں۔ آئیں ہم آفتاب حقیقت کی شعاعوں کو دھندلا اور غائب نہ ہونے دیں۔ یہ خدا کے نصائح ہیں جو اس کی مقدس کتابوں، اس کے صحائف اور الواح میں مخلصین کی ہدایت کے لیے ثبت ہیں۔

تم پر نور و بہاء، اور خدا کی رحمت اور برکات ہوں۔‘‘ (31)

حضرت ولی عزیز امر اللہ فرماتے ہیں:

’’اپنی نظر کو قوی امکانات پر، نا قابل اندازہ تائیدات پر، اس نشو و نما پاتے اور جد و جہد کرنے والے امر اللہ کے نا قابل تسخیر جذبے پر جمائے رکھو ، اور آج کے جزوی جھگڑے اور نا گزیر اختلافات شاندار جلال کے تمہارے نظریہ کو دھندلا نہ دیں جو امر اللہ کے مستقبل نے اس کے ثابت قدم اور جانباز مددگاروں کے لئے تیار رکھا ہے۔‘‘ (32)

اقتباسات کو زبانی یاد کرنا اور اپنانا جیسا کہ ذیل میں دیا گیا ہے ہماری اتحاد لانے کی اجتماعی کوششوں میں مددگار رہوگا۔

’’اگر تمہارے درمیان کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو تم مجھے اپنے چہرے کے سامنے کھڑا ہوا مشاہدہ کرو اور ایک دوسرے کی غلطیوں کو میرے نام کی وجہ سے اور میرے ظاہر و روشن امر سے اپنی محبت کی نشانی کے طور پر نظر انداز کر دو۔ ہم تمہیں تمام وقتوں میں اپنی رضا کی جنت میں روح و ریحان کے ساتھ ملتے جلتے دیکھنا پسند کرتے ہیں اور تمہارے اعمال سے الفت و اتحاد، شفقت و مہربانی اور دوستی کی خوشبو پانا چاہتے ہیں۔ خداوند عالم تمہیں اسی طرح نصیحت کرتا ہے۔ ہم ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیں گے؛ اگر ہمیں تمہاری طرف سے تمہاری دوستی کی خوشبو آئے گی تو ہم یقیناً مسرور ہوں گے کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی چیز بھی ہمیں مطمئن نہیں کر سکتی۔ ہر بصیرت رکھنے والا شخص اس بات کا گواہ ہے۔‘‘ (33)

اتحاد کو برقرار رکھنا آسان تر ہوتا ہے جب ہر کوئی کام کی اہمیت اور حاصل کیے جانے والے اہداف کی عظمت سے واقف ہوتا ہے۔ جب اس طرح کی تفہیم قائم ہوتی ہے تو لوگوں کو اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی اور وہ بے لوث ہو کر اپنا سب کچھ زیرِ دست کاموں میں لگا دیتے ہیں۔ ایک لمحہ کے لیے ٹھہریں اور سوچیں: کیا آپ کسی ایسے پروسس کو نقصان پہنچانے کے لیے تیار ہوں گے جس کا مقصد منتظر نفوس کے دستوں کو مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک کے لیے حضرت بہاء اللہ کے ظہور کے قریب لانا ہے:

______ کیونکہ آپ کسی دوسرے کی حرکتوں کو معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں؟

______ کیونکہ آپ اپنی کوتاہیوں میں مگن ہیں؟

______ کیونکہ آپ اس طریقہ کی پیروی نہیں کرنا چاہتے جس پر سب نے اتفاق کیا ہے؟

______ کیونکہ آپ اپنے آپ کو صحیح اور دوسروں کو غلط سمجھتے ہیں؟

______ کیونکہ جب بھی موقع ملتا ہے آپ لطیفے سنانا پسند کرتے ہیں خواہ وہ نامناسب ہوں اور دوسروں کو برا محسوس ہو؟

______ کیونکہ آپ ہر کوتاہی پر تنقید کرنے پر مُصر ہیں قطع نظر اس کے کہ یہ گروپ کے جوش و خروش کو کس طرح متاثر کرتا ہے؟

______ کیونکہ آپ اجتماعی کوشش میں شدت کی ضرورت کو نہیں سمجھتے ہیں؟

______ کیونکہ کسی نے آپ سے اس طرح بات کی کہ آپ کو پسند نہیں آیا؟

______ کیونکہ آپ کولوگوں کے گھروں پر ملاقات کرنا اچھا محسوس نہیں ہوتا؟

______ کیونکہ آپ ناخوش ہیں کہ آپ کی مخصوص صلاحیتوں پر توجہ نہیں دی جا رہی ہے؟

حصہ 32

گاؤں یا محلہ میں کام کرنے والے مخلص دوستوں کے مرکزہ کے ارکان کے درمیان جو اتحاد موجود ہے وہ صرف اس محبت بھری رفاقت تک محدود نہیں جو انہیں جوڑتی ہے۔ یہ اُس وضاحت میں ظاہر ہوتا ہے جو وہ اپنے مشترکہ مقصد کے بارے میں بانٹتے ہیں۔ متحدہ عمل کے لیے ایک اور لازمی شرط اتحادِ مقصد ہے۔ یہ ہماری کوششوں کو سمت دیتا ہے، نہ صرف اس وقت جب ہم اجتماعی طور پر مل کر کام کر رہے ہوتے ہیں بلکہ اس وقت بھی جب ہم انفرادی خدمت انجام دے رہے ہوں، جیسے کہ بچوں کی کلاس کا انعقاد کرنا یا نوجوانوں کے گروپ کے اینی میٹر کی حیثیت سے خدمت کا انجام دینا۔ جو کچھ ہم کرتے ہیں اُس پر محیط ہے اور ہمارے عمل کو بامعنی کر دیتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح ہماری انفرادی کوششوں کو اجتماعی اقدامات کے ساتھ جوڑ کر سرگرمی کا ایک متحرک نمونہ تخلیق کیا جاتا ہے جو آبادی کو آگے بڑھاتا ہے۔ بیت العدل اعظم الٰہی کا مشاہدہ کرتے ہیں:

''بہائی سماج روحی انسٹی ٹیوٹ کے توسط سے ایسے ماحول میں خدمت انجام دے رہا ہے جس میں انفرادی کوشش اور اجتماعی عمل ایک دوسرے کی تکمیل کر سکتے ہیں تاکہ ترقی حاصل کی جاسکے۔ اس سے جس جوش و خروش کا اظہار ہوتا ہے اور مقصد کا اتحاد جو اس کی کوششوں کو متحرک کرتا ہے وہ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے اُن افراد کو اپنی پھیلی ہوئی صفوں میں کھینچ رہا ہے جو اپنا وقت اور توانائیاں انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے وقف کرنے کے شوقین ہیں۔'' (34)

مشترکہ مقصد کا یہ احساس پھر مقامی سطح سے آگے تک پھیلتا ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کس طرح ہمارے گاؤں یا محلہ میں جہاں ہم رہتے ہیں وسعت پذیر مرکزہ کے حصّے کے طور پر ہماری کوششیں اس کلسٹر میں کام کو آگے بڑھانے کے عظیم مقصد میں حصّہ ڈالتی ہیں۔ اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ کیسے یہ ہمارے ملی سماج کی ترقی اور امراللہ کے عالمی منصوبوں کی تہہ کشائی کو آگے بڑھاتا ہے جو بالآخر حضرت بہاء اللہ کے عالمی نظام کے اُبھرنے کی طرف لے جائے گا۔

۱۔ یہ آگاہی کیوں اہم ہے کہ محلہ یا گاؤں میں ہمارا کام ایک عظیم تر مقصد میں حصّہ ڈالتا ہے؟ ______________________

____

____

۲۔ ہم اس بات کو کیسے یقینی بنا سکتے ہیں کہ انفرادی اہداف و مقاصد امراللہ کے اہداف سے مطابقت رکھتے ہیں؟ ______________________

____

____

۳۔ روحی انسٹی ٹیوٹ کے توسط سے انفرادی کوششیں اور اجتماعی اہداف کس طرح ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں؟ متحدہ عمل کے لیے ان کی تکمیل کی تفہیم

کیوں ضروری ہے؟

۴۔ اتحاد مقصد کس طرح ایک ساتھ خدمت کرنے والے دوستوں کے درمیان محبت کے بندھن کو مزید مضبوط بناتا ہے؟

حصہ 33

ہم نے دیکھا کہ مقصد کا اتحاد متحدہ عمل کے لیے ضروری ہے۔ یہ ہمیں خدمت کے میدان میں ثابت قدمی سے محنت کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ایک مشترکہ مقصد کا احساس وقت اور توانائی کی سرمایہ کاری کا تقاضا کرتا ہے یعنی مشکل لیکن خوشگوار کام کے گھنٹے۔ دنیا میں تفریح کے بارے میں ایک غلط سوچ موجود ہے۔ ہمیں بارہا یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ زندگی کا اصل مقصد تفریح کرنا ہے، جس کی تعریف معمولی مشغلوں کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ لیکن کیسے ایسی "تفریح" سے حاصل ہونے والی خوشی کا موازنہ ہم اس حقیقی خوشی سے کر سکتے ہیں جو دوسروں کے سامنے حضرت بہاء اللہ کے پیغام مبارکہ کو پیش کر کے، امر کی روح سے انہیں جذبہ حاصل کرتے دیکھ کر، بچوں کی کلاسوں اور نوجوانوں کے والدین کے ساتھ مسرور کُن اور روح پرور گفتگوؤں میں مشغول ہو کر، انسٹی ٹیوٹ کورسوں کے بنیادی سلسلے کا مطالعہ کرنے والوں کو اُن کی تفہیم اور خدمت کی صلاحیت میں ترقی کرتے ہوئے دیکھ کر کیا جا سکتا ہے؟ اگر کبھی اجتماعی اقدام کے دوران آرام اور ذاتی آسودگی کی خواہش جڑ پکڑنے لگے تو حضرت عبدالبہاء، مثلِ اعلیٰ اور اُن کی امر اللہ کی ترویج کے لئے انتھک کوششوں کو یاد کر کے قابو پایا جا سکتا ہے۔ یہاں آپ کے کچھ کلمات دیئے جا رہے ہیں:

> **''عبدالبہاء کے نقشِ قدم پر چلو اور جمال ابہیٰ کے راستے میں ہر دم جانفشانی کرنے کی آرزو کرو، سورج کی طرح چمکو، سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارو؛ آسمان کے بادلوں کی طرح کوہ وصحرا پر زندگی برساؤ، اور نسیم بہاری کی طرح انسانی وجود کے درختوں کو تازگی بخشو اور ان میں پھول وپھل لانے کا باعث بنو۔''** (35)

''۔۔۔لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی مرضی کو اس طرح خدا کے سپرد کر دے اور اپنے مشاغل سے اتنا غافل ہو جائے کہ زندہ قربانی کا مقام حاصل کر سکے۔ پس اس کی نیندتن آسانی کے لیے نہ ہو بلکہ جسمانی قوت بحال کرنے کے لیے ہو تا کہ اس کی گفتگو واضح ہو، اس کا بیان زیادہ دلنشین ہو، اور یہ کہ وہ مخلوقِ خدا کی خدمت کر سکے اور اُس کے دلائل وبرہان پیش کر سکے؛ اور اگر وہ بیدار ہو تو اُسے ہوشیار رہنا، امر اللہ کی خدمت میں مشغول رہنا اور اپنی خواہشات اور رجحانات کو خدا کی رضا میں قربان کر دینا چاہیے۔ اور جب وہ اس مقام پر پہنچے گا تو تائیداتِ روح القدس اس کو گھیر لیں گی اور ایسی قوت وقدرت سے لیس

ہوکر وہ زمین کے لوگوں کا سامنا کرنے کے قابل ہوگا۔‘‘(36)

’’ میں امید کرتا ہوں کہ وہ جو روحوں کو تقویت دیتا ہے اُس کے فیوضات کے ذریعے آپ ایک لمحہ کے لیے بھی خاموش نہیں رہ سکیں گے اور عالمِ وجود کی شریان میں نبض کی مانند دھڑکنے سے باز نہ آئیں گے، یہ کہ آپ دلوں میں زندگی کی روح پھونک سکیں گے اور نفوس کو عالم بالا میں پرواز کرنے کے قابل بنا سکیں گے۔‘‘(37)

’’یہ لوگ رات دن انتھک محنت کریں گے، آزمائشوں اور دُکھوں کی پروا نہیں کریں گے اور اپنی کوششوں میں کوئی وقفہ نہیں آنے دیں گے، آرام نہیں چاہیں گے، ہر طرح کی سہولت اور آسودگی کو خاطر میں نہیں لائیں گے اور بے لوث اور غیر آلودہ ہو کر اپنی زندگیوں کے ہر گزرتے ہوئے لمحے کو نفحات القدس کو پھیلانے اور خدا کے مقدس کلام کو بلند کرنے کے لئے وقف کردیں گے۔ ان کے چہروں سے ملکوتی سرور کی روشنی پھوٹے گی اور ان کے دل خوشی سے سرشار کئے جائیں گے۔ ان کی روحیں القاء پائیں گی اور ان کی بنیاد مضبوطی سے قائم ہوگی۔ وہ دنیا میں پھیل جائیں گے اور تمام علاقوں میں سفر کریں گے۔ وہ ہر مجلس میں اپنی آواز بلند کریں گے اور ہر اجتماع کو سنواریں گے اور انہیں زندگی بخشیں گے، وہ ہر بولی میں بات چیت کریں گے اور ہر سربستہ مطلب کی تشریح کریں گے، وہ ملکوت کے پوشیدہ رازوں کو ظاہر کریں گے اور ہر ایک کے سامنے خدا کی نشانیاں ظاہر کریں گے، وہ ہر مجلس کے قلب میں ایک شمع کی طرح روشن ہوں گے اور ہر افق پر ستارے کی طرح چمکیں گے۔ ان کے دلوں کے گلشن سے چلنے والی خوشگوار ہوائیں لوگوں کی روحوں کو معطر اور زندہ کریں گی اور ان کے ذہنوں کے انکشافات بارش کی طرح دنیا کے لوگوں اور قوموں کو حیات نو بخشیں گے۔‘‘(38)

حصہ 34

ایک اہم آلہ جو ہمیں اپنے اتحاد کو قائم اور مستحکم کرنے اور مقصد کے مشترکہ احساس کو برقرار رکھنے میں مدد دینے کے لیے دیا گیا ہے وہ ہے مشورت۔ عمل، عمل پر غور وفکر اور مشورت کے ذریعے ہم اتحادِ فکر کو حاصل کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ ہماری سرگرمیوں کی نوعیت اور اُن طریقوں کے بارے میں جو ہم استعمال کرتے ہیں اور جو اہداف ہم اپناتے ہیں اُن کے بارے میں اتحادِ فکر موثر متحدہ عمل کی ایک اور ضرورت ہے۔

جیسا کہ دوستوں کا وسعت پا تا مرکزہ مسلسل اور اتحادِ فکر کے ساتھ کام کرتا ہے، اسے اپنے عمل کے موثر ہونے پر باقاعدگی سے غور وفکر کرنے کے لیے اپنی صلاحیت اور نظم وضبط کو مسلسل مضبوط کرنا چاہیے۔ غور وفکر، مشورت اور مطالعہ میں، مرکزہ تجربے اور الواح وآثار سے متعلقہ عبارات، خاص طور پر بیت العدل اعظم الٰہی کی ہدایت پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ جب عمل، غور وفکر، مشورت اور مطالعہ کا یہ نمونہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ دوستوں کا ایک گروپ اجتماعی طور پر کس طرح کام کرتا ہے تو سیکھنا اُن کے کام کرنے کا طریقہ بن جاتا ہے۔ مسلسل بڑھوتری ممکن ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ اُن طاقتوں پر تعمیر کرتے ہیں جو ہر دورانیہ کے بعد حاصل کی جاتی ہیں۔ اپنی سرگرمیوں کی قوتِ حیات کو برقرار رکھنا، تمام پس منظر کے لوگوں کو مشغول کرنا، تعداد میں اضافہ کے معاملات کو منظم کرنا یعنی المختصر مسلسل بڑھوتری، ہر جگہ کلسٹروں میں سیکھنے کا یہ ہدف ہے۔

’’۔۔۔۔احباب کو چاہیے کہ وہ شرکت کی سطح کو بڑھانے کی کوشش میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ اس بات کو یقینی بنانے کی خاطر اپنی تمام تر قوت لگا دیں کہ انہوں نے جو نظام اس قدر مشقت کے ساتھ تعمیر کیا ہے کہیں وہ خود اپنے ہی خول میں بند نہ

ہوجائے بلکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو گلے لگانے کے لیے بتدریج وسعت حاصل کرتا جائے۔ وہ اس ملنے والی نمایاں قبولیت کو نظرانداز نہ ہونے دیں اور نہ ہی اس پُرشوق توقع کو جوان کی منتظر تھی کیونکہ انہوں نے زندگی کے تمام شعبوں کے لوگوں کے ساتھ بات چیت کرنے اور حضرت بہاء اللہ کی ہستی اور آپ کے ظہور کے بارے میں گفتگو کرنے میں اپنی قابلیت پر اعتماد حاصل کیا ہے۔"[39]

۱۔ ہمیں کس چیز کو بڑھانے کی کوشش میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہیے؟ ____________________

____

۲۔ کس بات کو یقینی بنانے کے لیے ہمیں تمام تر قوت لگانی چاہیے؟ ____________________

____

____

۳۔ ہمیں کس چیز کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے؟ ____________________

____

____

۴۔ جس وسعت پاتے مرکزہ کے آپ رکن ہیں اس نے بلاشبہ آپ کے گاؤں یا محلہ میں بڑھوتری کے پراسس کے بارے میں بہت سی بصیرت حاصل کی ہے کیونکہ آپ نے مسلسل عمل کیا ہے، عمل پر غور کیا ہے اور مل کر مشورہ کیا ہے۔ اس میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ دو پیشرفتوں کے درمیان ایک دوطرفہ تعلق ہے: انسٹی ٹیوٹ کورسوں کے ذریعے دیئے گئے خدمت کے راستے پر افراد کی صلاحیت کی تعمیر اور سرگرمیوں اور ان میں شرکاء کی تعداد میں اضافہ۔ اس تعلق میں حاصل کردہ بصیرتوں اور بڑھوتری کے پراسس میں اس کی مرکزیت پر تبادلہ خیال کریں۔

____

____

____

____

____

سیکھنے کے اندازِ کار کے مضمرات پر مزید غور کرنے کے لیے عمل، غوروفکر، مشورت اور مطالعہ کے نمونہ پر جو اس کی وضاحت کرتا ہے، بیت العدل اعظم الٰہی کی مندرجہ ذیل عبارت کا مطالعہ کریں۔ جب آپ ایسا کرتے ہیں تو اُن دوستوں کے مرکزے کے بارے میں سوچیں جس سے آپ کا تعلق ہے اور جن کے ساتھ

آپ اپنے گاؤں یا محلہ میں اتنی جانفشانی سے خدمت انجام دے رہے ہیں۔

''ہم یہ دیکھ کر نہایت مسرور ہیں کہ کلسٹروں اوران کے اندر موجود محلوں اور دیہاتوں کی روز افزوں تعداد میں دوستوں کا مرکزہ اُبھر چکا ہے جو عمل اور غور وفکر کے ذریعے یہ دریافت کر رہا ہے کہ کسی خاص نکتہ پر اپنے گردوپیش میں بڑھوتری کے عمل میں پیش رفت لانے کے لیے کس چیز کی ضرورت ہے۔ وہ انسٹی ٹیوٹ کے طاقتور آلہ کار سے استفادہ کر رہے ہیں جس کے ذریعے سماج کی روحانی اور مادی خوشحالی میں حصّہ ڈالنے کی استعداد کو بڑھایا جاتا ہے اور جیسے جیسے وہ عمل کرتے ہیں تو شرکت کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ قدرتی طور پر جگہ جگہ کے حالات مختلف ہوتے ہیں، جیسا کہ بڑھوتری کی خصوصیات ہوتی ہیں۔ لیکن منظم جدوجہد کے ذریعے ہر کوئی سامنے موجود کام میں زیادہ سے زیادہ مؤثر اعانت فراہم کرسکتا ہے۔ ہر ترتیب میں دوسرے اشخاص کو مسرور کُن اور روح پرور گفتگوؤں میں مصروف کرنے سے خالص خوشی حاصل ہوتی ہے جو جلد یا بدیر روحانی اثر پزیری کے تحرکات کی طرف لے جاتی ہے۔ مومن کے دل میں شعلہ جتنا روشن ہوگا اس کی گرمی کے سامنے آنے والوں کی کشش کی قوت اُتنی ہی زیادہ ہوگی۔ وہ دل جو حضرت بہاء اللہ کے عشق سے شعلہ ور ہوگا تو اس کے لیے اور کیا مناسب مصروفیت تصور کی جاسکتی ہے کہ وہ ہم خیال نفوس کو تلاش کرے اور جب وہ خدمت کی راہ پر گامزن ہوں تو اُن کی حوصلہ افزائی کرے اور جب وہ تجربہ حاصل کر رہے ہوں تو اُن کی ہمراہی کرے اور شاید سب سے بڑی خوشی یہ ہوگی کہ وہ اُن نفوس کو اپنے ایمان میں مضبوط ہوتا دیکھے کہ وہ آزادانہ قیام کریں اور اس سفر میں دوسروں کی مدد کریں۔ یہ وہ انمول ترین لمحات ہیں جو یہ عارضی زندگی فراہم کرتی ہے۔''(40)

''سیکھنے کے اندازِ کار کا تقاضا یہ ہے کہ سب عاجزی کی وضع اختیار کریں، ایسی حالت جس میں انسان خدا پر توکّل کرتا ہے اُس کی قوت پر بھروسہ کرتا ہے اور اُس کی تائیدات پر مکمل یقین رکھتے ہوئے خود کو فراموش کر دیتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ صرف خدا ہی مچھر کو عقاب اور قطرے کو پُرموج سمندر میں بدل سکتا ہے۔ اور ایسی حالت میں نفوس مل جُل کر انتھک محنت کرتے ہیں اور صرف اپنی کامیابیوں پر نہیں بلکہ دوسروں کی ترقی اور خدمات پر خوش ہوتے ہیں۔ تو یہ ہے کہ اُن کے خیالات ہر وقت ایک دوسرے کو اُس کے امر کی خدمت کی بلندیوں کو بڑھانے اور اُس کے علم کی فضا میں پرواز کرنے میں مدد کرنے پر مرکوز ہیں۔''(41)

حصہ 35:

یقیناً ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہماری کوششوں کے ہر دورانیئے کی کامیابی مکمل طور پر ملکوتی مدد پر منحصر ہے۔ فطری طور پر خدا کے ساتھ اپنے ذاتی تعلق میں ہم اس سے التجا کرتے ہیں کہ ہماری کوششیں اگرچہ چھوٹی ہوں اس کی مقدس دہلیز پر قبول کی جائیں۔ ان جیسی عبارات کی یاد کتنی انمول ہیں:

> ''اے رب میں ایک پر ٹوٹا پرندہ ہوں اور نا متناہی فضا میں پرواز کرنا چاہتا ہوں۔ میرے لئے تیری عون وعنایت اور تائید و توفیق کے سوا ایسا کرنا کیونکر ممکن ہے۔''(42)

> ''میں تجھ سے تیری وحی کے مصدر اور تیری آیات کے مطلع کے نام پر التجا کرتا ہوں کہ میرے سینے کو اپنے عشق اور اپنی ذکر سے بھر دے، پھر اسے اپنے بحر اعظم کے ساتھ جوڑ دے تا کہ اس سے تیری حکمت کا آب حیات جاری ہو اور تیرے ذکر و ثنا کے شفاف چشمے پھوٹیں۔''(43)

> ''میں تجھ سے التجا کرتا ہوں، اے مالک وجود اور حافظ غیب وشہود، کہ جو کوئی بھی تیرے دین کی خدمت کے لئے قیام کرے اسے اپنی

مرضی سے مواج سمندر کی طرح بنادے، اپنے مقدس شجر کی آگ سے جلنے والا بنادے اور اپنی مشیت کے آسمان کے افق سے چمکنے والا کردے۔"(44)

"اے میرے خدا! اپنے بندے کی مدد فرما کہ تیرے کلمہ کو بلند کرے اور ہر فضول اور جھوٹی چیز کا انکار کردے، حقیقت کو قائم کرے، آیات مقدسہ کو منتشر کرے، عظمتوں کو ظاہر کرے اور صبح کی روشنی کو نیکو کاروں کے دلوں کے افق سے پھوٹنے دے۔"(45)

"الٰہی! الٰہی! تو دیکھتا ہے کہ میں اپنی عاجزی اور کمزوری کے باوجود اس عظیم ترین کام میں مشغول ہوں، لوگوں میں تیرے کلمات کو بلند کرنے اور تیری قوموں کے درمیان تیری تعلیمات کو پھیلانے پر کمر بستہ ہوں۔ میں کس طرح کامیاب ہوسکتا ہوں؟ اگر تو نفثات روح القدس کے ذریعہ میری مددنہ کرے، اپنی پُرجلال ملکوت کی فوجوں سے میری معاونت نہ کرے، اور مجھ پر اپنی تائیدات کی بارش نہ برسائے جو تنہا ایک مچھر کو شاہین میں تبدیل کرسکتا ہے، ایک قطرے کو دریا اور سمندر بنا سکتا ہے اور ایک ذرّے کو روشنیوں اور آفتاب میں بدل سکتا ہے۔"(46)

ہم قادرِ مطلق سے التجا کرنے کے لیے اکھٹے بھی ہوتے ہیں تاکہ وہ ہماری اجتماعی کوششوں کے لیے تائیدات عطا فرمائے، خاص طور پر ایک زوردار کمپین کے دوران۔

'اے رب! اپنے خطوں پر خاکسار اور اطاعت گزار نفوس کو ظاہر کر، ان کے چہرے تیری ہدایت کی کرنوں سے منور ہوں، وہ اس دنیا سے لاتعلق ہوں، تیرے نام کی بزرگی بیان کرتے ہوں، تیری حمد وثناء کرتے ہوں، اور تیری تقدس کی خوشبو کو نوع بشر میں پھیلاتے ہوں۔"(47)

"اے خدا، میرے خدا! اپنے قابل اعتبار بندوں کو شفیق اور مہربان دلوں سے نواز، انہیں دھرتی کی تمام قوموں کے درمیان ہدایت کے اس نور کو پھیلانے کی توفیق بخش جو ملاءِ اعلیٰ سے آتی ہے۔"(48)

"اے رب! یقینا تیرے عشاق پیاسے ہیں؛ عنایت اور رحمت کے سرچشمے تک ان کی رہنمائی فرما۔ واقعی وہ بھوکے ہیں؛ اُن پر اپنا خوانِ نعمت نازل فرما، یقیناوہ برہنہ ہیں؛ انہیں علم ودانش کی خلعت سے ملبوس کر۔"(49)

"اے خداوند بے ہمتا! اے ربّ الملکوت! یہ نفوس تیری سپاہِ آسمانی ہیں۔ ان کی مدد کر، اور ملاءِ اعلیٰ کی لشکروں سے نصرت فرما تاکہ ہر ایک پورے ایک لشکر کی مانند ہوجائے اور ان ممالک کو خداوندی محبت اور الٰہی تعلیم کی نورانیت سے فتح کرے۔"(50)

حصہ 36

ہم یہاں تبلیغ کے عمل کی اپنی کھوج کا اختتام کریں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تبلیغ کے بارے میں آپ محسوس کرتے ہیں کہ نہ صرف ذاتی اقدام کی حیثیت سے بلکہ اجتماعی کوشش کے طور پر بھی دونوں میں یکساں روحانی اصول کارفرما ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود چند دوستوں کو امراللہ سے متعارف کرانے کے پراسس اور انہیں حضرت بہاء اللہ کی وحی کے سمندر کے ساحلوں تک پہنچنے میں مدد کرنا یقینی طور پر کسی خطے کے ہزاروں باشندوں کو انہی ساحلوں تک پہنچنے میں مدد دینے سے مختلف ہے۔ ایک سادہ سی تشبیہ اس نکتہ کو واضح کرے گی: ایک چھوٹی کیاری میں پودوں کی نشوونما پر لاگو ہونے والے اصول سینکڑوں ہیکٹر پر پھیلے ہوئے فارم پر یکساں ہیں۔ اس کے باوجود کسی کے ذاتی باغ میں چند پودوں کی دیکھ بھال کرنا بڑے پیمانے کی کاشت کاری سے بہت مختلف ہے۔

جب آپ کے چند دوست حضرت بہاءاللہ کو تسلیم کریں گے اور آپ کے پیروکاروں کی صف میں شامل ہو جائیں گے تو آپ اُن میں سے ہر ایک کو اپنے ذاتی تبلیغی منصوبے کے حصّے کے طور پر پروان چڑھاتے رہیں گے، ان پر وقت صرف کرتے ہوئے اور اُن کی اُن کوششوں میں مدد کرتے ہوئے کہ آپ کی تعلیمات کے بارے میں اپنے علم میں اضافہ کریں اور آپ کے امر کی خدمت کریں۔ اب آپ اپنے ذہن کو ایک مکمل خطہ کی طرف موڑ لیں۔ جب ایک مستعد آبادی کے درمیان کوششوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بڑی تعداد خاص کر جوانان اپنے ساجوں کی خدمت کے راستے پر چلنے کے لیے تیار ہیں اور درحقیقت شوقین ہیں، جب کوششیں یہ واضح کرتی ہیں کہ ایک نمایاں تعداد اُس گفتگو کے ذریعے امراللہ میں داخل ہونے کے لیے تیار ہے جیسی گفتگو اینا اور امیلیا کے درمیان تہہ کشا ہوئی تھی ،تب ایک مکمل طور پر مختلف پراسس کی ضرورت ہوتی ہے، ایسا پراسس جو ایک بڑی تعداد کو اپنی خداداد صلاحیتوں کے مطابق امراللہ کی خدمت کرنے کے قابل بناتا ہے۔ اتنے بڑے کام کو صرف انفرادی کوششوں سے پورا نہیں کیا جا سکتا۔

اس یونٹ کے آخری حصّے آپ کو اس بات کی جھلک پیش کر چکے ہیں کہ کس طرح بڑے پیمانے پر امراللہ کی توسیع و تحکیم ساتھ ساتھ آگے بڑھ سکتی ہے۔ اس دہرے پراسس کی حمایت کرنے کے قابل نظام کے عناصر کو کئی دہائیوں کی سکھلائی کے ذریعے بڑی مشقت سے دریافت اور بہتر کیا گیا ہے۔ ان میں سے کچھ کا یہاں ذکر کیا گیا ہے اور آپ دیگر کے بارے میں بصیرت حاصل کریں گے اور زیادہ اہم بات یہ ہے کہ وہ سب آپ کے مسلسل تجربے اور مطالعہ کے ذریعے ایک مضبوط نظام کی تخلیق کے لیے کس طرح مل کر کام کرتے ہیں۔ ان میں شامل ہیں: '' کلسٹر '' کی تعمیر، توسیع و تحکیم کے مرحلوں کے ساتھ سرگرمی کے دورانیئے، رابطہ کاری کی اسکیم، اور عمل، غور و فکر، مشورت اور مطالعہ کا طریقہ کار۔ لیکن ان سب کی کلید ایک مرکزی عنصر ہے: خدمت کی خاطر صلاحیت سازی کے لیے ایک مناسب ذریعہ ۔

ہمیشہ بڑھتے رہنے والے دستوں کو ''روحانی بصیرت، علم اور تیز رفتار توسیع اور تحکیم کے کاموں کو انجام دینے کی مہارت'' عطا کرنے کے لیے انسٹی ٹیوٹ کا ادارہ بنایا گیا تھا۔ بیت العدل اعظم تحریر فرماتے ہیں کہ اس ''لامحدود صلاحیتوں'' والے آلہ کے ساتھ ''حالات کے تنوع کے تحت عملی طور پر کسی بھی کلسٹر'' میں ''افراد کے ایک وسعت پزیر مرکزہ '' کے لیے ممکن ہے کہ وہ ''نئے عالمی نظام کے ہدف کی طرف حرکت پیدا کرے۔'' مندرجہ ذیل عبارت ہمارے لیے خلاصہ کرتی ہے کہ کس طرح انسٹی ٹیوٹ کے ذریعے پروان چڑھائی گئی صلاحیت سازی تبلیغی کام کو چلاتی ہے اور اس حرکت کو آگے بڑھاتی ہے:

> ''کسی کلسٹر میں ارتقا کرتے ہوئے عمل کے نمونے کا مرکزی حصّہ کلامِ الٰہی کے وسیلے کے ذریعہ متاثر ہونے والی انفرادی و اجتماعی کایا پلٹ ہے۔ کورسوں کے سلسلے کے شروع سے ہی عبادت، نوعِ بشر کی خدمت، روح کی زندگی اور بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت جیسے اہم تصورات پر غور کرتے ہوئے ایک شریک حضرت بہاءاللہ کے ظہور کا سامنا کرتا ہے۔ جب ایک شخص مطالعے اور تخلیقی کلام پر عمیق فکر و تدبر کی عادت پروان چڑھاتا ہے تو گہرے مفہومات کے بارے میں اپنی سمجھ کو ظاہر کرنے کی ایک قابلیت میں اور اہمیت کی حامل بات چیت میں روحانی حقیقت تلاش کرنے میں کایا پلٹ کا یہ عمل خود کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ قابلیتیں نہ صرف ان مرتفع مذکرات میں دیکھی جا سکتی ہیں جو بڑھتے ہوئے انداز میں سماج کے اندر بین العمل کی صفت بنتی جا رہی ہیں، بلکہ موجودہ گفتگوؤں میں بھی جو نہ صرف بہائی جوانوں اور اُن کے ہم عمروں کے درمیان جاری ہیں بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر ان والدین کو بھی شامل کرتی ہیں جن کی بیٹیاں اور بیٹے سماج کے تعلیم و تربیت کے پروگراموں سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اس طرح کے تبادلہ خیالات سے روحانی قوتوں کے بارے میں آگاہی بڑھائی جاتی ہے، ظاہری دوفرعیتیں (dichotomies) ہمہ گیر متوقع بصیرتوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتی ہیں، اتحاد اور مشترک باطنی پکار مضبوط ہوتی ہے، یہ اعتماد تقویت پاتا ہے کہ ایک بہتر دنیا پیدا کی جا سکتی ہے اور عمل کرنے کا عزم ظاہر

ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی امتیازی گفتگوئیں ہمیشہ بڑی تعداد کو کئی طرح کی سماجی سرگرمیوں میں حصّہ لینے کی طرف بتدریج مائل کرتی ہیں۔ اس میں شامل لوگوں کی مستعدی اور تجربات سے اشارہ پا کر ایمان و ایقان کے موضوعات فطرتاً اُبھرتے ہیں۔ تو پھر جو بات واضح ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی کلسٹر میں انسٹی ٹیوٹ پراسس رفتار پکڑتا ہے تو تبلیغ کا عمل دوستوں کی زندگیوں میں ایک نمایاں ترحیثیت اختیار کر لیتا ہے۔"[51]

یہ جاننا آپ کے لیے خوشی کا باعث ہوگا کہ انسٹی ٹیوٹ میں حصّہ لے کر آپ بیت العدل اعظم الٰہی کے اوپر بیان کردہ تصور کو پورا کر رہے ہیں۔ آپ کے لیے یہ جاننا اتنا ہی باعثِ مسرت ہوگا کہ اگلی کتاب جس کا آپ مطالعہ کریں گے وہ آپ کو روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کے ٹیوٹر کے طور پر خدمت انجام دینے کی صلاحیت کو بڑھانے میں مدد دے گی۔ خدمت کا یہ عمل نہ صرف انسٹی ٹیوٹ کورسوں کے ذریعے افراد کے ایک مستقل، ہمیشہ بڑھتے ہوئے دھارے کی ترقی کے لیے انتہائی اہم ہے بلکہ کلسٹر میں بڑھوتری کے مجموعی پراسس کے لیے بھی ۔ تاہم آپ کا فوری کام یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے سیکھا ہے اسے عملی جامہ پہنائیں۔ تبلیغ کی اہمیت کے بارے میں اپنی سمجھ کو گہرا کرنے کے بعد آپ اس سے بڑی کس خوشی کا تصور کر سکتے ہیں کہ ولیِ عزیز کی ہم سب سے کی گئی اس اپیل پر دھیان دیں کہ "اسے اپنی زندگی کا غالب جذبہ بنائیں۔"

☆☆☆☆☆

حوالہ جات:

1۔ حضرت بہاءاللہ، ڈیز آف ریمبرنس: سیلیکشن فرام دی رائٹنگز آف بہاءاللہ فار بہائی ہولی ڈیز۔

2۔ حضرت ولی امراللہ، ایڈونٹ آف ڈیوائن جسٹس

3۔ پیام بیت العدل اعظم الٰہی: مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۶۴، تمام محافل ملیہ کے نام

4۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 120.3

5۔ حضرت بہاءاللہ، کلمات مکنونہ (عربی) نمبر 4

6۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 4.1

7۔ حضرت عبدالبہاء، خطابات پیرس، ۱۲۸ اکتوبر ۱۹۱۱ء

8۔ حضرت بہاءاللہ، لوح احمد

9۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 45.1

10۔ حضرت باب، بہائی پریرز سے

11۔ ایضاً

12۔ حضرت بہاءاللہ، ایضاً (چھوٹی نماز)

13۔ کلمات مکنونہ (فارسی) نمبر ۴۴

14۔ کلمات مکنونہ (عربی) نمبر ۱۳

15۔ مجموعہ مناجات، حضرت عبدالبہاء

16۔ حضرت بہاءاللہ، بہائی پریرز،

17۔ پیامِ رضوان ۲۰۱۰ء

18۔ پیام بنام کانفرنس برائے ہیتِ معاونین مورخہ ۳۰ دسمبر ۲۰۲۱ء

19۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 129.1&2

20۔ حضرت ولی امراللہ، ایڈونٹ آف ڈیوائن جسٹس، پیرا 78

21۔ ایضاً

22۔ ایضاً

23۔ ایضاً

24۔ ایضاً

25۔ ایضاً

26۔ پیام بیت العدل اعظم کی جانب سے مورخہ ۲۸ دسمبر ۲۰۰۸ء ایک محفل ملی کے نام

27۔ پیامِ رضوان ۲۰۱۰ء

28۔ پیامِ بیت العدل اعظمِ الٰہی، مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۶۴، تمام محافل ملیہ کے نام

29۔ پیامِ بیت العدل اعظمِ الٰہی، مورخہ ۱۲ دسمبر ۲۰۱۱ء، تمام محافل ملیہ کے نام

30۔ حضرت عبدالبہاء، سائٹڈ بائی حضرت شوقی آفندی، مورخہ ۵ جون ۱۹۴۷ء

31۔ سیلیکشن فرام دی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 207.9-10

32۔ حضرت شوقی آفندی، کے جانب سے لکھے گئے خط مورخہ ۹ مئی ۱۹۳۳ء

33۔ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے منتخب اقتباسات: 146.1

34۔ پیامِ رضوان ۲۰۰۸ء

35۔ سیلیکشن فرام دی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 200.11

36۔ حضرت عبدالبہاء، ٹیبلیٹس آف عبدالبہاء

37۔ حضرت عبدالبہاء، ٹیبلیٹس آف عبدالبہاء

38۔ یلیکشن فرام دی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 204.2

39۔ پیام بنام کانفرنس برائے ہیئتِ معاونین مورخہ ۲۸ دسمبر ۲۰۱۰ء

40۔ پیامِ رضوان ۲۰۱۹ء

41۔ پیامِ رضوان ۲۰۱۰ء

42۔ حضرت عبدالبہاء، بہائی پریرز،

43۔ حضرت بہاءاللہ، ایضاً

44۔ ایضاً

45۔ حضرت عبدالبہاء، بہائی پریرز،

46۔ ایضاً

47۔ ایضاً

48۔ ایضاً

49۔ ایضاً

50۔ ایضاً

51۔ پیام بنام کانفرنس برائے ہیئتِ معاونین مورخہ ۲۹ دسمبر ۲۰۱۵ء